قادیانیت سے مکالمہ

مصنف:

پروفیسر عبدالخالق نجمی

فرید بک سٹال
۳۸۔ اُردو بازار لاہور

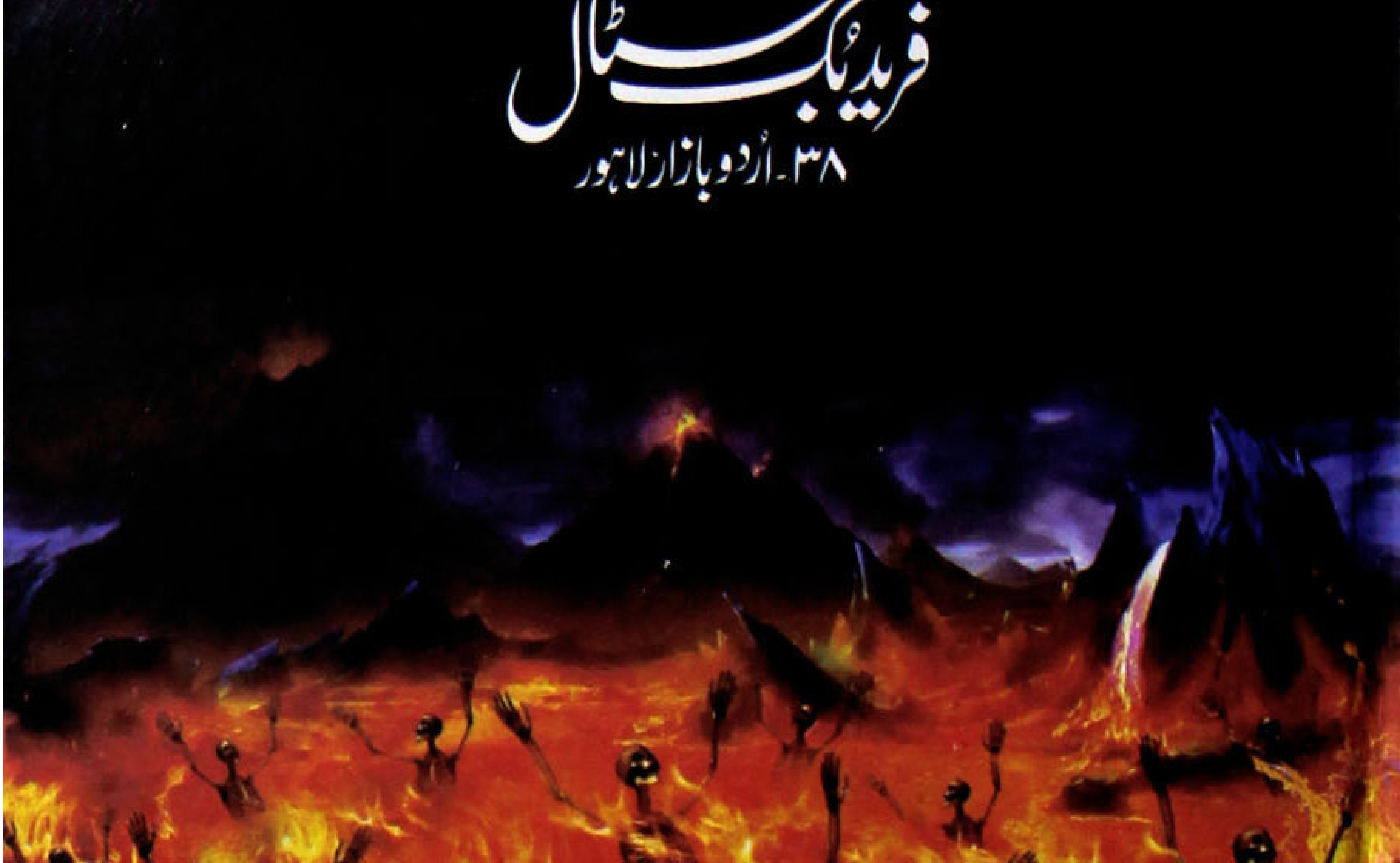

Marfat.com

قادیانیت سے مکالمہ

مصنف:
پروفیسر عبدالخالق نجمی

ناشر
فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرا، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
الطبع الاوّل : محرم الحرام 1436ھ / نومبر 2014ء
قیمت : /- روپے

Farid Book Stall
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۳۱۲۱۷۳۔۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۲۲۴۸۹۹
ای میل: info@faridbookstall.com
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
باب1: قادیانیت ہے کیا؟	5
باب2: تضاداتی شہود	16
باب3: قادیانی قرآنی دلائل کا محاکمہ	46
باب4: قادیانی احادیثی دلائل کا محاکمہ	121
باب5: تمثیلیت موعودیت	195
باب6: استخراج	216
باب7: قادیانیت کا اصل جرم	247
باب8: حواشی حوالہ جات اور تشریحات	266
1: تاریخ پیدائش	267
2: براہین احمدیہ	270
3: لاہوری گروپ	273
4: مرزا طاہر احمد	278
5: مرزا مسرور احمد	279
6: جہاد	280
7: بروز	282

Marfat.com

عنوانات	صفحہ نمبر
8: کافر	284
9: اکیلا	289
10: اقبال	292
11: مزید نبی	295
12: آئینی ترامیم	296
13: دفعہ 295	301
14: دفعہ 298	304
15: عدالتوں کے ذریعے	309
16: اسمبلی کے ذریعے	323
17: علماء وفضلاء کے ذریعے	328
18: کثرتِ رائے کے ذریعے	339
19: پیشین گوئیاں	345
20: تحریف	358

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب 1: قادیانیت ہے کیا؟

متحدہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ گورداسپور میں ایک چھوٹے سے قصبے قادیان میں مرزا غلام احمد 1839ء[1] کو پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان مغل بادشاہ بابر کے ساتھ ہندوستان آیا تھا اور اسی خاندان سے ان کا نسلی تعلق تھا۔ مرزا غلام احمد کے والد غلام مرتضیٰ حکیم تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے برطانوی حکومت میں کوئی سرکاری عہدہ حاصل کرے۔ مرزا غلام احمد نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی اور عربی فارسی میں خاصی مہارت حاصل کر لی وہ زیادہ تر مذہبی کتابیں پڑھتے رہتے تھے اس لئے جدید انگریزی تعلیم کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ ایک بار وہ اپنے دادا کی انگریزوں کی طرف سے جاری کردہ پنشن لینے سیالکوٹ گئے تو مرزا امام الدین جو آپ کے خاندان ہی کا ایک فرد تھا' آپ کے پیچھے پڑ گیا اور ان سے پنشن کی رقم ہتھیا کر بھاگ گیا۔ مرزا غلام احمد نے قادیان واپس جانا مناسب نہ سمجھا اور بہتر یہ خیال کیا کہ ملازمت کر کے گزارا کر لیا جائے۔ انہوں نے سیالکوٹ کے انگریز ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں بطور جونیئر کلرک ملازمت اختیار کر لی جہاں انہیں پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ ملتی تھی۔ تقریباً چار سال انہوں نے یہ ملازمت کی اور 1885ء میں اسے خیر باد کہہ دیا۔

کچھ عرصہ بعد انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہیں کچھ آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ 40 سال

Marfat.com

کی عمر میں انہوں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ[2] شائع کی۔ 1889ء میں 4مارچ کو انہوں نے اعلان کیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''الہام'' ہوا ہے کہ وہ ''بیعت'' لینے کا آغاز کریں۔ دو سال بعد 1891ء میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ ''مسیح'' ہیں اور وہی ''مہدی'' ہیں۔ اب انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہیں ''وحی'' آتی ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ معجزات صادر کر سکتے ہیں' مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کر سکتے ہیں' وغیرہ۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ دعا سے اپنے کسی بھی مخالف کی موت بپا کر سکتے ہیں۔ 1904ء میں انہوں نے کرشن کا اوتار ہونے کا دعویٰ کیا۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو زمین پر نازل ہو گئے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کا بروز یعنی حضور اکرم ﷺ کا دوبارہ ظہور (Reappearance) قرار دیتے ہوئے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

1908ء میں جب وہ فوت ہوئے تو ان کے پیروکاروں نے ایک فرقے کی شکل اختیار کر لی اور اپنا ایک خلیفہ مولوی نورالدین چن لیا۔ جب پہلا خلیفہ 1914ء میں فوت ہوا تو پیروکاروں کی خاصی تعداد بانیٔ سلسلہ مرزا غلام احمد کے صاحبزادوں سے الگ ہو گئی۔ انہوں نے لاہور میں اپنی ایک علیحدہ جماعت بنالی اور لاہوری گروپ[3] کہلائی۔ اکثریت قادیان میں رہی اور وہ بانیٔ سلسلہ کے خاندان کے ساتھ روایتی خلوص کے ساتھ منسلک رہی۔ انہوں نے بانیٔ سلسلہ کے 25 سالہ بیٹے مرزا بشیرالدین محمود کو خلیفۃ المسیح ثانی چن لیا۔ ان کی چالیس سالہ خلافت میں ہی اس فرقہ یا تحریک نے موجودہ شکل اختیار کی جسے جماعت احمدیہ کہا جاتا ہے۔

ان کی اپنی تصریحات کے مطابق ان کی تقریباً آدھی تعداد پاکستان میں ہے۔ باقی آدھی ہندوستان اور مغربی افریقہ وغیرہ میں ہے۔ کچھ پیروکار برطانیہ' یورپ کے دیگر ممالک اور امریکہ وغیرہ میں بھی ہیں۔ تمام ممبران پر ماہانہ چندہ واجب ہے جو ان کی

Marfat.com

آمدنی کا کم از کم $1/4$ فی صد ہوتا ہے۔اس کے علاوہ بھی ممبران پر مختلف چندے واجب ہیں' جو باقاعدگی سے وصول کیے جاتے ہیں ۔جماعت کا اپنا ایک اندرونی عدالتی نظام ہے' ایک مجلس مشاورت اور ایک مرکزی سیکرٹیریٹ ہے۔ جماعت کا سربراہ خلیفہ کہلاتا ہے جس کے ہاتھوں میں جماعت احمدیہ کی باگ ڈور ہے۔ چوتھے سربراہ مرزا طاہر احمد[4] تھے۔موجودہ سربراہ مرزا مسرور احمد ہیں۔ان لوگوں نے لنڈن میں اپنی جگہ خرید کر اس کا نام اسلام آباد رکھا ہے۔ ان کا اپنا ٹی وی چینل ہے جس کے ذریعے وہ اپنے پیروکاروں سے مخاطب ہوتے رہتے ہیں۔

موجودہ شکل کی قادیانی تحریک دراصل مرزا بشیر الدین محمود کی ہی تخلیق کردہ ہے۔ انہوں نے اس تحریک کو جو نظم و ضبط دیا' اس میں چار بنیادی باتوں کا خاص طور پر خیال رکھا گیا۔ بانیٔ سلسلہ سے وابستگی سربراہ جماعت سے وابستگی' عقیدہ سے وابستگی اور جماعت سے وابستگی' مرزا بشیر الدین محمود نے قادیانیت کی تعلیمات 1924ء میں شائع کیں' یہ تعلیمات ان کی کتاب ''احمدیت'' یا ''True Islam'' (طبع واشنگٹن' تھرڈ ایڈیشن 1951ء) اور ان کی تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر میں موجود ہیں۔ وہی اصل Standard قادیانیت ہے اور اسی پر بات ہوگی۔اگر آج کوئی شخص قادیانیت قبول کرتا ہے تو اُسے سربراہِ جماعت کے سامنے درج ذیل الفاظ ادا کرنے پڑتے ہیں:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ میں اسلام کے احکامات پر عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا/گی۔ میں آپ کے (سربراہِ جماعت) احکامات پر جو بھی آپ دیں گے' عمل کروں گا/گی۔ میں نبی حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہوں اور میں نبی حضرت احمد قادیانی ﷺ (دونوں پر) کے تمام دعوؤں پر ایمان لاتا ہوں''۔

اصل الفاظ ہیں:

Marfat.com

"I consider the Holy Prophet Muhammad to be the seal of the Prophets, and also believe in all the claims of the Prophet Ahmad of Qadian (Peace be on them)".

(From the English version used in the Washington D.C. Mosque)

''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام'' یعنی لاہوری گروپ کیا کہتا ہے اور کیا کرتا ہے؟ فی الحال اسے ایک طرف چھوڑ کر ہم اپنی توجہ صرف جماعت احمدیہ پر مرکوز کریں گے۔ اس کا اردو ٹائٹل ہے: ''جماعت احمدیہ'' اور انگلش میں ''Ahmadiyya Movement ہے''۔ بحث کی تحدید کے لیے یہ بھی طے ہے کہ وہی مسلک مستند تسلیم کیا جائے گا جو اس کے بانی مرزا غلام احمد نے اور پھر اسے جس انداز میں ان کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے پیش کیا اور جسے جماعت احمدیہ جس کا ہیڈ کوارٹر لنڈن اسلام آباد میں ہے' اپنا کہتی اور (Own) کرتی ہے کہ ہاں یہ ہمارے خیالات وعقائد ہیں' یہ بھی طے ہے کہ مرزا غلام احمد کے نظریات اور مرزا بشیر الدین محمود کے نظریات کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مرزا غلام احمد نے جو کچھ بھی کہا یا لکھا یا دعویٰ کیا' وہ وہی مستند ہے جسے جس بھی انداز میں ان کے بیٹے بشیر الدین محمود نے پیش کیا اور جس کی تشریح وتوضیح وقتاً فوقتاً سربراہِ جماعت کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام خیالات وعقائد کی وہی تشریح وتوضیح اور تعبیر مستند سمجھی جائے گی جو بانیٔ سلسلہ کی آل اولاد تحریک کے سربراہ کی حیثیت سے کرتی ہے۔

جماعت احمدیہ کے خیالات وعقائد مختصراً درج ذیل ہیں:

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے۔ وہ عام آدمی کی طرح فوت ہوئے ہیں اور ان کی قبر کشمیر سرینگر میں موجود ہے۔ وہ دوبارہ دنیا میں نازل نہیں

Marfat.com

ہوں گے' ان کا کوئی معجزہ نہیں۔ قرآن مجید میں ان کے جن معجزات کا ذکر ہے' وہ صرف تمثیلی ہیں۔

- احادیث شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کا جو ذکر ہے وہ تمثیلی ہے۔ مردہ شخص کبھی واپس نہیں آتا' اس کے بجائے حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت میں سے ایک شخص مثیل مسیح آئے گا۔
- چونکہ مثیل مسیح' حضور اکرم ﷺ کی اُمت میں سے آنا ہے' چنانچہ وہ اُمتی دراصل حضور اکرم ﷺ کا ہی ظل اور بروز (Reappearance) ہو گا یعنی حضور اکرم ﷺ کا ہی دوبارہ ظہور ہو گا اور وہ میں (مرزا غلام احمد) ہوں' میں آ گیا ہوں۔
- جب وہ مثیل مسیح یا مسیح موعود یا حضور اکرم ﷺ کا ظل یا بروز آئے گا تو وہ کسر صلیب کرے گا' امن قائم کرے گا' جزیہ موقوف کرے گا' چنانچہ میں (مرزا غلام احمد) بحیثیت مسیح موعود جہاد کو ممنوع قرار دیتے ہوئے موجودہ انگریزی حکومت کے خلاف جنگ کرنا حرام قرار دیتا ہوں۔

(ہماری بے لاگ تحقیق کے مطابق مرزا غلام احمد نے جہاد[6] بلا استثناء ممنوع قرار دیا تھا' ملاحظہ ہو! مرزا غلام احمد کا عربی زبان میں فتویٰ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 42' اور ان کے الفاظ: ''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو! خیال/ دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال/ دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد/ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد/ لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسیح ہے/ اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے/ (حوالۂ مذکورہ صفحہ 39) لیکن جب اس پر اعتراض ہوا کہ قرآنِ مجید کی آیاتِ جہاد کی منسوخی کی جسارت کی گئی ہے تو مرزا غلام احمد کی وفات کے بعد مرزا بشیر الدین محمود نے ان الفاظ کی تشریح کی کہ مرزا غلام احمد نے صرف جارحانہ جہاد ممنوع کیا ہے۔ دفاعی جہاد صورتِ حال کے تقاضے

پر بھی ہو سکتا ہے۔)

- کسر صلیب، جزیہ کی موقوفی وغیرہ تمثیلی ہیں۔ان سے مراد صرف اسلام کا عروج اور باقی مذاہب کا زوال ہے، وغیرہ۔
- دجال تمثیلی ہے، یہ کوئی شخص نہیں بلکہ عیسائی قوم ہے۔ اس کے خاتمہ سے مراد عیسائیت کا زوال ہے۔
- اہل تشیع کا امام غائب یا امام مہدی، اسی طرح مجتہد اعظم یا مجدد اعظم یا مسیح موعود وغیرہ دراصل اُسی ایک شخص کے مختلف نام ہیں۔
- ہندوؤں کا کرشن، سکھوں کا گرو، یہودیوں کا مسیحا بھی دراصل اسی ایک شخص کی آمد کا انتظار ہے۔ یہ تمام دراصل حضور اکرم ﷺ کے ظل یا بروز[7] یعنی حضور اکرم ﷺ کے دوبارہ ظہور کے ہی منتظر ہیں۔
- وہ ایک شخص چونکہ حضور اکرم ﷺ کی اُمت میں پیدا ہونا ہے، وہ حضور اکرم ﷺ کا دوبارہ ظہور بھی ہے اور ساتھ ہی اُمتی بھی ہے، چنانچہ میں (غلام احمد مرزا) وہی نبی ہوں۔ میں آ گیا ہوں، میں ہی حضور اکرم ﷺ کا دوبارہ ظہور ہوں (نعوذ باللہ) جو ان کی اُمت میں پیدا ہو کر اُمتی کی شکل میں آیا ہوں (قادیانیوں کا تو خیر یہ عقیدہ ہے لیکن ممکن ہے کہ عام مسلمان جنہیں مسئلہ کا صحیح ادراک نہیں، اسے میری مبالغہ آمیزی سمجھیں۔اس لیے بے شمار حوالہ جات میں سے چند پیش خدمت ہیں:

> ''آنخضرت ﷺ کے دو بعث ہیں، یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنخضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود (یعنی مجھ مرزا غلام احمد) کے ظہور سے پورا ہوا''۔ (مرزا غلام احمد: تحفہ گولڑویہ صفحہ 152)

''خدا نے بارہا میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا ہے، مگر بروزی صورت

Marfat.com

میں۔ میرا نفس درمیان نہیں بلکہ محمد مصطفےٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی' محمد ﷺ کی چیز محمد ﷺ کے پاس رہی"۔

(مرزا غلام احمد: اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

"غرض آنحضرت ﷺ کے دو بعث مقدر تھے' (1) ایک بعث تکمیل ہدایت کے لیے (2) دوسرا بعث تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کے لیے"۔

(مرزا غلام احمد: تحفہ گولڑویہ صفحہ 162)

نوٹ: تمام حوالہ جات پورے استناد سے پیش کیے جارہے ہیں لیکن چونکہ مختلف ایڈیشن چھپ چکے ہیں' اس لیے صفحات آگے پیچھے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اس وقت "تحفہ گولڑویہ" کا جو ایڈیشن ہمارے سامنے ہے' اس میں مندرجہ بالا الفاظ صفحہ 152' اور صفحہ 162 پر موجود ہیں لیکن طبع اوّل میں یہی الفاظ بالترتیب صفحہ 94' اور صفحہ 96 پر ہیں۔ کسی بھی حوالے کو صفحات اُلٹ پلٹ کر بآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

"ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار (چھٹی صدی مسیحی) میں مبعوث ہوئے' ایسا ہی مسیح موعود (مرزا صاحب) بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں (قادیان میں) مبعوث ہوئے"۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ 180-181)

"جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا' اس نے قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا"۔ (مرزا بشیر احمد: کلمۃ الفصل صفحہ 105)

"ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آئی کیونکہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں...... پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد)

خود محمد رسول اللہ ہے' جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر' محمد رسول اللہ' کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی''۔

(مرزا بشیر احمد: کلمۃ الفصل صفحہ 158)

''مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی۔ حتیٰ کہ ان دونوں کا وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں...... تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اُتارا''۔

(کلمۃ الفصل صفحہ 104' مندرجہ ریویو آف ریلیجنز' مارچ اپریل 1915ء)

''صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک...... کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازیٔ اُمت............... ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر........... کہ جب مصطفےٰ میرزا بن کے آیا''۔

(الفضل قادیان' 28 مئی 1928ء)

''اے میرے پیارے مری جان رسول قدنی...... تیرے صدقے تیرے قربان رسول قدنی...... پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے...... تجھ پہ اُترا ہے قرآن رسول قدنی''۔ (الفضل قادیان' 16 اکتوبر 1922ء)

+ میں (مرزا غلام احمد) چونکہ حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی دوبارہ ظہور ہوں اور چونکہ میں وہی نبی ہوں' اس لئے میں اصل محمد رسول اللہ ﷺ کی شان و عظمت رکھتا ہوں' کیونکہ میں اب مشن کی تکمیل کے لیے آیا ہوں' جو کام انہوں نے اُدھورا چھوڑا تھا' وہ میں اب پورا کرنے آیا ہوں (نعوذ باللہ)۔

+ میں (مرزا غلام احمد) نبی تو ہوں لیکن تشریعی نبی نہیں کیونکہ شریعت وہی ہے۔ قرآن مجید' کلمہ' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ وہی ہے۔ البتہ میں عظمت

Marfat.com

کے لحاظ سے تشریعی نبی بھی ہوں کیونکہ میرے کلام میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔

+ اب میرے (مرزا غلام احمد) کے پاس شریعت کی تشریح و توضیح کا قطعی اختیار ہے۔ جس طرح حضور اکرم ﷺ اپنی شریعت کی تشریح کرتے تھے۔ اُسی طرح میں بھی بحیثیت محمد رسول اللہ یہ اختیار رکھتا ہوں (نعوذ باللہ)۔ میرا کہا ہی مستند ہے' میں ہی شریعت پر سندِ آخر (Final Authority) ہوں۔

+ میری اتباع فرض ہے جو اتباع نہیں کرے گا اور جو میرا انکار کرے گا' وہ کافر[8] ہے۔ (ہماری بے لاگ تحقیق کے مطابق مرزا صاحب نے بھی اور ان کی آل اولاد نے بھی ہر منکرِ مرزا کو کافر قرار دیا تھا۔ بے شمار حوالوں میں سے چند پیش خدمت ہیں:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے''۔

(اشتہار مرزا غلام احمد: معیار الاخیار صفحہ 8' 25 مئی 1900ء؛ کلمۃ الفصل صفحہ 128-129)

''ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول (یعنی مجھ مرزا صاحب) کو قبول نہ کیا''۔ (مرزا غلام احمد: کشتی نوح صفحہ 56)

''کافر کہنے والا بہرحال منکر ہوگا اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے وہ بہرحال کافر ٹھہر گیا''۔

(مرزا غلام احمد: براہین احمدیہ پنجم طبع دوم صفحہ 67۔ خاتمہ بحث صفحہ 26)

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے''۔ (مرزا بشیر احمد: کلمۃ الفصل صفحہ 110)

Marfat.com

''پس جو لوگ ابھی آپ (مرزا غلام احمد) کے دعوے کے ماننے میں متردد ہیں' ان کی نسبت حضرت صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے' جیسا کہ میں''۔

(مرزا بشیر الدین محمود: تشحیذ الاذہان صفحہ 41-42' اپریل 1911ء از خاتمہ بحث صفحہ 27-28)

"The core of Ahmadi belief is that their community embodies the only true form of Islam, the only true religion sent by God.....other Muslims, by rejecting this heaven sent reformation, are pronounced Kafir".

(The Encyclopaedia of Islam, Leiden Article Ahmadiyya)

لیکن اب موجودہ سربراہ جماعت اور مرزا طاہر احمد صاحب کا مؤقف ہے کہ ان کے بزرگوں نے صرف اپنے دفاع میں اور اپنے اوپر کافر ہونے کے الزامات کے جواب میں یہ سب کچھ کہا تھا۔

+ خاتم النبیین کے قرآنی الفاظ کو ہم مانتے ہیں لیکن ان سے مراد حضور اکرم ﷺ آخری نبی نہیں' بلکہ یہ ہے کہ وہ ایک ایسی مُہر ہیں جو کسی بھی اُمتی کو نبی بنا سکتی ہے۔

+ چونکہ خاتم النبیین حضور اکرم ﷺ اپنی مہر سے نبی بنا بنا کر اُمت میں نبی بھیجتے رہیں گے' اس لیے نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور قیامت تک کھلا رہے گا۔ نبی آ سکتے ہیں اور آتے رہیں گے۔

(ہماری بے لاگ تحقیق کے مطابق مرزا غلام احمد کا نظریہ یہ تھا کہ وہ اکیلا[9] ہی آیا ہے اور کوئی نبی نہیں آئے گا اور اس کے بعد نبوت کا دروازہ پھر سے بند ہے۔ علامہ اقبال کی زندگی تک بھی جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ رہا۔ لیکن جب اقبال[10] نے فلسفیانہ دلائل

Marfat.com

سے اس نظریے کا منطقی ابطال کر دیا (ملاحظہ ہو! علامہ اقبال کی کتاب Islam and Ahmadism 1936ء) تو مرزا بشیرالدین محمود نے اپنا مسلک تبدیل کر کے اسے اپنے خیال میں زیادہ منطقی بناتے ہوئے قرار دیا کہ مزید نبی [11] بھی آ سکتے ہیں۔ البتہ موعودہ نبی ایک ہی ہے اور وہ میرے والد غلام احمد مرزا آ چکے ہیں۔)

☆☆☆☆☆

باب 2: تضاداتی شہود

مرزا غلام احمد نے اپنے دعوؤں کا آغاز اس انداز میں کیا تھا جیسے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑھانے کیلئے ایسا سب کچھ کر رہے ہیں۔ انہوں نے شروع شروع میں عیسائی پادریوں سے مناظروں کا آغاز کیا اور خالص مناظراتی انداز میں ان پر اپنے انوکھے دلائل و براہین سے حملے کئے تو عامۃ المسلمین نے مرزا صاحب اور ان کے اندازِ بحث کو بڑی حیرت اور دلچسپی سے دیکھا۔ اس دور میں برصغیر پر انگریزوں کی حکمرانی تھی۔ عیسائی پادری اور مشنریز حکومتی چھتر کے نیچے ہر طرف دندنا رہے تھے۔ عامۃ المسلمین ان کی چیرہ دستیوں سے تنگ، ان کی ہرزہ سرائیوں کو بجبر برداشت کر رہے تھے۔ مرزا صاحب نے عیسائی پادریوں سے مناظرے شروع کیے تو اکثر نے مرزا صاحب کو خوشگوار حیرت سے سنا۔ یہ دیکھے بغیر کہ مرزا صاحب اپنے دلائل کن بنیادوں پر استوار کر رہے ہیں۔

اکثر کی دلچسپی اس بات پر مرکوز تھی کہ وہ کس طرح عیسائی پادریوں کو خاموش کرا رہے ہیں۔ انہوں نے اس پر توجہ نہ دی کہ مرزا صاحب اگر عیسائی پادریوں کو لاجواب کر بھی رہے ہیں تو اپنے اس مؤقف سے جو جمہور اُمت کا مؤقف ہے ہی نہیں۔ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے نزول کے عقیدہ کے ابطال سے اپنے مناظروں کا آغاز کیا تھا اور جمہور اُمت نے اسے اندازِ بحث کی ندرت سمجھتے ہوئے برداشت کر لیا۔ لیکن جب مرزا صاحب نے قدم آگے بڑھایا اور اپنے دعوؤں کے سلسلے

شروع کیے تو اُمت مسلمہ کے کان کھڑے ہوئے۔ متعدد علمائے کرام نے مرزا صاحب پر تنقید کی اور ان کے خیالات کی نفی کرتے ہوئے انہیں کافرانہ قرار دیا۔ جمہور اُمت نے بھی صدائے احتجاج بلند کی لیکن بات ابھی تک ''فرقہ'' تک محدود تھی۔ مرزا صاحب کے تمام تر عجیب وغریب نظریات وخیالات کے باوجود جمہور اُمت ابھی یہی سمجھ رہی تھی کہ ایک نیا فرقہ جنم لے رہا ہے۔ لیکن جب مرزا صاحب نے اپنے نبی ہونے اور حضور اکرم ﷺ کا ظل اور بروز ہونے کا دعویٰ کیا تو اُمت مسلمہ سناٹے میں آ گئی۔ ہر جھوٹے مدعیٔ نبوت سے اُمت نے جو رویہ رکھا تھا' اسود عنسی سے مسیلمہ کذاب تک جو سلوک مدعیانِ نبوت سے ہوا تھا' اس کے پیشِ نظر اُمت کو اپنی ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہوا چاہتا تھا۔ لیکن ابھی اُمت کو پوری طرح بات پہنچی ہی نہ تھی کہ مرزا صاحب کا انتقال ہو گیا۔ ایک تو اس وقت ملک میں انگریزی حکومت قائم تھی' دوسرے اس وقت اشاعت کے ذرائع اتنے ترقی نہیں کر چکے تھے کہ فوراً بات پھیل جاتی جس طرح کہ آج کل اخبارات و رسائل اور الیکٹرانک میڈیا سے ممکن ہے۔ لیکن کچھ مرزا صاحب کی اپنی اظہار واخفا' افشاء وابہام کی آنکھ مچولی' کچھ اُمت مسلمہ کی نارسائی ونافہمی۔ ابھی جمہور اُمت تک گومگو میں پوری بات پہنچی بھی نہ تھی کہ مرزا صاحب فوت ہو گئے۔

رہے مرزا صاحب کے پیروکار تو ان سادہ لوح بے چاروں کو تو خود پتہ نہیں تھا کہ مرزا صاحب کے کتنے دعوے ہیں اور کیا کیا ہیں اور وہ کیا کچھ بننا چاہتے ہیں۔ وہ تو آپس میں ہی سر پھٹول کا شکار ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اب بھی ان کی ایمانیات میں یہ ہے کہ ''میں مرزا صاحب کے تمام دعوؤں پر ایمان لاتا ہوں'' کون سے دعوے؟ کوئی تفصیل نہیں' کچھ پتہ نہیں۔

ویسے بھی جمہور اُمت کے نزدیک مرزا صاحب اور ان کے پیروکار ایسے معمولی مناظرے بازوں سے زیادہ اہمیت نہ رکھتے تھے جو اپنی وفات کے ساتھ ہی محو ہو جایا

Marfat.com

کرتے ہیں۔مرزا صاحب کی وفات کے ساتھ ہی جمہور اُمت انہیں بھول بھال بھی گئی تھی کہ مرزا صاحب کے خلیفہ اوّل کے بعد مرزا بشیر الدین محمود بن مرزا غلام احمد کو خلیفہ چنا گیا۔اپنی چالیس سالہ خلافت کے دوران انہوں نے نئے سرے سے جماعت احمدیہ کی شیرازہ بندی کی۔اپنے والد کے تمام دعاوی اور اعتقادات کو نئے سرے سے ترتیب دے کر منضبط کیا اور ان کی ایسی ایسی تشریحات وتوضیحات پیش کیں کہ جمہور اُمت ہکا بکا رہ گئی۔غم وغصے کا ایک طوفان اُٹھا لیکن اب سوائے اس کے کہ ایسے عقیدہ رکھنے والے کو اپنے آپ سے علیحدہ کر دیا جائے اور کوئی حل نہ تھا۔چنانچہ جمہور اُمت نے ایسا ہی کیا۔ اُمت مسلمہ کے تمام فرقوں نے عملاً قادیانیوں کو اپنے سے بالکل الگ تھلگ کر دیا۔مرزا ناصر قادیانیوں کے خلیفہ بنے تو انہوں نے پھر سے کوشش کی کہ انہیں جمہور اُمت میں شامل کر کے محض ایک فرقہ تسلیم کر لیا جائے۔اس سلسلہ میں انہوں نے مکمل قانونی اور آئینی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔انہوں نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں بھی بتفصیل اپنا موقف پیش کیا۔ایک ایک نکتے اور ایک ایک شوشے کا بغور جائزہ لیا گیا' کھلی بحث و تمحیص ہوئی لیکن اس سے الٹا بالکل ہی ثابت ہو گیا کہ قادیانی ایک ''فرقہ'' نہیں بلکہ الگ ''اُمت'' ہیں۔

چنانچہ پاکستان کے آئین 1973ء میں دوسری ترمیم [12] 1974ء کے تحت انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ 26 اپریل 1984ء کو آئینی ترمیم کے ذریعے انہیں اپنے آپ کو ''مسلم'' کہنے اور کہلوانے سے بھی روک دیا گیا اور ایکٹ XLV مجریہ 1860 میں دفعہ 295 [13] اور دفعہ 298 [14] کا اضافہ کر کے یہ جرم مستوجب سزا قرار دے دیا گیا۔اس طرح کسی مسئلہ کے فیصل کرنے کے تمام ممکنہ انسانی ذرائع جو اقوامِ متحدہ میں بھی مستعمل ہیں اور جنہیں اقوامِ متحدہ کا چارٹر بھی تسلیم کرتا ہے' یعنی عدالت' [15] اسمبلی' [16] علماء [17] اور اکثریتی رائے عامہ [18] نے قادیانیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج

Marfat.com

"ایک علیحدہ اُمت قرار دے دیا۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے مرزا صاحب نے اپنے دعوے اس انداز میں پیش کرنا شروع کیے تھے جیسے ان کا مقصد اسلام کی خدمت ہے۔ انہوں نے یہ بنیاد بنا کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ اوپر اُٹھایا جانا اور پھر ان کا دوبارہ نزول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو کمتر کر دینے کے مترادف ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سب کچھ منسوب کرنا دراصل خدائی صفات ان سے منسوب کرنے والی بات ہے۔ اس لیے وہ انہیں ردّ کر کے دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑھانا چاہتے ہیں اور وحدانیت کے عقیدے کی جڑیں مضبوط کر رہے ہیں وغیرہ' غلط فہمیوں کے اس غبار میں وحدانیت کے علمبردار فرقوں میں سے کئی ایک افراد خلوصِ نیت سے مرزا صاحب کے دین میں داخل ہو گئے۔ یہی بھولے بھالے سادہ لوح' غلط فہمی کا شکار غلام احمدی ہی ہمارے اوّلین مخاطب ہیں۔ ان میں سے اکثر کو یہ مذہب یا تو ورثہ میں ملا ہے یا گھٹی میں یا اس غلط فہمی میں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑھا رہے ہیں۔

لیکن!

اے غلام احمدی حضرات! آپ نے جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑھائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

"محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں/ اور آگے سے ہیں بڑھ کر شان میں/ محمد دیکھنے ہیں جس نے اکمل/ غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں/ خدا سے تو' خدا تجھ سے ہے واللہ/ تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں"۔

(اخبار بدر جلد 2 صفحہ 43' 25 اکتوبر 1906ء)

"آسمان سے کئی تخت اُترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت ہے (یعنی مرزا غلام احمد کا)"۔ (مرزا غلام احمد: تحفہ گولڑویہ صفحہ 37)

Marfat.com

''محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے''۔ (مرزا غلام احمد: نزول المسیح صفحہ 96)

''بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں' خدا کی مانند (یعنی محمدؐ تو کیا مرزا صاحب نے خدا ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا)''۔ (مرزا غلام احمد: تحفہ گولڑویہ صفحہ 24)

''بلکہ حق یہ کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں' یعنی ان دنوں میں (میرزا صاحب کی شکل میں) بہ نسبت اُن سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے''۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ 181)

''ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ (مکہ میں) ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا کا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا' پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت (قادیان میں) پوری تجلی فرمائی۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ 177)

''اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر (چودھویں کے چاند) کی طرح کامل و مکمل ہو جائے (مرزا صاحب کی شکل میں)۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ 184)

''آنحضرت ﷺ کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی...... اور مسیح موعود (مرزا صاحب) کے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی''۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 52)

''اس کے (نبی کریم ﷺ) کے لیے چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور

Marfat.com

میرے لیے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا: ''لـه خسف القمر المنير وانّ لی / غسا القمر ان المشرقان اتنکروا''۔

(اعجازِ احمدی صفحہ 71)

''تین ہزار معجزات ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے''۔ (تحفہ گولڑویہ)

''میری تائید میں اس خدا نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ..... اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں''۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 67)

''مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بعثت کے بعد ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے آنے سے نعوذ باللہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے''۔

(مرزا بشیر احمد: کلمۃ الفصل صفحہ 158)

یہ سب کچھ آپ کی کتابوں میں موجود ہے اور آپ کا اس پر ایمان ہے' لیکن خدارا یہاں تھوڑا سا رُک کر اپنے دل میں جھانکئے۔ یہ ایمان کا معاملہ ہے' کج بحثانہ دلیل بازیوں کا وقت نہیں۔ یہ حضور اکرم ﷺ کا معاملہ ہے۔ قرآنی حکم کے مطابق یہ وہ جگہ ہے جہاں اونچا بولنا بھی سارے اعمال غارت کر دیتا ہے۔ یہ اس رحمۃ العالمین کا معاملہ ہے جن سے اپنے ماں باپ' اولاد' دھن دولت' عزت و آبرو بلکہ اپنے آپ سے بھی زیادہ محبت کرنا فرض ہے۔ یہ وہ بلند جگہ ہے جہاں جبرائیل امین علیہ السلام کے بھی پَر جلتے ہیں اور آپ ہیں کہ مرزا صاحب کو اور حضور اکرم ﷺ کو ایک قرار دے رہے ہیں' بلکہ افضل قرار دے رہے ہیں۔ اور اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں!

تفسیر قرآن مجید میں سورۂ احزاب کی آیت: 8 کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے

Marfat.com

مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''اور یاد کرو جب کہ ہم نے نبیوں سے ان پر عائد کردہ ایک خاص بات کا وعدہ لیا اور تجھ سے بھی وعدہ لیا تھا (یعنی حضور اکرم ﷺ سے بھی) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے ایک پختہ عہد لیا تھا''۔

''اس میں سورۂ آل عمران کی آیت:82 کی طرف اشارہ ہے کہ ہر نبی کو اس کے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی گئی تھی اور اس کی قوم پر واجب کیا گیا تھا کہ اس پر ایمان لائے''۔

سورۂ آل عمران کی آیت:82 کا ترجمہ یوں درج ہے:

''اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب اللہ نے اہل کتاب سے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ اور انہوں نے کہا تھا: ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں' فرمایا: اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں''۔

''سب نبیوں والا سے مراد یہ ہے کہ جو عہد سب نبی اپنی اُمتوں سے لیتے چلے آئے ہیں''۔(مرزا بشیر الدین محمود' تفسیر صغیر)

اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے الفضل میں لکھتے ہیں:

''واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین ۔جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا'

Marfat.com

النبیین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں، کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں، آنحضرت ﷺ بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں کہ جب کبھی تم کو کتاب وحکمت دوں یعنی کتاب سے مراد توریت وقرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد سنت ومنہاجِ نبوت وحدیث شریف ہے۔ پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے جو مصدق ہو ان تمام چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب وحکمت سے ہیں۔ وہ رسول مسیح موعود مرزا غلام احمد ہے جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے اور وہ صاحبِ شریعتِ جدیدہ نہیں...... اے نبیو! تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ایک طرح سے اس کی مدد فرض سمجھنا...... جب تمام انبیاء علیہم السلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود......مرزا غلام احمد پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہو، تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں"۔ (الفضل مؤرخہ 19-21 ستمبر 1915ء)

خدا نے لیا عہد سب انبیاء سے کہ جب تم کو دوں میں کتاب اور حکمت
پھر آئے تمہارا مصدق پیغمبر تو ایمان لاؤ کرو اس کی نصرت
لیا تھا جو میثاق سب انبیاء سے وہی عہد حق نے لیا مصطفیٰ سے
مبارک وہ اُمت کا موعود آیا وہ میثاقِ ملت کا مقصود آیا

(الفضل 26 فروری 1924ء)

اس پر تو ہم بعد میں بات کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے جو میثاق لیا تھا وہ آنے والے کسی نبی کے بارے میں تھا یا کسی اور مقصد کے لیے، لیکن ہم غلام احمدی حضرات سے ان کے اپنے عقیدے کے مطابق یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ابھی تو آپ فرماتے رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہی دوبارہ مرزا کی شکل میں آئے ہیں اور ابھی آپ کہتے ہیں کہ ایک دوسرا پیغمبر آئے تو اس کی تصدیق کرنے کے لیے میثاق لیا

گیا تھا۔ یعنی ابھی آپ حضور اکرم ﷺ کے دو بعث کے بارے میں ثبوت پر ثبوت دے رہے تھے' پھر یہ کیا؟ دوسرا نبی آ گیا ناں؟ مرزا صاحب تو حضور اکرم ﷺ سے علیحدہ ہو گئے ناں؟

اب آپ خود ہی مان رہے ہیں کہ وہ ایک اور ہی نبی ہیں جن کی آمد کی توثیق اور تصدیق کرنے کے لیے حضور اکرم ﷺ بھی پابند بنا دیئے گئے تھے۔ اسی عقیدے سے تو پھر یہ بھی لازم آئے گا کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ زندہ ہوتے تو انہیں مسیح موعود یعنی مرزا صاحب کی اتباع کیے بغیر چارہ نہ ہوتا' یعنی مرزا صاحب متبوع ہوتے اور نعوذ باللہ حضور اکرم ﷺ تابع ہوتے مرزا صاحب آقا ہوتے اور محمد رسول اللہ ﷺ غلام اور ماتحت ہوتے (نعوذ باللہ)۔ تھوڑی سی مزید توجہ دیں! تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں' چنانچہ غلام احمدی عقیدے کے مطابق وہ اس وقت مرزا صاحب کے تابع ہوئے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ)۔

اُمت مسلمہ کا یہ بالکل جائز حق ہے کہ وہ مرزا صاحب جیسے دعوے دار کو تمام ہی ممکنہ قرآنی' احادیثی' اجماعی' قیاسی' اجتہادی دلائل و براہین کی روشنی میں پرکھے۔ دیکھنا یہ نہیں کہ اُمت مسلمہ کیا کہتی ہے! وہ تو چودہ پندرہ صدیوں سے ایک ہی نتیجے پر پہنچ کر ایک ہی بات کہہ رہی ہے۔ اس کی بات چھوڑیئے! اب دیکھنا اور پرکھنا تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوؤں کے حق میں کیا دلائل قائم کیے ہیں؟ جو کچھ اُمت مسلمہ کا مؤقف ہے وہ اسے ببانگ دہل ہر دور میں اور ہر انداز میں پیش کرتی رہی ہے۔ اس کے دلائل بھی واضح ہیں اور اس کا مؤقف بھی' اس کی بنیادیں بھی واضح ہیں اور اساسیں بھی۔ اس وقت یہ نہیں دیکھنا کہ اُمت مسلمہ دلائل کیا دیتی ہے' وہ تو ہے ہی اظہر من الشمس۔ دیکھنا تو اب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو اُمت مسلمہ کے علی الرغم مؤقف اختیار کیا ہے اس کی بنیادیں کیا ہیں؟ ثبوت مہیا کرنے کی ذمہ داری اُمت مسلمہ کی نہیں' مرزا صاحب

Marfat.com

کی ہے۔ انہوں نے ہی ایسے ایسے اور اس پائے کے دعوے کیے ہیں کہ ایک بار تو ابلیس بھی تھرا گیا ہوگا۔ وہ انہیں سے پوچھتے ہیں اور انہیں سے پوچھا جانا چاہئے کہ ان کے پاس اپنے دعووں کے ثبوت میں کیا دلائل ہیں؟ کیا وہ کسی طرح ٹھوس (Substantial) بھی ہیں۔ ظاہر ہے پوری اُمت مسلمہ کے اجتماعی مؤقف کو جھٹلا کر ایک بات ڈھٹائی سے پیش کی جا رہی ہے' اس کے لیے ان کے پاس کوئی واضح' کوئی مکمل' کوئی اطمینان بخش' کوئی تشفی آمیز' کوئی عقلی' کوئی Appealing ' کوئی Rational دلیل ہے بھی کہ نہیں؟ یہ پوری اُمت مسلمہ کا حق بھی ہے اور فرض بھی۔ لیکن اس سے بھی پہلے وہ مرزا صاحب کے دعووں کا "انداز" اور "معیار" دیکھنا چاہے گی کہ آیا وہ کسی نبی یا مسیح یا ظل یا بروز کے شایانِ شان بھی ہے کہ نہیں۔ کیا یہ دعوے خود اپنے اندر ہی ایسا تضاداتی اور تناقضاتی شہود تو نہیں لیے ہوئے جو انہیں خود ہی کالعدم قرار دے کر بیک جنبشِ قلم قابلِ استرداد بنا دیتے ہوں۔

مرزا صاحب کے دعووں کی پہلی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب نے اپنے مؤقف کو سپورٹ دینے کے لیے دعویٰ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے تھے' صرف زخمی ہوئے تھے پھر مرہم لگا کر ٹھیک ہو گئے۔ فلسطین سے چھپ چھپا کر برصغیر پہنچے' کشمیر میں رہے اور پھر وہاں ایک سو بیس سالہ زندگی گزار کر فوت ہوئے' سرینگر میں دفن ہوئے۔ مرزا صاحب کا یہ مؤقف نہ صرف اُمت مسلمہ کے اجتماعی مؤقف کے بالکل خلاف ہے بلکہ تمام یہودی اور عیسائی دنیا کے اجماعی مؤقف کے بھی خلاف ہے۔ اس قسم کا دعویٰ نہ صرف تمام مسلمہ تاریخی حقائق' تمام معلوم شدہ کھدائیوں (Excavations) تمام آرکیالوجیکل فائنڈنگز (Archaeological Findings) آثارِ قدیمہ کے تمام حقائق' تمام ریسرچ سکالروں کی جدید تحقیقات بلکہ عقل و درایت کے معمولی معیارات کے بھی خلاف ہے کہ

حضرت عیسیٰ کی صرف تیس سالہ زندگی کے اثرات تو یہ نمودار ہوئے کہ سارا یورپ' سارا امریکہ' شمالی امریکہ' سارا جنوبی امریکہ' سارا آسٹریلیا اور افریقہ اور ایشیا کے درجنوں ممالک عیسائی ہو گئے۔ اتنا کہ دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہی عیسائیت بن گیا اور کہاں یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں آئے' یہاں ایک سو بیس سالہ زندگی گزاری اور اثر یہ ہوا کہ پورے کشمیر کی بات چھوڑیے' صرف سرینگر میں بھی ڈھونڈنے سے بھی کوئی عیسائی نہیں ملتا۔ یہاں اکثریت میں کون ہیں: ہندو بت پرست۔ یعنی گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ایک سو بیس سالہ سرینگر کی زندگی میں خدائے واحد کا تصور تک نہیں پھیلا سکے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باقی زندگی کی اس سے بھی بڑی کوئی توہین ہو سکتی ہے۔ مرزا صاحب کے اتنے بڑے ''تاریخی دعوے'' کو دیکھ کر یہ کسی بھی اہل علم کی سادہ اور جائز سی توقع بنتی ہے کہ اس سلسلے میں مرزا صاحب نے کوئی ٹھوس دلیل دی ہو گی اور اپنے دعوے کو کسی خالص علمی تحقیق پر استوار کیا ہو گا۔ لیکن ذرا ملاحظہ فرمایئے!

''جب میں نے اس قصہ کی تصدیق کیلئے ایک معتبر مرید اپنا جو خلیفہ نورالدین کے نام سے مشہور ہیں' کشمیر سرینگر میں بھیجا تو انہوں نے کئی مہینے رہ کر بڑی آہستگی اور تدبر سے تحقیقات کی' آخر ثابت ہو گیا کہ فی الواقع صاحب قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ جو یوز آسف کے نام سے مشہور ہوئے۔ یوز کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا یا اس کا مخفف ہے اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا' جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے' جس کے معنی ہیں: یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکٹھے کرنے والا...... (کشمیر کی) پورانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے جو بلادِ شام کی طرف سے آیا تھا...... اور اس کی عبادت گاہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ نبی ہے جو بلادِ شام کی طرف سے آیا تھا' نام اس کا یوز ہے۔ پھر وہ

Marfat.com

کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عناد سے مٹایا گیا' اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے......اور قریباً سری نگر کے پانسو آدمی نے اس محضر نامہ پر بدیں مضمون دستخط اور مہریں لگائیں کہ کشمیر کی پورانی تاریخ سے ثابت ہے کہ صاحب قبر ایک اسرائیلی نبی تھا اور شہزادہ کہلاتا تھا' کسی بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے کشمیر میں آ گیا تھا اور بہت بڈھا ہو کر فوت ہوا......اب بتلاؤ کہ اس قدر تحقیقات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے میں کسر کیا رہ گئی...... یہ تمام شہادتیں اگر ان کے مرنے کو ثابت نہیں کرتیں تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی نبی بھی فوت نہیں ہوا''۔

(مرزا غلام احمد: تحفہ گولڑویہ صفحہ 14-15)

ہم لمبی چوڑی بحث نہیں کریں گے۔ غلام احمدیوں سے صرف اتنی گزارش ہے کہ تھوڑی توجہ فرمائیں۔ مرزا صاحب کا دعویٰ دیکھیں اور ثبوت دیکھیں! پہلا ثبوت خواجہ کا گواہ یعنی اپنے ہی مرید خلیفہ نور الدین صاحب ہیں' پھر ان کی بھی تحقیق کا اندازہ ملاحظہ فرمائیں! ''آہستگی اور تدبر سے'' اور پھر اپنے ہی مریدین میں سے پانچ سو آدمیوں کے دستخط کروا دیئے گئے۔ اللہ اللہ خیر صلا! یعنی کوئی محقق صاحب اپنے پانچ سو شاگردوں سے دستخط کروا کر ثابت کر سکتے ہیں کہ دیوارِ چین ان کے محلے میں واقع ہے۔ اہرامِ مصر' مصر میں نہیں بلکہ جاپان میں ہیں اور کوہِ ہمالیہ دراصل امریکہ میں ہے۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں' دعویٰ دیکھیں اور مرزا صاحب کا معیارِ تحقیق دیکھیں! اپنی طرف سے ہی یوز کو یسوع قرار دے دیا اور آسف کو مسیح قرار دے دیا۔ ساتھ ہی قاری کو متاثر کرنے کیلئے انجیل شریف کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ انجیل میں یہ نام آیا ہے۔ حالانکہ پوری انجیل شریف میں کہیں ''آسف'' کا لفظ موجود نہیں' وہاں تو لفظ مسیح کی تشریح کے ضمن میں ہے: یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا' اکٹھا کرنے والا۔ ذرا مرزا صاحب کا فقرہ

Marfat.com

نوٹ فرمائیں: ''آسف حضرت مسیح کا نام تھا جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے''۔ آسف اور حضرت مسیح ایک ہی سانس میں کہہ کر اکٹھا لکھ کر آگے کہہ دیا گیا ''جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے''۔ جب کوئی اعتراض کرے تو کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تو ''مسیح'' کے لفظ کے بارے میں لکھا تھا کہ آسف کا معنی مسیح تو میرا اپنا ہے۔ لے دے کر صرف ایک موہوم سا ثبوت یعنی ''کتبہ'' رہ گیا تھا۔ وہ بھی مرزا صاحب نے سکھوں کے ہاتھوں مٹوا دیا اور ''اب عبارت پڑھی نہیں جاتی''۔

''حضرت عیسیٰ کے حواریوں کے ذریعے ان کی زندگی کے بارے میں لاکھوں روایات ہم تک پہنچی ہیں، حتیٰ کہ انجیل شریف بھی انہیں کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ ان کا کوئی حوالہ بھی معتبر ہوسکتا تھا لیکن مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کی زبان سے انہیں بھی منع کروادیا کہ ان کے سفر کے بارے میں کچھ نہ بتائیں، حواریوں کو اس راز کی خبر تھی..... حواریوں کو حضرت مسیح نے تاکید سے منع کر دیا تھا کہ میرے اس سفر کا حال کسی کے پاس مت کہو۔ سو حضرت مسیح کی یہی وصیت تھی کہ اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور کیا مجال تھی کہ وہ اس خبر کو افشاء کر کے نبی کے راز اور امانت سے خیانت کرتے''۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ 21) (ویسے مرزا صاحب یہ تو بتائیں کہ اس رازداری کی آخر ضرورت کیا تھی؟)

کہتے ہیں کہ کشمیر کی پورانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ ایک نبی شہزادہ بلادِ شام سے یہاں آیا تھا، کون سی ''پورانی'' تاریخیں؟ کوئی حوالہ نہیں، کوئی ہو تو بتائیں! ڈھکوسلے بازی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔ غلام احمدی حضرات خود غور فرمائیں! مرزا صاحب کا دعویٰ دیکھیں اور ثبوت دیکھیں! ایسی ہی ''نادر عالمانہ تحقیق''، ہم سب کی مضحکہ خیزی اور رسوائی کا سبب بنتی ہیں۔ مغربی مستشرقین انہیں ایک

Marfat.com

دوسرے کو دکھا دکھا کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ لائیڈن کے مقالہ نگار جیسے قطعی غیر جانبدار کی زیرلب مسکراہٹ بھی صاف نظر آتی ہے جب وہ لکھنے پر مجبور ہے:

"His teachings, over his last twenty years, are multifarious: Some times curious as, e.g, that Jesus died and is buried is Srinagar".

''اس (مرزا صاحب) کے عقائد پچھلے بیس سالوں میں بھانت بھانت کے ہیں، بعض اوقات تو مضحکہ خیز بھی مثال کے طور پر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرینگر میں فوت اور دفن ہوئے''۔

آگے لکھتا ہے:

"Sometimes inconsistent, often polemical and crude. One discerns in them……peripheral Hindu concepts".

''(اس کے عقائد) کبھی باہم متناقض و متضاد، اکثر کج بحثانہ مناظراتی، دریدہ دہن، خام و غیر مہذب ہیں۔ کوئی بھی ان میں ہیر پھیر سے اپنائے گئے ہندوانہ تصورات تاڑ جاتا ہے''۔

(The Encyclopaedia of Islam Leiden 1979, Vol:1, Pg: 301)

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

H.A. Waltaer, The Ahmadiya Movement. M. Titus, Indian Islam. P: 226. W.C. Smith, Modern Islam in India, P:298, L. Bouvat, JA P:159.

حضرت عیسیٰ کو کشمیر لانے کیلئے مرزا صاحب نے انہیں صلیب پر چڑھا کر ادھ موا

Marfat.com

کرنے اور زندہ درگور کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اپنے مؤقف کی حمایت میں چند مغربی عیسائی فرقہ بازوں کی آراء کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگرچہ صلیب کے وقت ہاتھ اور پاؤں دونوں میں میخیں ماری جائیں' پھر بھی بہت تھوڑا خون انسان کے بدن سے نکلتا ہے۔ اس واسطے صلیب پر لوگ رفتہ رفتہ اعضاء پر زور پڑنے کے سبب تشنج میں گرفتار ہو کر مر جاتے ہیں یا بھوک سے مر جاتے ہیں۔ پس اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ قریب چھ گھنٹے صلیب پر رہنے کے بعد یسوع کو جب اتارا گیا تو وہ مرا ہوا تھا' تب بھی نہایت ہی اغلب بات یہ ہے کہ وہ صرف ایک موت کی سی بیہوشی تھی اور جب شفاء دینے والی مرہمیں اور نہایت ہی خوشبودار دوائیاں مَل کر اسے غار کی ٹھنڈی جگہ میں رکھا گیا تو اس کی بیہوشی دور ہو گئی''۔

''یسوع صلیب پر نہیں مرا بلکہ ایک ظاہرانہ موت کی سی حالت ہو گئی تھی' اور قبر سے نکلنے کے بعد کچھ مدت تک اپنے حواریوں کے ساتھ پھرتا رہا اور پھر دوسری یعنی اصل موت کے واسطے کسی علیحدگی کے مقام کی طرف روانہ ہو گیا'' (اصل فقرہ ہے: "Then retired into entire solitude") یعنی ''مکمل گوشہ نشین ہو گیا''۔ لیکن مرزا صاحب نے اس کا ترجمہ دھوکے سے ''روانہ ہو گیا'' کیا ہے۔ اسی طرح صفحہ 233 پر انگلش لفظ ''Obscurity'' کا ترجمہ گم نامی کے بجائے تنہائی کیا ہے اور صفحہ 235 پر ''Gloom'' کا ترجمہ غم کے بجائے تنہائی کیا ہے۔

مرزا صاحب نے ان حوالہ جات کے انگریزی متن بھی لکھے ہیں اور خود ہی ان کا ترجمہ بھی پیش کیا ہے' پھر اسی مؤقف کی حمایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ مطلب ہے کہ صلیب سے اتار کر مسیح کو سزا یافتہ مردوں کی طرح قبر میں

Marfat.com

رکھا جاوے گا مگر چونکہ وہ حقیقی طور پر مردہ نہیں ہوگا' اس لیے اس قبر میں سے نکل آئے گا اور آخر عزیز اور صاحبِ شرف لوگوں میں اس کی قبر ہوگی اور یہی بات ظہور میں آئی کیونکہ سری نگر محلہ خانیار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس موقعہ پر قبر ہے جہاں بعض سادات کرام اور اولیاء اللہ مدفون ہیں...... پس اگر کوئی اور شخص حضرت عیسیٰ کی جگہ صلیب دیا جاتا تو صلیب دینے کے وقت ضرور وہ شور مچاتا کہ میں تو عیسیٰ نہیں اور کئی دلائل اور کئی امتیازی اسرار پیش کر کے ضرور اپنے تئیں بچا لیتا نہ یہ کہ بار بار ایسے الفاظ منہ پر لاتا جن سے اس کا عیسیٰ ہونا ثابت ہوتا...... اسی طرح مسیح بھی صلیب کے وقت آسمان پر نہیں گیا بلکہ صلیب اس کو قتل نہ کر سکا''۔

(مرزا غلام احمد: تحفہ گولڑویہ صفحہ 212-213-236-237)

مناظراتی جوش میں مرزا صاحب نے قرآنی الفاظ بھی داؤد پر لگا دیئے۔ قرآن مجید میں واضح الفاظ ہیں: ''وما صلبوہ'' (سورۂ نساء:157) یعنی صلیب نہیں دیا گیا۔ یہ ترجمہ میرا نہیں نہ ہی مرزا صاحب کے کسی مخالف کا ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر کے الفاظ ہیں: ''نہ سولی پر چڑھایا'' یہ ترجمہ مرزا صاحب کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ کو سمجھنے کے لیے کسی خاص عربی دانی کی ضرورت نہیں۔ ''وما'' کا معنی نہیں اور ''صلبوہ'' کا معنی صلیب دینا ہے۔ ''وما صلبوہ'' کا معنی ''انہوں نے اسے صلیب پر نہیں چڑھایا''۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہرگز صلیب نہیں دی گئی۔ لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں! قرآن مجید غلط کہتا ہے (نعوذ باللہ) انہیں صلیب دی گئی' البتہ وہ مرے نہیں' صرف مردہ کی طرح ہو گئے تھے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب خود معترف ہیں کہ صلیب پر چڑھانے سے یہودیوں کا مقصد ہی یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لعنتی (نعوذ باللہ) ثابت کیا جائے'

وہ خود لکھتے ہیں:

''چنانچہ یہ بات قرار پائی کہ کسی طرح اس کو صلیب دی جائے پھر کام بن جائے گا کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے' یعنی وہ شیطان کی طرف جاتا ہے نہ کہ خدا کی طرف۔ سو یہودی لوگ اس تدبیر میں لگے رہے...... تمام جھگڑا تو رفع روحانی کے متعلق ہے کیونکہ یہود نے حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچ کر بموجب نص توریت کے یہ خیال کر لیا تھا کہ اب اس کا رفع روحانی نہیں ہوگا اور وہ نعوذ باللہ خدا کی طرف نہیں جائے گا' بلکہ ملعون ہو کر شیطان کی طرف جائے گا۔ یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے' جو شخص خدا کی طرف بلایا جاتا ہے اس کو مرفوع کہتے ہیں اور جو شیطان کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے' اس کو ملعون کہتے ہیں۔ سو یہی وہ یہودیوں کی غلطی تھی جس کا قرآن شریف نے بحیثیت حکَم ہونے کے فیصلہ کیا اور فرمایا کہ مسیح صلیب پر قتل نہیں کیا گیا''۔ (مرزا غلام احمد: تحفہ گولڑویہ صفحہ 19-15)

اس اعترافِ حقیقت کے باوجود مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھوا دیا تا کہ یہودیوں کی بات تو سچ ہو جائے اور نعوذ باللہ قرآن مجید جھوٹا پڑ جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھنے کے بعد مرے یا نہیں مرے؟ یہ تو بعد کی بات ہے۔ مرزا صاحب نے بہر حال انہیں صلیب دلوا دی۔ آسف کو مسیح قرار دینا' کتبہ کا مٹوا دینا' حواریوں سے حقیقت کو چھپانے کا حکم دلوانا' یہ سب کچھ باہم اتنا متناقض ہے کہ صاف پتا چلتا ہے کہ مرزا صاحب قاری کو کس طرف اور کیوں لے جا رہے ہیں۔ خیر ہمیں اس سے کوئی غرض ہے نہ بحث کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا عقائد رکھتے ہیں۔ ہم تو صرف آپ کو ان کا ''معیارِ تحقیق'' ان کے ''تبحر'' اور ان کے قرآن مجید میں ''درک'' کا تھوڑا سا اندازہ کرا رہے ہیں۔ ہمیں غرض ہے تو اس سے کہ

Marfat.com

مرزا صاحب نے جو مونہہ بھر بھر کر اپنے بارے میں دعوے کیے ہیں اور اپنی بلندیٔ شان کے قصیدے گا گا کر جو زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں' ان کا تناقض اور تضاد قرینے کی کیا شہادت پیش کرتا ہے اور اس کی یہ خود وضاحت (Self Explanation) ان کے ابطال و دروغ کو کس طرح آشکار کرتی ہے۔

پہلے مرزا صاحب کے دعوے دیکھئے!

''میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے' اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے' اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے' اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں''۔

(مرزا غلام احمد: تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 68)

''خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو بھی اس سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے' پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں' نہیں مانتے''۔ (مرزا غلام احمد: چشمۂ معرفت صفحہ 217)

دعوے آپ نے ملاحظہ فرمائے! اب آپ مرزا صاحب کا اعترافِ حقیقت کرتے ہوئے اپنے دعوؤں سے فرار ملاحظہ فرمایئے:

''کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لیے اس کی تفسیر اپنے قول ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' میں واضح طور پر فرما دی' اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم بابِ وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں ہے' جیسا کہ

Marfat.com

مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے' درآں حالیکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا''۔ (مرزا غلام احمد: حمامۃ البشریٰ صفحہ 34)

ایک بار پھر مرزا صاحب کے دعوے ملاحظہ فرمائیں:

''خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی ہو لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 148)

''اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں' ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں' سو وہ میں ہوں''۔ (براہین احمدیہ پنجم صفحہ 90' از مباحثہ راولپنڈی صفحہ 135)

اب مرزا صاحب کا پھر اعترافِ حقیقت ملاحظہ فرمائیں:

''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا' کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل علیہ السلام ملتا ہے اور اب نزولِ جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے' اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو''۔ (ازالہ اوہام صفحہ 761' جلد دوم صفحہ 511)

''ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رُسالت تا قیامت منقطع ہے''۔

(ازالہ اوہام صفحہ 614' از فتنہ مرزائیت)

مرزا صاحب کے دعوے پھر ملاحظہ فرمایئے:

''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ میری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تُو ہی اس آیت کا مصداق ہے:''ھو الذی ارسل رسوله بالھدٰی ودین الحق

Marfat.com

الخ"۔ (اعجازِ احمدی صفحہ 7)

"میں خدا کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیسے رد کر سکتا ہوں' میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 150-211' انجام آتھم صفحہ 64)

اب مرزا صاحب کا پھر تناقض' تضاد' استرداد اور فرار ملاحظہ فرمایئے:

"وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج عن الاسلام والحق بقوم کافرین" (مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی قوم سے جا ملوں)۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ 96)

اب پھر دعوے ملاحظہ فرمایئے:

"چنانچہ وہ مکالماتِ الٰہیہ جو "براہین احمدیہ" میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے: "ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله" (براہین احمدیہ صفحہ 498) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کہہ کر پکارا گیا ہے' پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے: "محمد رسول اللّٰه والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم" میں' اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا"۔ (تبلیغ رسالت جلد 10 صفحہ 104 بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ 334)

"صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 150' از مباحثہ راولپنڈی صفحہ 135)

اب پھر فرار ملاحظہ فرمایئے:

"اور اللہ کو شایانِ شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہ یہ شایانِ شان ہے کہ سلسلۂ نبوت کو دوبارہ از سرِ نو شروع کر دے' بعد اس کے کہ اسے

قطع کر چکا ہو"۔ (آئینۂ کمالاتِ انسان صفحہ 277)

اب پھر دعوے ملاحظہ فرمایئے:

''حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول' مرسل اور نبی کے موجود ہیں' نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ''۔

(براہین احمدیہ صفحہ 498' اربعین صفحہ 4-6' نزول المسیح صفحہ 99)

''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے''۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 68)

اب پھر فرار ملاحظہ فرمایئے:

''ہم بھی مدعیٔ نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں' لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں''۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی' 30 شعبان از تبلیغ رسالت صفحہ 2)

ہم اپنے قلم کو تمیز کے دائرے میں رکھنے کے پابند ہیں' اس لیے مرزا صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ پر ہم اپنی بحث نہیں سمیٹیں گے' البتہ صرف اتنا عرض کریں گے: یہ تضاد ذاتی شہود ہی انہیں جھوٹا ثابت کرنے کیلئے بہت کافی ہے۔ وہ خود کہتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ کسی غیر نبی کو نبی ماننا عذابِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

''جو شخص کسی مدعیٔ نبوت پر ایمان لاتا ہے' یہ ایمان تو خود ہنوز جائے بحث ہے' کسی کو کیا خبر کہ وہ ایمان لانے سے نجات پاتا ہے یا انجام اس کا عذاب اور مواخذۂ الٰہی ہے''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 201)

محولہ بالا تناقض و تضاد' انتشار و فرار کیلئے کاش ہمارے پاس کوئی ایک مناسب لفظ ہوتا۔ یہ تناقض' تضاد بیانی' پریشان فکری اور گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ کی کیفیت مرزا صاحب کے ہاں ہر جگہ وافر موجود ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی تدریجی اُڑان بھی

جاری ہے۔ وہ سیڑھی بہ سیڑھی نبوت کی طرف بھی گامزن ہیں۔ غلام احمدی حضرات شاید انہیں مرزا صاحب کی ادائیں سمجھ کر خوش ہوتے ہیں' لیکن وہ خدا سے ڈریں' یہ دین و ایمان کا معاملہ ہے ادائیں دیکھنے کا نہیں۔ مرزا صاحب نے ان تناقضات کی اوٹ میں کبھی مصلح ہونے کا دعویٰ کیا اور کبھی امام ہونے کا' کبھی ولی ہونے کا تو کبھی نبی ہونے کا' کبھی کرشن ہونے کا تو کبھی گورو ہونے کا' کبھی فقیر کا تو کبھی آریائی بادشاہ ہونے کا' کبھی حجر اسود بن جانے کا تو کبھی بیت اللہ کا' کبھی عورت بن کر حاملہ ہونے کا تو کہیں خدا کی بیوی ہونے کا (نعوذ باللہ)' کبھی بچہ بننے کا تو کبھی جوان رعنا بننے کا' کبھی مثل خدا کا تو کہیں مثل میکائیل کا' کبھی آسمان بن جانے کا تو کہیں زمین بن جانے کا۔ کبھی آکاش کا تو کبھی پاتال کا' کبھی مجدد کا تو کبھی محدث کا' کہیں مبلغ کا تو کہیں حارث کا' کہیں مریم علیہا السلام کا تو کہیں عیسیٰ علیہ السلام کا' کہیں مہدی کا تو کہیں آدم علیہ السلام کا' کہیں کیڑے بن جانے کا تو کہیں عار انسان بن جانے کا۔ یہ تمام تضادات خود شہادتی (Self Evident) اور خود وضاحتی (Self Explanatory) ہیں کہ ایک طالع آزما کس طرح انسانوں کی ضعیف الاعتقادی سے فائدہ اُٹھا کر ان کے ایمانوں سے کھیلنے کا ارادہ کر چکا ہے' وہ کس طرح 1857ء کی شکست خوردہ قوم کی جذباتی مایوسی کا فائدہ اُٹھا کر کبھی دعوے کے ایک کھلونے سے کبھی دوسرے کھلونے سے اسے سبز باغ دکھا کر اپنے ڈھب پر لا رہا ہے اور کس طرح آہستہ آہستہ اپنی نبوت کی راہ ہموار کر رہا ہے:

مصلح ہونے کا دعویٰ ملاحظہ کیجئے:

''یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ بنی اسرائیل کے مسیح کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی اور غربت اور تذلل و تواضع سے اصلاحِ خلقی کے لیے کوشش کرے''۔

(خط مندرجہ مقدمہ براہین احمدیہ صفحہ 82)

مجدد ہونے کا دعویٰ ملاحظہ کیجئے:

''اب بتلا دیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا اس عاجز نے کیا''۔ (ازالۂ اوہام خورد جلد 1 صفحہ 154' کلاں صفحہ 66)

محدث ہونے کا دعویٰ ملاحظہ کیجئے:

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اُمت کے لیے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث ایک معنی سے نبی ہوتا ہے' گویا اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے''۔

(توضیح المرام خورد صفحہ 90' کلاں صفحہ 174)

امام ہونے کا دعویٰ ملاحظہ کیجئے:

''میں لوگوں کیلئے تجھے امام بناؤں گا' تُو ان کا رہبر ہوگا''۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 79' ضرورت الامام صفحہ 24)

مہدی ہونے کا دعویٰ:

اشتہار معیار الاخیار در یویو آف ریلیجنز' نومبر دسمبر 1903ء اور تقریباً تمام قابل ذکر تصانیف۔

حارث ہونے کا دعویٰ:

''واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی جو ابوابِ صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نامی یعنی حارث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آلِ رسول کو تقویت دے گا جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مؤمن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشین گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا' دراصل یہ دونوں پیشین گوئیاں متحد المضمون ہیں

Marfat.com

اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے''۔ (ازالۂ اوہام خورد صفحہ 79' کلاں صفحہ 33)

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ:

حقیقۃ الوحی صفحہ 72' اربعین صفحہ 31 اور تقریباً تمام قابل ذکر تصانیف۔

نبی ہونے کا دعویٰ:

براہین احمدیہ صفحہ 498' اربعین صفحہ 4' نزول المسیح صفحہ 99 اور تقریباً تمام قابل ذکر تصانیف۔

رسول ہونے کا دعویٰ:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔

(دافع البلاء صفحہ 11)

اپنے اوپر وحی کے نزول اور پھر اس وحی کے قرآن ہونے کا دعویٰ:

''میں خدا کی تیئس برس کی متواتر وحی کو رد کیسے کرسکتا ہوں' میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں''۔

کرشن ہونے کا دعویٰ:

''آریہ لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں' وہ کرشن میں ہوں''۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 155)

آریاؤں کے بادشاہ ہونے کا دعویٰ:

''خدا نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا' وہ تُو ہی ہے آریاؤں کا بادشاہ''۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 155)

کامل بدھ ہونے کا دعویٰ:

''اور بدھ مذہب کی نسبت مجھے مفصل معلوم نہیں' مگر کہتے ہیں کہ وہ بھی ایک

Marfat.com

کامل بدھ کے اس زمانہ میں منتظر ہیں (اور وہ میں ہوں)''۔

(تحفۂ گولڑویہ صفحہ 217)

حضرت آدم علیہ السلام' حضرت نوح علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر تمام پیغمبر ہونے کا دعویٰ:

''خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے' یعنی اس آیت میں: ''یا آدم اسکُنْ انت وزوجك الجنة''۔

(اربعین صفحہ 3' نزول المسیح صفحہ 99)

''یہ آیت کریمہ ''واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی'' اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب اُمت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان تمام فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا''۔ (اربعین صفحہ 3-32)

''میں آدم ہوں' شیث ہوں' میں نوح ہوں' میں ابراہیم ہوں' میں اسحاق ہوں' میں اسمٰعیل ہوں' میں یعقوب ہوں' میں یوسف ہوں' میں موسیٰ ہوں' میں داؤد ہوں' میں عیسیٰ ہوں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا مظہر اتم ہوں' یوں ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں''۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 72' نزول المسیح صفحہ 4)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضلیت کا دعویٰ:

''خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے' مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں' ہرگز نہ دکھلا سکتا''۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 148-153)

Marfat.com

تمام سابقہ پیغمبروں سے افضلیت کا دعویٰ:

''بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 136)

حضور اکرم ﷺ سے برابری کا دعویٰ:

''یعنی محمد ﷺ سے اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد و احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی''۔

(ایک غلطی کا ازالہ ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ صفحہ 365)

''بارہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت ''آخرین منھم لما یلحقوا بھم'' بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں''۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 58-79)

حضور اکرم ﷺ سے بھی افضلیت کا دعویٰ:

اس پر تفصیلی بحث اور حوالے پہلے آ چکے ہیں مثلاً:

''لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمر ان المشرقان اتنکروا'' اس کے لیے (یعنی حضور اکرم ﷺ کے لیے) چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں اب کیا تو انکار کرے گا''۔

(اعجاز احمدی صفحہ 71)

مرزا صاحب نے متعدد مقامات پر نبی اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد صرف ہزار لکھی ہے یا زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ لیکن اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتائی ہے۔

(ملاحظہ ہو! براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 56)

Marfat.com

مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ:

''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے' جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے وہی صاحب شریعت ہو گیا' پس..... میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی' مثلاً یہ الہام: ''قل للمؤمنین یغضو من ابصارھم ذلك اذکی لھم '' یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس میں تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسے ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوئے ہیں اور نہی بھی''۔ (اربعین صفحہ 4-6)

اس تناقض و تضاد کا مرزا صاحب جواز ڈھونڈتے ہوئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے بھی تو پہلے اپنے آپ کو مکہ کا نبی قرار دیا' پھر اردگرد کا' پھر پورے عرب کا اور پھر پوری انسانیت کا' وغیرہ۔ افسوس صد افسوس کہ مرزا صاحب حضور اکرم ﷺ کے مخاطبت کے فرق کو اپنی لاف زنی سے ملا رہے ہیں۔ وہ اپنے تضاد کو حضور اکرم ﷺ کے ثبات سے تشبیہ دے کر ڈھٹائی کی حد بھی پار کر رہے ہیں۔ غلام احمدی حضرات اپنے دل میں جھانک کر ذرا غور کریں۔ کیا حضور اکرم ﷺ نے کبھی اپنے دعویٰ نبوت کو بدلا تھا؟ کیا اللہ کے کسی اور نبی نے اپنا دعویٰ نبوت کبھی بدلا ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضور اکرم ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے کبھی اپنا دعویٰ نبوت کبھی بدلا؟ ہرگز نہیں۔ کیا کسی نبی نے کبھی اپنی زندگی میں پہلے کبھی یہ کہا کہ میں مصلح ہوں' پھر کہا ہو کہ میں مجدد ہوں' پھر کہا ہو کہ میں امام ہوں اور پھر کہا ہو کہ میں نبی ہوں۔ نبی تو دعوے کے آغاز میں ہی نبی ہوتا ہے' وہ تو شروع میں ہی اپنے آپ کو نبی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو پالنے میں ہی اپنی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی دعوے کے آغاز میں ہی اپنے آپ کو نبی کی حیثیت سے پیش کیا' لیکن جب آپ ﷺ نے اہل مکہ کو مخاطب کرنا تھا تو ''اے

Marfat.com

اہل مکہ'' کہہ کر ہی خطاب کرنا تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے یہ تو نہیں کہا کہ اے اہل مکہ! میں مصلح ہوں۔ آپ ﷺ نے تو دعوے کا آغاز ہی اپنی نبوت کے اعلان سے فرمایا۔ مرزا صاحب اعتراض کر رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے شروع میں ہی ''اے ساری دنیا کے لوگو'' کہہ کر ساری انسانیت سے خطاب کیوں نہ کیا؟ جب کوئی اپنے محلہ داروں سے مخاطب ہوتا ہے تو کیا وہ یہ کہتا ہے: ''اے ساری دنیا کے لوگو'' بلکہ وہ تو یہی کہے گا: ''اے محلہ دارو'' جب وہ ساری دنیا سے مخاطب ہوگا تو پھر ہی کہے گا: ''اے سارے لوگو''۔ حضور اکرم ﷺ نے جس جس سے خطاب کرنا چاہا اس کے مطابق انہیں مخاطب کیا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کے مخاطبت کے اس فرق کو مرزا صاحب نے اپنے تناقض و تضاد پر محمول کر کے حضور اکرم ﷺ کی بھی وہ توہین کی ہے جس کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا اور اُلٹا اس تشبیہ کی ڈھٹائی پر وہ نازاں ہیں۔ قادیانی حضرات غور کریں! کہاں مرزا صاحب کے تناقضات و تضادات ہیں اور کہاں حضور اکرم ﷺ کا ثبات ہے۔ مرزا صاحب اپنے تضادات پر پردہ بھی کس کا ڈال رہے ہیں۔ استغفر اللہ! کیا کوئی سلیم العقل اس تشبیہ کے صرف امکان کو بھی مان سکتا ہے؟

مرزا صاحب کی بلندی بلکہ حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر بلندی آپ نے ملاحظہ فرمائی' اب ذرا پستی ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا صاحب اپنے بارے میں خود کہتے ہیں اور کیا سچ کہتے ہیں' یہی ان کے ''تدریجی عروج'' کا نکتۂ کمال بھی ہے اور ان کی اصل بھی۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97' روحانی خزائن جلد 2)

اور بقول مرزا طاہر احمد صاحب:

''دیکھیں جب خدا سچ نکلوانا چاہتا ہے تو یوں سچ نکلوا دیتا ہے' تلبیس اسی کو

Marfat.com

کہتے ہیں۔ ایک طرف جھوٹ بول رہے ہیں اور حقیقت پر پردہ ڈال رہے ہیں، دوسری طرف کچھ اور باتیں بھی بیان کر رہے ہیں، جن میں سے سچ اچانک اُچھل کر باہر آ جاتا ہے اور حقیقت حال کھل کر سامنے آ جاتی ہے''۔

(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 242)

دروغ گورا حافظہ نباشد، اصل میں جھوٹے کی یادداشت کبھی اتنی پختہ نہیں ہوتی کہ اسے یاد رہے کہ پہلے وہ کیا کچھ کہتا رہا ہے اور اب کیا کہہ رہا ہے۔ مرزا صاحب خود اعتراف کرتے ہیں کہ صرف جھوٹے کے کلام میں تناقض ہوا کرتا ہے۔ وہ ایسے تناقض الکلام شخص کو خود پاگل، مجنوں، جھوٹا، منافق اور خوشامدی قرار دیتے ہیں۔

''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ 111)

''راست باز اور عقلمند کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا''۔ (ست بچن صفحہ 30)

''مگر صاف ظاہر ہے کہ سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام متناقض ہو جاتا ہے''۔

(ست بچن صفحہ 30)

اپنے ایک مخالف کے بارے میں جس کے کلام میں تناقض کا صرف اشتباہ پیدا ہوا تھا، تبصرہ کرتے ہوئے غلام احمدیوں کا مؤقف بھی یہی ہے:

''جب میں نے اس شخص کا مضمون پڑھا تو ہنس کر ٹال دیا کہ ایسے مراقی اور کمزور طبع آدمی کی بے ربط اور بے سروپا باتوں کا کیا نوٹس لیا جائے''۔

(اخبار بدر، 6 دسمبر 1906ء، صفحہ 4)

تمام غلام احمدی حضرات یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ:

''یہ تمام اہل اسلام اور قانون دان دنیا پر روشن ہے کہ مدعی جس کے دعوے میں اضطراب اور تناقض ہو وہ عدالت شرعی اور قانون میں کبھی بھی قابل سماعت وقبولیت نہیں ہوسکتا''۔ (اخبار پیغام صلح' 3 اکتوبر 1920ء' صفحہ 4)

چنانچہ ان ہی کے الفاظ پر ہم بھی اس باب کو سمیٹتے ہیں۔

''مدعی جس کے دعوے میں اضطراب اور تناقض ہو وہ عدالت شرعی اور قانون میں کبھی بھی قابلِ سماعت وقبولیت نہیں ہوسکتا''۔

اب آیئے قادیانیوں کے دلائل کا جائزہ لیں!

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب 3: قادیانی قرآنی دلائل کا محاکمہ

مرزا غلام احمد اور ان کے صاحبزادگان کا دعویٰ ہے کہ ان کے پاس قرآن مجید اور احادیث شریف سے اپنے دعووں کے حق میں بھی اور اُمت میں نبوت جاری رہنے کے حق میں بھی دوٹوک اور ٹھوس دلائل موجود ہیں۔ ہم ان کے دلائل اس دور سے لیں گے جب مرزا غلام احمد کے صاحبزادے مرزا بشیرالدین محمود ان کا تدریجی ارتقاء مکمل کروا چکے تھے اور مرزا صاحب پکے پکے نبی بن چکے تھے' ہم اس دور سے ان کے دلائل نہیں لیں گے جب کہ وہ بقول ان کے ارتقائی اور تدریجی منازل میں تھے تاکہ غلام احمدی حضرات یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ تو اس دور کی بات ہے جب وہ ناپختہ تھے' ان کے دعوے بھی اور ان کے دلائل بھی ناپختہ تھے۔ ہم پہلا اور پچھلا سارا دور چھوڑتے ہیں' ہم ان کے دورِ آخر میں آتے ہیں' جب وہ بن چکے ہیں جو کچھ بننا چاہتے تھے اور وہ اپنے دلائل و براہین کا پنجم نکتہ کمال بھی چھو چکے ہیں۔ ہم ان کے اسی نکتۂ کمال اور دورِ عروج سے ان کی آخری حتمی اور قطعی دلیلوں کا حوالہ پیش کر کے ان کا جائزہ لیں گے۔ ہم شروع بھی مرزا بشیرالدین محمود کی تفسیر قرآن سے کریں گے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے منضبط دلائل دیکھنے تھے تو ان کے بکھرے ہوئے ارشادات کے بجائے ان کے صاحبزادے کی تفسیر قرآن سے دیکھے جانے چاہئے تھے۔ آیئے پہلے ان کے ''قرآنی دلائل'' کا جائزہ لیں!

Marfat.com

مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے قرآن مجید سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ میں نبوت جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے جو بڑی دلیل پیش کی ہے وہ سورۂ نساء کی آیت:70 ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًاO

اس آیت کریمہ کا انہوں نے جو ترجمہ کیا ہے وہ پیش خدمت ہے:

''اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں''۔ (مرزا بشیر الدین محمود: تفسیر صغیر صفحہ 119-120 سورۂ نساء:70)

واقعی بظاہر تو یہ ثابت ہو گیا کہ جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ انبیاء بھی بن سکتے ہیں اور صدیقین بھی شہداء بھی اور صالحین بھی وغیرہ وغیرہ۔

لیکن ذرا ٹھہریئے!

اس بظاہر بے ضرر ترجمہ قرآن مجید کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں! قرآن مجید کا اصل لفظ ''مع الذین'' ہے یعنی ''ساتھ'' لیکن مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اس کا ترجمہ ''ساتھ'' کے بجائے ''شامل'' کر دیا ہے یعنی ''مع'' کی جگہ اپنی طرف سے اسے ''مِن'' تسلیم کیا ہے۔ ''مع'' اور ''من'' کے فرق کو سمجھنے کیلئے کسی لمبی چوڑی عربی دانی کی ضرورت نہیں ہم اُردو میں بھی ان الفاظ کو استعمال کرتے ہیں۔

اسلم مع اپنے خاندان کے آ گیا ہے یعنی اسلم اپنے خاندان کے ساتھ آ گیا ہے۔ وہ مع اپنے سامان کے وہاں پہنچا' میں مع اپنے ملازمین کے یہاں آ رہا ہوں' وغیرہ۔ قرآن مجید کے واضح الفاظ ہیں کہ ایسے لوگ انبیاء کے ساتھ ہوں گے' ان میں شامل

Marfat.com

نہیں۔ آگے قرآنی الفاظ خود تشریح بھی کر رہے ہیں کہ یہ لوگ کتنے اچھے رفیق ہیں:
''وَحَسُنَ اولٰئکَ رفیقاO'' اگر ایک شخص خود ہی نبی ہے تو رفیق کیسا؟ لیکن مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے ترجمہ میں صرف ایک لفظ کا ہیر پھیر کر کے بات کو کیا سے کیا بنا دیا۔ قرآن مجید میں اس مقام کے علاوہ اور جہاں جہاں مع کا لفظ آیا ہے' مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اس کا ترجمہ ''ساتھ'' کیا ہے یا ''شامل'' ابھی دیکھ لیتے ہیں:

قرآن مجید میں ''مع'' کا لفظ سب سے پہلے سورۂ بقرہ:44 میں وارد ہوا ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَO

مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے:

''اور نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور خدا کی خالص پرستش کرنے والوں کے ساتھ مل کر خدا کی خالص پرستش کرو''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 13' سورۂ بقرہ:44)

''مع'' کا ترجمہ ''ساتھ'' نوٹ فرمائیں (حوالہ جات کیلئے صفحہ نمبر لکھنے کی ضرورت تو نہیں کیونکہ سورت اور آیت نمبر درج کر دیئے گئے ہیں' آسانی کے لیے صفحات نمبر بھی پیش خدمت ہیں)۔

دوسری بار یہ لفظ سورۂ بقرہ:154 میں وارد ہوا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَO

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر اور دعا کے ذریعہ سے (اللہ کی) مدد مانگو اللہ یقیناً صابروں کے ساتھ (ہوتا) ہے''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 33' سورۂ بقرہ:154)

''مع'' کا ترجمہ ''ساتھ'' نوٹ فرمائیں۔

آگے یہ لفظ سورۂ بقرہ:195 میں وارد ہوا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَO

''اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ یقیناً متقیوں کے ساتھ (ہوتا)

Marfat.com

ہے''۔(تفسیر صغیر صفحہ 42' سورۂ بقرہ:195)

''مع'' کا ترجمہ ''ساتھ'' نوٹ فرمائیں۔

جہاں بھی ''مع'' کا لفظ آیا ہے' پیش خدمت ہے:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ O

''کہ بہت سی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آ چکی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے (پس ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں)''۔(تفسیر صغیر صفحہ 65' سورۂ بقرہ:250)

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ O

''اے مریم! تُو اپنے رب کی فرماں بردار بن اور سجدہ کر اور صرف موحدانہ پرستش کرنے والوں کے ساتھ مل کر موحدانہ پرستش کر''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 85' سورۂ آل عمران:44)

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ O

''اے ہمارے رب! تُو ہمارے قصور معاف کر اور ہماری بدیاں ہم سے مٹا دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ (ملا کر) وفات دے''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 106' سورۂ آل عمران:194)

رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ O

''اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمارا نام (بھی) گواہوں کے ساتھ لکھ لے''۔(تفسیر صغیر صفحہ 156' سورۃ المائدہ:84)

يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ O

''تو دو ہزار (کافروں) پر اللہ کے حکم سے غالب آ جائیں اور اللہ ثابت قدم رہنے والے لوگوں کے ساتھ ہے''۔(تفسیر صغیر صفحہ 229' سورۃ الانفال:67)

''مع'' کا ترجمہ ''ساتھ'' نوٹ فرمائیں۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَO

''اور یاد رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 238' سورۂ توبہ:36)

فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَO

''پس ان کو اپنی جگہ پر ہی بٹھا دیا اور ان سے یہ کہہ دیا گیا (یعنی ان کے کافر دوستوں نے کہا) کہ جو لوگ بیٹھ رہے ہیں' انہی کے ساتھ تم بھی بیٹھ رہو''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 240' سورۃ التوبہ:47)

اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَO

''(کیونکہ) تم پہلی دفعہ (پیچھے) بیٹھ رہنے پر راضی ہو گئے تھے پس (آئندہ ہمیشہ) پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھ رہا کرو''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 245' سورۃ التوبہ:84)

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ......

''اور جب کوئی سورۃ (اس حکم کے ساتھ) نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 246' سورۃ التوبہ:87)

وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَO

''اور کہتے ہیں: ہمیں پیچھے چھوڑ جائیں تا کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ رہیں جو کہ پیچھے بیٹھنے والے ہوں گے''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 246' سورۃ التوبہ:87)

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ......

''وہ پیچھے بیٹھ رہنے والے قبائل کے ساتھ (بیٹھ رہنے پر) راضی ہو گئے''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 247' سورۃ التوبہ:94)

Marfat.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ O

''اے مؤمنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں (کی جماعت) کے ساتھ شامل ہو جاؤ''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 252' سورۃ التوبہ:120)

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ O

''اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 252' سورۃ التوبہ:124)

يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ O

''پکارا (کہ) اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ ہو''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 276' سورۂ ھود:43)

اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ O

''سوائے ابلیس کے (کہ) اس نے (خدا کو خالص) سجدہ کرنے والوں کے ساتھ (ہوکر) سجدہ کرنے سے انکار کیا''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 325' سورۃ الحجر:32)

قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ O

(اس پر خدا نے) فرمایا (کہ) اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تُو (خالص اس کے حضور) سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہیں ہوتا''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 325' سورۃ الحجر:33)

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ O

''جو اللہ کے ساتھ کئی اور معبود بنا رہے ہیں' سو وہ عنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کر لیں گے''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 330' سورۃ الحجر:97)

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ O

Marfat.com

''اور یادرکھ کہ اللہ یقیناً ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ (کا طریق) اختیار کیا ہو اور جو نیکوکار ہوں''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 348' سوۃ النحل:129)

ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ط اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًاO

''(اور یہ بھی کہا تھا کہ اے) ان لوگوں کی نسل! جنہیں ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی پر) سوار کیا تھا (یاد رکھو کہ) وہ یقیناً (ہمارا) نہایت شکرگزار بندہ تھا (پس تم بھی شکرگزار بنو)''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 349' سورۂ بنی اسرائیل:4)

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًاO

''پس (اے مخاطب!) اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا ورنہ تُو الزام لگوا کر (اور) نصرت (الٰہی) سے محروم ہو کر بیٹھ جائے گا''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 352' سورۂ بنی اسرائیل:23)

وَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًاO

''اور تُو اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مت بنا ورنہ تُو ملامت کا نشانہ بن کر (اور) دھتکارا جا کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 354' سورۂ بنی اسرائیل:40)

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ الخ ۔

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھ جو اپنے رب کو اس کی خوشنودی چاہتے ہوئے صبح وشام پکارتے ہیں......''

(تفسیر صغیر صفحہ 369' سورۃ الکہف:29)

وَ مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْرَآءِيْلَ الخ

Marfat.com

''اور جو اُن لوگوں کی اولاد تھے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں بچایا اور ابراہیم اور یعقوب کی (اولاد تھے)''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 389' سورۂ مریم:59)

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ O

''اور ہم نے داؤد کے ساتھ اہل جبال کو بھی اور پرندوں کو بھی کام پر لگا دیا تھا وہ سب خدا کی تسبیح کرتے تھے اور ہم یہ سب کچھ کرنے پر قادر تھے''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 417' سورۃ الانبیاء:80)

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا O

''اور اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا (اور) کہے گا: اے کاش! میں رسول کے ساتھ چل پڑتا''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 460' سورۃ الفرقان:28)

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ O

''پس تُو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو ورنہ تُو مبتلائے عذاب لوگوں میں سے ہو جائے گا''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 481' سورۃ الشعراء:214)

وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O

''اور میں سلیمان کے ساتھ رب العالمین خدا پر ایمان لاتی ہوں''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 490' سورۃ النمل:45)

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ O

''کیا اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں؟ (جو سب کائنات عالم کا انتظام کر رہا ہے) لیکن یہ (کافر) ایسی قوم ہیں جو اُس کے شریک بنا رہے ہیں''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 492' سورۃ النمل:61)

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ O

Marfat.com

''اور وہ (لوگ) جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں' ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے اور اللہ یقیناً محسنوں کے ساتھ ہے''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 524' سورۃ العنکبوت:70)

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ الخ ۔

''وہ (خدا) ہی ہے جس نے مؤمنوں کے دلوں پر سکینت اُتاری تا کہ جو ایمان ان کو پہلے نصیب تھا اس کے ساتھ اور ایمان بھی ان کو حاصل ہو جائے......''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 677' سورۃ الفتح:5)

نِالَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِO

''جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بناتا تھا' سو تم آج اس کو سخت عذاب میں ڈال دو''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 689' سورۃ ق:27) -

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌO

''اور تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ' میں اس کی طرف سے تمہاری طرف ایک کھلا کھلا ہوشیار کرنے والا ہوں''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 695' سورۃ الذاریات:52)

فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَO

''اور وہ دونوں الٰہی عذاب کے وقت ان (بیویوں) کے کسی کام نہ آ سکے اور ان دونوں عورتوں سے کہا گیا تھا کہ جہنم میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں چلی جاؤ''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 757' سورۃ التحریم:11)

وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىٕضِیْنَO

''اور بے حکمت باتیں کرنے والوں کے ساتھ مل کر بے حکمت باتیں کرتے

تھے''۔(تفسیر صغیر صفحہ 785' سورۃ المدثر:46)

قرآن مجید میں آخری بار مع کا لفظ سورۂ الم نشرح میں آیا ہے اور دو بار آیا ہے:

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًاO

''پس (یادرکھ کہ) اس تنگی کے ساتھ ایک بڑی کامیابی مقدر ہے''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 833' سورۂ الم نشرح:6)

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًاO

''(ہاں) یقیناً اس تنگی کے ساتھ ایک (اور بھی) بڑی کامیابی (مقدر) ہے''۔(تفسیر صغیر صفحہ 833' سورۂ الم نشرح:7)

قرآن مجید میں آخری بار بھی ''مع'' کا ترجمہ ''ساتھ'' نوٹ فرمائیں۔

اب میں پھر آپ کی توجہ سورۂ نساء کی آیت:70 کی طرف مبذول کراتا ہوں' آیت شریف ''وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ......الخ'' کا ترجمہ مرزا بشیرالدین محمود صاحب نے کیا ہے:

''اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے' وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے' یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں''۔(تفسیر صغیر صفحہ 119-120' سورۂ نساء:70)

یہاں ''مع'' کا ترجمہ انہوں نے ''ساتھ'' کے بجائے ''شامل'' کردیا ہے۔

شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ جو مرزا باپ بیٹے کی پیدائش سے بھی پہلے کا ترجمہ ہے' پیش خدمت ہے:

''اور جو لوگ حکم میں چلتے ہیں اللہ کے اور رسول کے' سو ان کے ساتھ ہیں جن کو اللہ نے نوازا' نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت اور خوب ہے ان

Marfat.com

کی رفاقت"۔

یعنی یہ ہرگز نہیں فرمایا گیا کہ وہ خود ہی نبی بن جائیں گے' یا نبیوں میں شامل ہو جائیں گے۔ آیت مقدسہ میں ''شہداء'' کا ذکر بھی ہے' یہ صرف جان کی قربانی دینے والوں کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزت افزائی کرتے ہوئے فرمارہا ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا' اس کا درجہ میں شہید کے برابر کر دوں گا۔ لیکن اصل شہید تو وہی ہے جو جان قربان کر چکا۔ شہداء میں بغیر جان قربان کیے شامل نہیں کیا جا سکتا' بلکہ وہ شہداء کے ساتھ ہوگا۔ اس قرینہ سے بھی اس آیت شریف کا مفہوم ''ساتھ'' ہے۔

اب ہم مرزا باپ بیٹے سے مخاطب ہیں کہ صرف اپنی نبوت جاری کرانے کیلئے آپ نے ''مع'' کو ''ساتھ'' کے بجائے ''شامل'' کر دیا۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں! کیوں بیچارے بھولے بھالے سادہ لوح نیم خواندہ غلام احمدیوں کے ایمان سے کھیل رہے ہیں۔ کیا آپ کو ''مـــع'' کا ترجمہ تبدیل کرنے کیلئے صرف یہی ایک آیت شریف ملی تھی' کیا یہی دلیل ہے آپ کی نبوت کی اجراء کی؟

دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے صاحبزادگان کو احساس ہو چکا تھا کہ قرآن مجید کی یہ معنوی تحریف دیر تک چھپی نہ رہ سکے گی' چنانچہ اس ترجمہ کے بعد آئیں بائیں شائیں بھی ساتھ ہی شروع کر دی گئی۔ تفسیر کبیر میں ''ساتھ'' کے بجائے ''شامل'' کے لفظ کی بہت سی توجیہات پیش کی گئیں' کبھی کان کو اِدھر سے پکڑا گیا اور کبھی اُدھر سے' لیکن یہ قرآنی لفظ کی معنوی تحریف تھی' کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بات نہ اُس وقت بن سکی نہ اب تک بن سکی ہے۔ حال ہی میں مرزا طاہر صاحب کی ''آئیں بائیں شائیں'' ملاحظہ فرمائیں۔ اپنی کتاب زھق الباطل میں اسی آیت مقدسہ کا حوالہ دے کر اپنا ترجمہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس رسول (محمد مصطفیٰ ﷺ) کی اطاعت کریں گے (یہاں رسول نہیں فرمایا بلکہ الرسول یعنی خدا اور اس کے رسول یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کریں گے) اب یہی لوگ ہوں گے جو انعام پانے والوں میں سے ہوں گے۔ لوگ اس کا یہ ترجمہ کرتے ہیں: انعام پانے والوں کے ساتھ ہوں گے' ان میں سے نہیں ہوں گے۔ اس بات سے پہلے ہم ذرا یہاں ایک اور امر کا جائزہ لے کر پھر آگے چلتے ہیں...... ''مع'' کا ترجمہ کرتے ہیں: ساتھ ہوں گے' ان میں سے نہیں ہوں گے۔ اور یہ بہتانِ عظیم ہے آنحضرت ﷺ پر اور قرآن پر اور شانِ محمد مصطفیٰ پر انتہائی ظلم ہے......''۔(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 407-406-405)

قرآن مجید کے بارے میں یہ لفظ لکھتے ہوئے آپ کے ہاتھ تھرائے نہیں؟ اسے ظلم کہتے ہوئے آپ کو احساس نہیں ہوا کہ آپ اسے ظلم کس کا قرار دے رہے ہیں' یہ خدائے ذوالجلال کا لفظ ہے' میرا یا آپ کا نہیں۔ اب رہی بات دوسری آیت کریمہ ''وتوفنا مع الابرار'' کی جو سورۂ آل عمران: 194 ہے' اس کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی مرزا بشیر الدین محمود نے ''مع'' کا ترجمہ ''ساتھ'' کیا ہے' ملاحظہ ہو! تفسیر صغیر صفحہ 106 حتیٰ کہ آپ کو خود بھی اس کا ترجمہ ''ساتھ'' ہی کرنا پڑا ہے۔

''اے اللہ! ہمیں نیکوں کے ساتھ وفات دے''۔(زھق الباطل صفحہ 406)

لیکن کیا وجہ ہے کہ آپ نے صرف اُسی آیت مبارکہ میں ''مع'' کے ترجمے میں تحریف کی جہاں آپ نبوت کا دروازہ کھولنا چاہتے تھے' کیا یہ دروازہ اتنا ہی سادگی سے بند ہے کہ آپ کے صرف ''مع'' کو ''من'' میں تبدیل کرنے سے کھل جائے گا؟ اتنے سادہ لوح مت بنئے اور نہ اپنے پیروکاروں کو بنائیے۔ اللہ نے انہیں بھی عقل اور ضمیر نامی چیزیں عطا کی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: تمسخر مت اُڑائیے! حضور تمسخر تو آپ اُڑا رہے

Marfat.com

ہیں اور وہ بھی قرآن مجید کا۔ اصل الفاظ کا جہاں دل چاہے آپ ''مع'' کو ''من'' بنالیں اور ''من'' کو ''مع'' آخر یہ حق آپ کو کس نے دیا ہے؟

آپ فرماتے ہیں کہ ''توفنا مع الابرار'' کا کیا یہ مطلب ہے کہ جب ابرار مر رہے ہوں تو ساتھ ہماری جان لے لینا؟ اس طرح کی بات کہہ کر آپ نے اپنے بزرگ مرزا غلام احمد جیسے بچگانہ پن کا اظہار فرمایا ہے' انہوں نے اپنی کتاب تحفۂ گولڑویہ میں لکھا ہے:

> ''دنیا میں ہزاروں کیڑے مکوڑے برسات کے دنوں میں بغیر باپ کے بلکہ بغیر ماں اور باپ دونوں کے پیدا ہو جاتے ہیں تو کیا وہ روح القدس کے فرزند کہلاتے ہیں''۔ (مرزا غلام احمد: تحفۂ گولڑویہ صفحہ 198)

جس طرح مرزا غلام احمد کو خوردبینی حیاتیات اور خوردبینی نسلی افزائش کا پتہ نہیں' شاید ان ہی کی طرح آپ کے ذہن رسا کو بھی یہ ادراک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات اتنی وسیع ہے جس میں ہر لمحے ہزاروں انسان پیدا ہو رہے ہیں اور ہزاروں مر رہے ہیں' پیدائش و موت سے وقت کا کوئی لمحہ بھی خالی نہیں۔ ''توفنا مع الابرار'' میں بھی ''مع'' ''مع'' ہی ہے کہ ہماری موت اس لمحے میں ہو جب ابراروں کی موت ہو اور اس طرح ہم ابراروں کے ساتھ ہوں' ظالموں اور بدکاروں کے ساتھ نہ ہوں۔

آپ کے اپنے یعنی غلام احمدیوں کے اپنے تنخواہ دار مولوی' مولانا ابوالعطاء جالندھری نے جب اس آیت مقدسہ کا ترجمہ کیا تو انہیں بھی اس کا ترجمہ ''ساتھ'' کرنا پڑا اور تسلیم کرنا پڑا کہ اس سے مراد ہم درجہ ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (محمد ﷺ) کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے' یعنی ان کے ہم پایہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے انعام فرمایا ہے' یعنی نبیوں' صدیقوں' شہیدوں اور صالحین کے ہم درجہ ہوں گے' یہ لوگ بہترین رفیق ہیں' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے''۔ (مولانا ابوالعطاء جالندھری قادیانی: القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین، مکتبہ الفرقان، ربوہ، طبع سوم 1963ء، صفحہ 46)

چنانچہ طے ہوا کہ ''مـــع'' کا معنی ''ساتھ'' ہے اور ہر جگہ ''ساتھ'' ہے اور آپ نے ایک آیت مقدسہ کے ترجمہ میں تحریف کر کے اپنی نبوت کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی ہے اور یہ کوشش پکڑی گئی ہے۔ اُمت مسلمہ اب اتنی گئی گزری بھی نہیں ہے کہ ایسی بھونڈی حرکات سے اسے دھوکہ دیا جا سکے۔

احمدیوں کی طرف سے قرآن مجید سے ایک اور ''وزنی'' دلیل سورۂ احزاب کی آیت:8 سے دی جاتی ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

اس آیت مبارکہ کا ترجمہ کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے نبیوں سے ان پر عائد کردہ ایک خاص بات کا وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی (وعدہ لیا تھا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے ایک پختہ عہد لیا تھا''۔

آگے فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں:

اس میں سورۂ آل عمران:82 کی طرف اشارہ ہے کہ ہر نبی کو اس کے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی گئی تھی اور اس کی قوم پر واجب کیا گیا تھا کہ اس پر ایمان لائے (وہ آیت یہ ہے:)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ

مِّنَ الشّٰهِدِيْنَO

''اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ نے (اہل کتاب سے) سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں' پھر تمہارے پاس کوئی (ایسا) رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا (اور) فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری (طرف سے) ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ (اور) انہوں نے کہا تھا: ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں' فرمایا: اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (ایک گواہ) ہوں''۔ سب نبیوں والا سے مراد یہ ہے کہ جو عہد سب نبی اپنی اُمتوں سے لیتے چلے آئے ہیں۔ (مرزا بشیر الدین محمود: تفسیر صغیر صفحہ 545 اور صفحہ 90)

ان آیاتِ مبارکہ کہ مزید تشریح کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد لکھتے ہیں:

''نبیوں کا میثاق ایک پہلے لیا گیا تھا جس کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے اور فرمایا: یہ نبیوں کا میثاق ہم نے ہر نبی سے لیا اور میثاق کا مضمون یہ تھا کہ اگر تمہارے بعد کوئی ایسا نبی آئے جو اس کتاب کی تائید کرے اور اس حکمت کی تائید کرے جو تمہیں عطا کی گئی اور اس کی مخالفت نہ کر رہا ہو تو کیا تم اس امر کا اقرار کرتے ہو یا نہیں کہ پھر اس کی مخالفت نہیں کرو گے بلکہ اس کی تائید کرو گے' اس پر ایمان لاؤ گے.......... کتنا عظیم الشان عہد ہے! یہ ذکر پہلے فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے دوبارہ فرماتا ہے: ''وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ'' اب یاد رکھنا اس بات کو کہ جو عہد ہم نے نبیوں سے لیا تھا وہ تجھ سے بھی لیا ہے اور وہ عہد کیا ہے' یہی کہ جب کتاب آ جائے اور حکمت کامل ہو جائے' اس کے بعد بھی اگر نبی آئے

گا جو مخالف نہیں ہو گا تو اس کی بھی تائید کرنا۔ اگر نبیوں کے نہ آنے والا ایک نیا باب کھلا تھا۔ اگر نئی رسمیں جاری ہوئی تھیں تو پھر آنحضرت ﷺ سے اس عہد کے لینے کی کیا ضرورت تھی کہ نبی آ سکتا ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ تمہاری شریعت سے باہر نہیں ہوگا۔ اگر ایسا نبی آئے تو مجھ سے اقرار کرو اور پھر انہوں نے اقرار کیا اور عہد کیا خدا سے کہ ہاں ہم یہی نصیحت کریں گے''۔ (مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع: زھق الباطل صفحہ 409)

مزید تشریح کرتے ہوئے احمدیوں کے ترجمان مولوی (Spokesman) مولانا ابوالعطاء جالندھری لکھتے ہیں:

''اس آیت میں نبیوں سے عہد لینے کا ذکر ہے' مراد یہی ہے کہ ہر نبی کے ذریعہ اس کی اُمت سے اقرار لیا گیا کہ آنے والے پیغمبر پر ایمان لائے اور اس کی تائید ونصرت کرے۔ اس آیت میں ''رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ'' سے مطلق ہر آنے والا رسول مراد ہے اور اس طرح یہ آیت صریح طور پر دلالت کرتی ہے کہ ہر نبی کے بعد نبی کا آنا ممکن ہے اور یہ سلسلہ رہتی دنیا تک جاری رہے گا''۔

''(دوسری) آیت میں صراحت سے فرمایا ہے کہ جن انبیاء سے میثاق لیا گیا' اُن میں آنحضرت ﷺ بھی شامل ہیں۔ سورۂ آل عمران والی آیت کو ساتھ ملا کر تدبر کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید کے ذریعہ بھی یہ عہد لیا گیا ہے کہ مسلمان آنے والے نبیوں پر ایمان لاتے رہیں' ورنہ سورۂ احزاب کی آیت میں ''وَمِنْكَ'' کے الفاظ بے معنی قرار پائے ہیں''۔

(مولانا ابوالعطاء جالندھری: القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین صفحہ 52-51)

لیجئے صاحب! بڑی ہی ''وزنی'' دلیل پیش کر دی گئی کہ قرآن مجید نہ صرف اجرائے

Marfat.com

نبوت کو ممکن قرار دے رہا ہے بلکہ حضور اکرم ﷺ کو بھی میثاقاً غلیظاً پختہ عہد سے پابند بنا رہا ہے کہ اپنے بعد جو کوئی رسول آئے (یعنی مرزا غلام احمد) اس پر آپ ﷺ ایمان لائیں اور اس کی تائید فرمائیں۔ نعوذ اللہ!۔ قادیانی بار بار "مِنْكَ" کا ذکر کرتے ہیں۔

لیکن ذرا ٹھہریئے!

ذرا دیکھئے! اکیسویں پارہ کی ایک آیت مبارکہ کو کاٹ کر تیسرے پارہ کی ایک آیت مبارکہ سے ملایا جا رہا ہے۔ یعنی سورۂ احزاب کی آیت مبارکہ کو اپنے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے سورۂ آل عمران کی آیت مبارکہ سے جوڑا جا رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام سے جو میثاق لیا گیا تھا اُسے بنی اسرائیل سے لیے جانے والے میثاق سے خلط ملط کیا جا رہا ہے۔ اور اس طرح کہ اپنی مرضی کا مفہوم حاصل کیا جا سکے۔ قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کو اس طرح سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے دوسری آیات سے جوڑ جاڑ کر مفہوم لینا ہی تحریف معنوی کہلاتی ہے۔

عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے اور مروّجہ قاعدہ اور طے شدہ طریقہ بھی یہی ہے کہ کسی بھی آیت مبارکہ کو اُس کے اپنے سیاق و سباق میں ہی دیکھا جاتا ہے کہ وہاں اُس کے کیا معنی اور مفاہیم ہیں۔

سب سے پہلے آیئے دیکھتے ہیں کہ جو میثاق بلکہ میثاقاً غلیظاً پختہ عہد حضور اکرم ﷺ سے بھی اور دیگر انبیاء سے بھی لیا گیا' وہ میثاق کس بات کا تھا' میں شروع سے سورۂ احزاب کا ترجمہ پیش کرتا ہوں تا کہ سیاق و سباق واضح ہو سکے۔

> "اللہ کے نام سے جو بے انتہاء مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔ اے نبی! اللہ سے ڈرو اور کفار و منافقین کی اطاعت نہ کرو' حقیقت میں علیم اور حکیم تو اللہ ہی ہے۔ پیروی کرو اُس بات کی جس کا اشارہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں کیا جا رہا ہے' اللہ ہر اس بات سے باخبر ہے جو تم لوگ کرتے ہو۔

Marfat.com

اللہ پر توکل کرو' اللہ ہی وکیل ہونے کیلئے کافی ہے......اللہ نے کسی شخص کے دھڑ میں دو دل نہیں رکھے' نہ اس نے تم لوگوں کی ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری ماں بنا دیا ہے' اور نہ اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنا دیا ہے' یہ تو وہ باتیں ہیں جو تم لوگ اپنے منہ سے نکال دیتے ہو' مگر اللہ وہ بات کہتا ہے جو مبنی برحقیقت ہے' اور وہی صحیح طریقے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو! یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔ اور اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ ان کے باپ کون ہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔ نادانستہ جو بات تم کہو اس کے لیے تم پر کوئی گرفت نہیں ہے' لیکن اُس بات پر ضرور گرفت ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرو' اللہ درگزر کرنے والا اور رحیم ہے.........بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کیلئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں مگر کتاب اللہ کی رُو سے عام مؤمنین و مہاجرین کی بہ نسبت رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں' البتہ اپنے رفیقوں کے ساتھ تم کوئی بھلائی (کرنا چاہو تو) کر سکتے ہو' یہ حکم کتابِ الٰہی میں لکھا ہوا ہے..........اور (اے نبی ﷺ!) یاد رکھو اس عہد و پیمان کو جو ہم نے سب پیغمبروں سے لیا ہے' تم سے بھی اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے بھی۔ سب سے ہم پختہ عہد لے چکے ہیں تا کہ سچے لوگوں سے (ان کا رب) ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے اور کافروں کیلئے تو اس نے دردناک عذاب مہیا کر ہی رکھا ہے.....اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کے احسان کو جو (ابھی ابھی) اس نے تم پر کیا ہے' جب لشکر تم پر چڑھ کر

آئے ..... الخ‘‘۔ (القرآن: سورۂ احزاب: 1 تا 9)

سورۂ احزاب کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے عمومی احکامات صادر فرمائے کہ

(1) صرف اللہ سے ڈریں

(2) کفار و منافقین کی پیروی ہرگز نہ کریں

(3) اللہ کی طرف سے نازل شدہ وحی کی پیروی کریں

(4) اللہ پر توکل کریں۔

آگے دو پیروں میں صورتِ حال پر تبصرہ فرمایا کہ یہ سورۂ احزاب منہ بولے رشتوں کے معاملے میں جاہلیت کی رسوم توڑنے کے پیش نظر نازل کی جا رہی ہے اور نئے احکامات جاری کیے گئے کہ ظہار سے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے نہیں بن جاتے' اس لیے انہیں ان کے اصل باپوں کی نسبت سے پکارو۔ نبی اپنی قوم میں بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے اور اس کی بیوی بمنزلہ ماں ہوتی ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو وہ میثاق یاد دلایا جو سب پیغمبروں سے لیا گیا تھا اور حضور اکرم ﷺ سے بھی جس کا ذکر سورہ کے شروع میں کیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں۔ کفار و منافقین کی پیروی ہرگز نہ کریں صرف اللہ کی طرف سے وحی کی پیروی کریں' اللہ پر توکل کریں اور یہ نئے قوانین بے دھڑک نافذ کریں بلکہ خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے اس کا عملی ثبوت ہے۔

آگے تشریح کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ یہ عہد اس لیے لیا جا رہا ہے کہ سچے لوگوں سے ان کا رب ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے' آخر اس میثاق کو سیاق و سباق سے کاٹ کر بنی اسرائیل سے لیے گئے میثاق سے جوڑنے کا کیا تک ہے؟ قرآن مجید میں ایسے ہی میثاقوں کا بار بار ذکر آتا رہا ہے کہ ہر پیغمبر اللہ تعالیٰ کے حکم کی خود اطاعت کرے گا اور دوسروں سے کرائے گا۔ اللہ کے احکامات ان تک بے کم و کاست پہنچائے گا

اور انہیں عملاً نافذ کرنے کی بھرپور جدوجہد کرے گا۔ مثلاً:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ۔

''اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا تمہارے لیے وہ دین جس کی ہدایت کی تھی اس نے نوح کو اور جس کی وحی کی گئی (اے محمد ﷺ!) تمہاری طرف اور جس کی ہدایت کی گئی ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو اس تاکید کے ساتھ کہ تم لوگ قائم کرو اس دین کو اور اس میں تفرقہ نہ کرو''۔ (القرآن: سورۃ الشوریٰ:14)

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۔

''اور یاد کرو اس بات کو کہ اللہ نے عہد لیا تھا ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم لوگ اس کی تعلیم بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں''۔

(سورۂ آل عمران:188)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۔

''اور یاد کرو کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو گے''۔ (سورۃ البقرہ:84)

اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ ...... خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ O

''کیا ان سے کتاب کا عہد نہیں لیا گیا تھا؟...... مضبوطی کے ساتھ تھامو اس چیز کو جو ہم نے تمہیں دی ہے اور یاد رکھو اس ہدایت کو جو اس میں ہے، توقع ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو گے''۔ (الاعراف:170-172)

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا

Marfat.com

وَاَطَعْنَا ۔

''اور اے مسلمانو! یاد رکھو اللہ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا ہے اور اس عہد کو جو اس نے تم سے لیا ہے جبکہ تم نے کہا: ہم نے سنا اور اطاعت کی''۔

(سورۃ المائدہ:8)

ہمیں اب بھی یقین ہے کہ بھولے بھالے غلام احمدیوں کی اکثریت' سچی متلاشیٔ حق ہے۔ ان کے آگے دھوکے کا دبیز پردہ ڈال دیا گیا ہے' ہم اس پردے کو ان کی بصارت و بصیرت کے آگے سے چاک کر دینا چاہتے ہیں۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں ''میثاق'' کا لفظ کہاں کہاں اور کن کن مواقع پر وارد ہوا ہے اور اس کے کیا معنی و مفاہیم ہیں۔ اس سلسلے میں ہم اپنا ترجمہ نہیں بلکہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کا ترجمہ پیش کریں گے اور تفسیر صغیر سے ہی رجوع کریں گے۔ قرآن مجید میں بشمول مذکورہ بالا آیت میثاق کا لفظ 10 آیاتِ کریمہ میں آیا ہے اور درج ذیل پیش کی گئیں ان تمام آیاتِ کریمہ میں کہیں بھی میثاق اپنے بعد آنے والے کسی رسول پر ایمان لانے کے لیے نہیں لیا گیا۔

سب سے پہلے میثاق کا لفظ قرآن مجید میں سورۃ البقرہ:84 میں وارد ہوا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ O

''اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین سے احسان (کا معاملہ) کرو گے اور (اس طرح) قرابت دار اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی' اور یہ (عہد بھی لیا تھا) کہ لوگوں کے ساتھ ملاطفت کے ساتھ کلام کیا کرو' اور نماز کو قائم رکھا کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو' مگر (اس کے بعد) تم

میں سے چند ایک کے سوا (باقی) سب (کے سب) اعراض کرتے ہوئے پھر گئے''۔ (مرزا بشیر الدین محمود: تفسیر صغیر' سورۃ البقرہ: 84' صفحہ 20-21)

(مرزا صاحب نے اس آیت کا نمبر 84 درج کیا ہے کیونکہ وہ بسم اللہ شریف کو ہر سورت میں نمبر 1 تسلیم کر کے آگے گنتی کرتے ہیں' تمام حوالوں میں اس فرق کو ملحوظ رکھا جائے۔)

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَO

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے' عہد لیا تھا کہ تم ضرور لوگوں کے پاس اس (کتاب) کو ظاہر کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں مگر باوجود اس کے انہوں نے اسے اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا اور اسے چھوڑ کر تھوڑی (سی) قیمت لے لی' جو کچھ وہ لیتے ہیں وہ کیا ہی برا ہے''۔ (تفسیر صغیر' آل عمران: 188' صفحہ 105)

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًاO

''باستثناء ان لوگوں کے جو (یا تو) کسی ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں جن کے اور تمہارے درمیان (کوئی) معاہدہ ہو (اور) وہ تمہارے پاس اس حالت میں آئیں کہ تم سے جنگ کرنے (سے) یا اپنی قوم سے جنگ کرنے سے ان کے سینے انقباض رکھتے ہوں اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں یقیناً تم پر غلبہ دے دیتا' تب وہ ضرور تم سے لڑتے' پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہو

Marfat.com

جائیں اور تم سے جنگ نہ کریں اور تمہاری طرف صلح (کی طرح) ڈالیں تو اللہ نے تمہارے لیے ان کے خلاف (تعدی) کا کوئی رستہ (باقی) نہیں رکھا''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ النساء:91' صفحہ 123)

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا O

''اور اگر وہ (مقتول) کسی ایسی قوم میں سے ہو جس کے درمیان اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو تو (قاتل پر) خون بہا (واجب) ہوگا جو اس (مقتول) کے ورثاء کو دیا جائے گا' اسی طرح ایک مؤمن (غلام کی) گردن کا آزاد کرنا بھی ضروری ہوگا اور جو (اس کی طاقت) نہ پائے تو (اس پر) دو مہینوں کے متواتر روزے رکھنا (واجب) ہوگا' یہ (نرمی) اللہ کی طرف سے شفقت کے طور پر ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ النساء:93' صفحہ 124)

اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ط وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ O

''کیا ان سے (موسیٰ کی) کتاب میں یہ وعدہ نہیں لیا گیا تھا کہ اللہ کے متعلق صرف سچ بولا کریں اور جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ انہوں نے پڑھ لیا ہے اور (یہ جانتے ہیں) کہ آخرت کا گھر متقیوں کے لیے اچھا ہے' کیا تم (یہ بات) سمجھتے نہیں؟ O (تفسیر صغیر' سورۃ الاعراف:170' صفحہ 214)

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ O

Marfat.com

''اگر وہ تم سے دین کے بارہ میں مدد مانگیں تو تم پر ان کی مدد کرنا فرض ہے مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ جن کے اور تمہارے درمیان کوئی عہد ہو اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ الانفال: 73' صفحہ 230)

قرآن مجید میں آخری بار ''میثاق'' کا لفظ سورۃ الرعد میں وارد ہوا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَO وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِO وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِO

''ایسے لوگ جو اللہ کے (ساتھ کیے ہوئے) عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس پختہ عہد کو نہیں توڑتے' اور جو (لوگ) ان تعلقات کو ہمیشہ قائم رکھتے ہیں جن کے قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے (انجام والے) حساب سے خوف رکھتے ہیں اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی طلب میں ثابت قدمی سے کام لیا ہے اور نماز کو عمدگی سے ادا کیا ہے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے چھپ کر (بھی) اور ظاہر (بھی ہماری راہ میں) خرچ کیا ہے اور (جو) بدی کو نیکی کے ذریعہ سے دور کرتے (رہتے) ہیں' انہی کیلئے اس گھر کا (بہترین) انجام (مقدر) ہے''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ الرعد: 22-23-24' صفحہ 310-311)

قرآن مجید میں ''میثاقہ'' کا لفظ تین آیاتِ مبارکہ میں وارد ہوا ہے' ان میں بھی اپنے بعد کسی رسول پر ایمان لانے کے لیے میثاق نہیں لیا گیا۔

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَO

Marfat.com

''جو اللہ کے عہد کو اس کے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس چیز کو جسے ملانے کا حکم دیا ہے' کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں' وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ البقرہ:28' صفحہ 10)

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ O

''اور جو احسان اللہ کا تم پر ہے (اسے بھی) اور اس پختہ عہد کو (بھی) جو اس نے تم سے (اس وقت) لیا تھا جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سن لیا ہے اور ہم فرمانبردار ہو گئے ہیں' یاد رکھو! اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' اللہ سینوں کی باتوں (تک) کو خوب جانتا ہے''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ المائدہ:8' صفحہ 142)

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ O

''اور جو اللہ کے (ساتھ کیے ہوئے) پختہ عہد کو پکے اقرار کے بعد توڑتے ہیں اور جس تعلق کے قائم کرنے کا اللہ نے حکم دیا تھا اسے پارہ پارہ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں' ان کے لیے (اللہ کی طرف سے) لعنت مقدر ہے اور ان کے لیے ایک بُرا گھر (بھی) مقرر ہے''۔

(تفسیر صغیر' سورۃ الرعد:26' صفحہ 311)

''میثاقهم'' کے لفظ کے ساتھ قرآن مجید میں بشمول زیر بحث آیت کریمہ یعنی ''منك'' والی آیت کے پانچ آیات ہیں' ان میں بھی اپنے بعد کسی رسول پر ایمان لانے کے لیے میثاق نہیں لیا گیا۔ ملاحظہ ہو:

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا O

''اور ہم نے ان سے (پختہ) عہد لیتے ہوئے ان پر طور کو بلند کیا اور ہم نے ان سے کہا کہ اس دروازہ میں پوری فرمانبرداری کرتے ہوئے داخل ہو اور ہم نے ان سے (یہ بھی) کہا کہ سبت (کے معاملہ) میں زیادتی نہ کرو اور ہم نے ان سے ایک پختہ عہد لیا''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ النساء:155' صفحہ 135)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪O

''پھر ان کے اپنے عہد کو توڑ دینے (کے سبب سے) اور ان کے اللہ کی آیتوں کا انکار اور ان کے نبیوں کے قتل کرنے کی بلاوجہ کوشش (کے سبب سے) اور یہ (بات) کہنے کے سبب سے کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں (پردوں میں) نہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان (کے دلوں) پر مہر کر دی ہے' اس لیے وہ بالکل ایمان نہیں لاتے''۔

(تفسیر صغیر' سورۃ النساء:156' صفحہ 135)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ O

''اور ان کے اپنا پختہ عہد توڑ دینے کے سبب سے ہم نے ان پر لعنت کی تھی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا تھا' چنانچہ وہ (کتاب کے) الفاظ کو ان کی جگہوں سے ادل بدل دیتے ہیں اور جس بات کی انہیں نصیحت کی گئی تھی' اس کا ایک حصہ بھلا بیٹھے ہیں اور تو ان کے چند (ایک افراد) کے سوا ہمیشہ ان (کی طرف) سے کسی (نہ کسی) خیانت پر اطلاع پاتا رہے گا' سو انہیں

Marfat.com

معاف کر اور ان سے درگزر کر' اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ المائدہ:14' صفحہ 143)

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَO

''اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں' ہم نے ان سے (بھی) عہد لیا تھا پھر انہوں نے (بھی) جس بات کی انہیں نصیحت کی گئی تھی' اس کا ایک حصہ بھلا دیا' تب ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک عداوت اور سخت دشمنی ڈال دی اور جو کچھ وہ کرتے تھے اللہ اس پر انہیں جلد آگاہ کرے گا''۔

(تفسیر صغیر' سورۃ المائدہ:15' صفحہ 143)

''میثاقکم'' کے لفظ کے ساتھ قرآن مجید میں 4 آیاتِ مبارکہ ہیں' ان میں بھی اپنے بعد کسی رسول پر ایمان لانے کے لیے میثاق نہیں لیا گیا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَO

''اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا اور طور کو تمہارے اوپر بلند کیا تھا (اور کہا تھا کہ) جو (کچھ) ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور جو کچھ اس میں ہے' اسے یاد رکھو تا کہ تم متقی بن جاؤ''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ البقرہ:64' صفحہ 16)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَO

''اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم (آپس

Marfat.com

میں) اپنے خون نہ بہاؤ گے اور اپنے آپ کو (یعنی اپنی قوم کے لوگوں کو)
اپنے گھروں سے نہ نکالو گے اور تم نے اس کا اقرار کرلیا تھا اور تم (اس عہد
کے متعلق ہمیشہ) گواہی دیتے رہے ہو''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ البقرہ:85' صفحہ 20)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ ......

''اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا اور طور کو
تمہارے اوپر بلند کیا تھا (یہ کہتے ہوئے کہ) جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے
اسے مضبوطی سے پکڑو اور اس (یعنی اللہ) کی اطاعت کرو......''۔

(تفسیر صغیر' سورۃ البقرہ:94' صفحہ 22)

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ اور رسول پر ایمان نہیں لاتے اور (اللہ کا)
رسول تم کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ (اور) اگر تم
مؤمن ہو تو خدا تم سے ایک وعدہ لے چکا ہے''۔

(تفسیر صغیر' سورۃ الحدید:9' صفحہ 724)

نیچے فٹ نوٹ میں مرزا بشیر الدین محمود صاحب خود بتاتے ہیں کہ یہ میثاق خدا پر ایمان لانے سے متعلق ہے' آپ کے الفاظ ہیں:

''خدا تم سے ایک وعدہ لے چکا ہے' یعنی فطرتِ صحیحہ میں خدا تعالیٰ پر ایمان
لانا اور اس کی طرف جانا مخفی رکھا گیا ہے''۔

اس سے پہلے کی آیت مبارکہ کے ترجمہ میں بھی انہوں نے بریکٹیں ڈال کر خود توضیح فرمائی کہ یہ پختہ عہد اللہ کی کتاب کو پکڑنے اور اللہ کی اطاعت کرنے کا عہد تھا۔

ہم نے میثاق اور میثاق سے متعلق تمام الفاظ مثلاً ''میثاقًا' میثاقکم' میثاقہ' میثاقھم ''وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ جو بھی متعلقہ آیاتِ مبارکہ قرآن مجید میں وارد ہوئیں' انہیں بمعہ ان کے اپنے کیے گئے ترجمہ کے پیش کر دیا ہے۔

اب ہم مرزا صاحب اور ان کے صاحبزادگان سے دست بستہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ حضورِ والا آپ نے تو یہ سارے ہی میثاق پس پشت ڈال دیئے' آپ نے تو خدا پر ایمان لانے کا میثاق بھی چھوڑ دیا' آپ نے تو اللہ کی اطاعت کرنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو خدا کی کتاب پکڑے رکھنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا' آپ نے تو خون نہ بہانے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو قوم کے لوگوں کو اپنے گھروں سے نہ نکالنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو الکتاب یاد رکھنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو قرآنی الفاظ کو ادل بدل نہ کرنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو اللہ کی آیتوں کا انکار نہ کرنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو اللہ کی فرمانبرداری کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو سبت کے معاملہ میں زیادتی نہ کرنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو اللہ کے مقرر کردہ تعلقات قائم رکھنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو زمین میں فساد نہ کرنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو اپنے رب سے ڈرنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو علانیہ اور خفیہ خرچ کرنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو بدی کو نیکی سے بدل دینے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو رب کی رضا کیلئے ثابت قدم رہنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو اللہ کے بارے میں ہمیشہ سچ بولنے کا میثاق بھی توڑ دیا' آپ نے تو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو غیر قوموں سے کی گئے وعدوں کے ایفاء کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو کتابِ خدا کو ظاہر کرنے اور اسے نہ چھپانے کا میثاق بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے تو اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنے کا میثاق' والدین سے احسان کرنے کا میثاق' قرابت دار' یتیموں' مسکینوں سے نرمی کے بیلوک کا

Marfat.com

یثاق بھی چھوڑ دیا' آپ نے تو یہ سارے ہی یثاق چھوڑ دیئے اور صرف ایک ہی یثاق یادرکھا اور وہ بھی جو پیغمبروں سے نہیں لیا گیا بلکہ بنی اسرائیل سے لیا گیا' حتیٰ کہ آپ نے تو وہ یثاق بھی چھوڑ دیا جو تمام پیغمبروں کا نام لے لے کر ان پر وحی کیا گیا تھا اور جو حضور اکرم ﷺ پر وحی کیا گیا تھا۔ (القرآن: سورۃ الشوریٰ:13)

سورۂ احزاب کی آیت:8 جس میں حضرت نوح' ابراہیم' موسیٰ' عیسیٰ علیہم السلام سے یثاق لیے جانے کا ذکر ہے اور جس میں ''مـنـك'' کا لفظ ہے' یعنی حضور اکرم ﷺ سے بھی یثاق لیا گیا تھا' اگر اسے کسی دوسری آیت سے جوڑنا ہی تھا تو اس کا تعلق قرآن مجید میں ویسی ہی کسی آیت سے جوڑا جانا چاہیے تھا' جن میں ان ہی پیغمبروں کا ذکر ہو اور حضور اکرم ﷺ کا بھی ذکر ہو' نہ کہ اُس آیت سے جس میں پیغمبروں کا تو ذکر ہی نہ ہو بلکہ بنی اسرائیل سے یثاق لیا گیا ہو۔ پیغمبروں کے نام کے ساتھ بالکل ان ہی پیغمبروں کے ساتھ جو سورۂ احزاب کی آیت:8 میں ہیں اور اُسی طرح حضور اکرم ﷺ کے ذکر کے ساتھ صرف ایک اور آیت کریمہ قرآن مجید میں ہے اور وہ سورۂ شوریٰ کی آیت:13 ہے۔ اگر کوئی تعلق بنتا بھی ہے تو ان دو آیات کے درمیان ہی بن سکتا ہے اور اس میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> ''اللہ نے مقرر کر دیا ہے تمہارے لیے وہ دین جس کی ہدایت کی تھی اس نے نوح علیہ السلام کو اور جس کی وحی کی گئی (اے محمد ﷺ!) تمہاری طرف اور جس کی ہدایت کی گئی ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو اس تاکید کے ساتھ کہ تم لوگ قائم کرو اس دین کو اور اس میں تفرقہ نہ کرو''۔

(سورۃ الشوریٰ:13)

یہاں تو پھر وہی سورۂ احزاب کے آغاز والے احکامات کا یثاق ہے' یعنی دین کے قائم کرنے کا یثاق جو ہر پیغمبر سے لیا گیا' لیکن آپ نے تو یہ اصل بات اور اصل یثاق

Marfat.com

بھی چھوڑ دیا بلکہ تمام میثاقوں کو چھوڑ دیا جن کا مرکزی نکتہ ہے ہی یہی کہ اللہ کے دین کو قائم کیا جائے اور اللہ کے احکامات کی پیروی کی جائے۔

کیا آپ کو صرف ایک ہی میثاق یاد رہا اور وہ بھی بنی اسرائیل کا جس میں ان سے حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا وعدہ لیا گیا ہے۔ اس پر تو پھر بات ہوگی کہ وہ میثاق ہے کیا اور وہ صرف حضور اکرم ﷺ کے بارے میں ہے یا حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی کسی نبی کا ذکر ہے؟ فی الحال تو آپ یہ بتائیں کہ آپ نے سورۂ احزاب کی ابتدائی آیات کے میثاق سے بھی آنکھیں بند کرلیں۔ اس کے سیاق وسباق کو بھی چھوڑ دیا' اس کی نزولی ترتیب بھی بدل دی۔ قرآنی توقیفی ترتیب بھی توڑ دی' عبادت کے موقع محل سے بھی صرفِ نظر کیا' سورہ کے شانِ نزول کو بھی بھلا دیا' سورہ کے مفاہیم ومعانی سے بھی تعرض کیا' پیغمبروں کی سوانحی تاریخ سے بھی روگردانی کی اور اکیسویں پارے کی اس آیت مبارکہ کو کاٹ کر تیسرے پارے کی آیت مبارکہ سے بلا موقع ومحل ملا دیا؟ آخر کیوں؟ کیا بھولے بھالے غلام احمدیوں کے ایمان سے کھیلنے کا کوئی اور آسان طریقہ نہ تھا؟

سچے متلاشی حق احمدی حضرات کیلئے میں ایک اور طریقے سے صورتِ حال ان پر واضح کرنا چاہتا ہوں۔ وہ خود سورۂ احزاب کی اس آیت مبارکہ کے ساتھ سورۂ آل عمران کی آیت:82 ملا کر دیکھیں۔ کیا یہ یہاں کسی طرح بھی فٹ ہوتی ہے؟ کیا اس کا کوئی موقع محل بنتا ہے؟ میں ترجمہ بھی مرزا بشیرالدین کا ہی پیش کروں گا:

''اے نبی! اللہ کا تقویٰ اختیار کر......اور صرف اس وحی کی پیروی کر جو تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل کی جاتی ہے......اللہ نے نہ تمہاری بیویوں کو جن کو تم (بعض دفعہ) ماں کہہ بیٹھے ہو تمہاری مائیں بنایا ہے اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا ہے' یہ سب تمہاری زبانی باتیں ہیں اور اللہ ہی سچی بات کہتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے' (چاہئے کہ) ان

Marfat.com

(لے پالکوں) کو ان کے باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارو۔ (اب ذرا اس آیت کو دیکھئے:) ہم نے نبیوں سے وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی (وعدہ لیا تھا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے ایک پختہ عہد لیا تھا (اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ نے (اہل کتاب سے) سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی (ایسا) رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا (اور) فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری (طرف سے) ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ (اور) انہوں نے کہا تھا: ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں' فرمایا: اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (ایک گواہ) ہوں''۔

اب آپ خود دیکھ لیں کہ اس آیت کریمہ میں احکامات کے نفاذ کا پختہ عہد ہوسکتا ہے یا کسی آنے والے رسول پر ایمان کا عہد۔ بات ہو رہی ہے لے پالکوں کی کہ انہیں اصل بیٹے نہیں سمجھنا' آئندہ انہیں ان کے اصل باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارنا' اسی سلسلے میں آپ ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ اپنے لے پالک بیٹے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے اس رسم کو توڑیں' وہ عہد یاد رکھیں جو تمام نبیوں سے خدائی احکامات کے نفاذ کے سلسلہ میں لیا گیا تھا اور آپ ﷺ سے بھی۔ یہاں سارا سیاق و سباق' موقع و محل توڑ کر آخر آنے والے رسول پر ایمان لانے کے عہد کو کس طرح اور کیونکر یاد دلایا جا سکتا ہے؟ یہاں تو وحی کی پیروی کرنے کا ہی عہد ہوسکتا ہے اور وہی ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ انہیں خود بھی احساس ہو گیا تھا کہ ''معك'' والی آیت کریمہ

Marfat.com

جس میں حضور اکرم ﷺ سے بھی عہد لیا گیا ہے' اُسے سورۂ آل عمران والی آیت سے ملانے سے یہ لازم آئے گا کہ پھر وہ ثابت کریں کہ جس طرح دوسرے پیغمبران اپنے بعد آنے والے آخری نبی حضور محمد رسول اللہ ﷺ پر خود بھی ایمان لانے کے پابند تھے اور اپنی قوم کو بھی آپ ﷺ پر ایمان لانے کا پابند کرتے رہے تھے' اُسی طرح حضور اکرم ﷺ کا اپنے بعد مرزا صاحب پر ایمان لانا (نعوذ باللہ) اور اپنی قوم کو ایمان لانے کا پابند کرنا ثابت کریں اور ایسا وہ کبھی نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ اب آئیں بائیں شائیں ملاحظہ فرمایئے:

''ظاہر بات ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اپنے ایمان لانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ بذاتِ خود اس زمانے میں موجود ہوں اور نعوذ باللہ پھر کوئی نبی آجائے' اصل میں یہ عہد قوم سے ہے جس کا نبی سردار ہوتا ہے' اس لیے مخاطب ہوتا ہے' یہ وہ عہد ہے جس کی قوم پابندی کرتی ہے''۔

(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 410)

''......اور اس کی قوم پر واجب کیا گیا تھا کہ اس پر ایمان لائے''۔

(مرزا بشیر الدین محمود: تفسیر صغیر صفحہ 545)

ابھی ''منك منك منك'' یعنی حضور اکرم ﷺ سے عہد لینے کی رٹ لگی ہوئی تھی اور اب ''منك'' سے ہی بھاگ گئے اور اب قوم قوم قوم شروع ہو گیا۔

اس موضوع پر اتمامِ حجت کیلئے آخری بات کہنے کی اجازت دیں۔ ''منك'' والی آیت کریمہ یعنی سورۂ احزاب کی آیت:8 میں قرآن کریم نے ''میثاقًا غلیظًا'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ قرآن مجید میں ایک جگہ یہی الفاظ باہمی معاہدہ کے ضمن میں آئے ہیں۔ صرف ایک آیت کریمہ میں یہی الفاظ یعنی ''میثاقًا غلیظًا'' اسی انداز میں آئے ہیں' صرف اسی سے طے کیا جا سکتا ہے کہ ''منك'' والی آیت کا میثاق کون سا تھا۔

Marfat.com

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَاتَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًاO

''اور ہم نے ان سے (پختہ) عہد لیتے ہوئے ان پر طور کو بلند کیا اور ہم نے ان سے کہا کہ اس دروازہ میں پوری فرمانبرداری کرتے ہوئے داخل ہو' اور ہم نے ان سے (یہ بھی) کہا کہ سبت (کے معاملہ) میں زیادتی نہ کرو اور ہم نے ان سے ایک پختہ عہد لیا''۔ (تفسیر صغیر' سورۃ النساء: آیت:155' صفحہ 135)

یعنی وہی اللہ کے احکامات کی پیروی اور فرمانبرداری کا عہد...... سورۂ آل عمران کی آیت کریمہ میں صرف میثاق کا لفظ ہے' ''میثاقًا غلیظًا'' نہیں۔ چنانچہ طے ہوا کہ سورۂ احزاب والا میثاق سورۂ آل عمران والا میثاق نہیں ہے۔

اب آیئے سورۂ آل عمران کی آیت کریمہ:82' اور اس کے میثاق پر غور کرتے ہیں' آیت شریف کا حوالہ پہلے آ چکا ہے' میں صرف ترجمہ عرض کرتا ہوں:

''اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے' پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں' تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا: کیا تم نے اقرار کر لیا اور اُٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی: ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا: تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں''۔

اس آیت مبارکہ میں جس رسول کا ذکر ہے' تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ لیتے ہیں۔ قرآن مجید کے سب سے پہلے مفسر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے لے کر اب تک تمام مفسروں بلکہ مسلمانوں کے تمام

Marfat.com

فرقوں کے تمام مفسروں، محققوں اور عالموں کے مطابق اس آیت کریمہ میں جس رسول کا ذکر ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضرت سیدنا علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی سے یہ پختہ وعدہ لیا تھا کہ اگر اس کی موجودگی میں سرورِ عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوں تو اس نبی پر لازم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا کر آپ کی اُمت میں شمولیت کا شرف حاصل کرے اور ہر طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تائید و نصرت کرے اور تمام انبیاء نے یہ عہد اپنی اپنی اُمتوں سے لیا۔

اسی لیے علامہ محمود آلوسی صاحبِ روح المعانی نے اس آیت سے استنباط کرتے ہوئے لکھا کہ جملہ دیگر تمام انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں صرف ایک واحد رسول کا ذکر ہے، بہت سے رسولوں کا نہیں۔ اس سلسلے میں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب اور مرزا بشیر الدین محمود خود تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں واحد رسول کا ذکر ہے، بہت سے رسولوں کا نہیں۔ (ملاحظہ ہو! تفسیر صغیر صفحہ 90) مرزا طاہر صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہاں واحد رسول کا ذکر ہے۔ (زھق الباطل ترجمہ آل عمران:82، صفحہ 408) یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اس آیت مبارکہ میں رسول سے مراد حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں:

> ''ہاں اس آیت میں ''رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ'' میں تنکیر کو تفخیم شان کے لیے بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور معنی یہ ہوں گے کہ اس میں سب سے بڑے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی ہے، سب اُمتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی مکلف ہیں''۔

(مولانا ابوالعطاء جالندھری قادیانی: القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین، صفحہ 51)

چنانچہ طے ہوا کہ اس آیت مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنے والے کسی

رسول یا نبی کا ذکر نہیں' ایسے کسی امکان کو شامل کرنا سوائے کتمانِ حق اور تلبیس حق کے اور کچھ نہیں۔

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی کے علاوہ غلام احمدی جو بھی آیاتِ قرآنی پیش کرتے ہیں وہ اکثر اوقات ترجمہ میں زمانہ (Tense) کو تبدیل کرنے کی ترکیب (Trick) استعمال کرتے ہیں' وہ بھی صرف اپنے بہرے گونگے پیروکاروں کو سنا سنا کر آپس میں ہی خوش ہوتے رہتے ہیں' انہیں مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کی جرأت شاذ ہی کرتے ہیں۔ ایسی بچگانہ باتیں نہ ہی لائقِ توجہ' نہ ہی لائقِ اعتناء۔ مثلاً سورۂ آل عمران کی ایک آیت مبارکہ :180 ہے:

> مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ O

اس آیت کریمہ کا ترجمہ احمدیوں کے تنخواہ دار ترجمان مولوی صاحب نے جو بلادِ عربیہ میں مبلغ بھی تھے اور رسالہ الفرقان کے مدیر بھی' یوں کیا ہے:

> ''اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں کہ وہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو' بلکہ وہ طیب و خبیث میں امتیاز کرتا رہے گا مگر وہ تم کو (براہِ راست) غیب پر مطلع نہ کرے گا لیکن وہ جس کو چاہے گا اپنے رسولوں کے طور پر منتخب کرے گا' تم اے مسلمانو! اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ' اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہوگا''۔ (مولانا ابوالعطاء جالندھری قادیانی: مدیر ماہنامہ الفرقان و سابق مبلغ بلادِ عربیہ): القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین' مکتبہ الفرقان' ربوہ' طبع سوم 1963ء

Marfat.com

صفحہ 54-54)

اس آیت مبارکہ کے ترجمہ میں مولوی صاحب کا (Future Tense) زمانہ مستقبل نوٹ فرمائیں: ''امتیاز کرتا رہے گا' غیب پر مطلع نہ کرے گا' جسے چاہے گا اپنے رسولوں کے طور پر منتخب کرے گا'' وغیرہ وغیرہ۔

اب اصل آیات کا زمانہ (Tense) کون سا ہے؟ اور ماضی کے صیغے کو مستقبل کے صیغے میں کیسے تبدیل کیا گیا' میں اپنا ترجمہ نہیں مرزا بشیر الدین محمود کا ترجمہ پیش کرتا ہوں:

''(یہ) ممکن (ہی) نہ تھا کہ جس حالت پر تم (لوگ) ہو اللہ اس پر جب تک کہ وہ (اللہ) ناپاک کو پاک سے علیحدہ نہ کر دیتا (تم جیسے) مؤمنوں کو چھوڑ دیتا اور اللہ تمہیں غیب پر ہرگز آگاہ نہیں کر سکتا تھا' ہاں! اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے......الخ''۔

(تفسیر صغیر' سورۃ آل عمران:180' صفحہ 103)

ایک اور آیت کریمہ سورۃ الحج:75 کے ترجمہ میں زمانہ مستقبل (Future Tense) بلکہ استمرار (Future Continuous) ملاحظہ فرمایئے:

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ O

''کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی رسول منتخب کرتا ہے اور کرتا رہے گا کیونکہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے''۔

(مولانا ابوالعطاء جالندھری: القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین' صفحہ 40)

اس آیت کریمہ کا اصل صیغہ Present ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود خود ترجمہ کرتے ہیں:

''اللہ فرشتوں میں سے اپنے رسول منتخب کرتا ہے اور (اسی طرح) انسانوں میں سے (بھی) اللہ بہت (دعائیں) سننے والا (اور حالات کو) بہت دیکھنے

Marfat.com

والا ہے"۔ (تفسیر صغیر، سورۃ الحج: 77، صفحہ 432)

محولہ بالا قرآنی دلائل مرزا غلام احمد صاحب، ان کے صاحبزادگان، مربیانِ سلسلہ اور جماعت احمدیہ کی نسل در نسل کاوشوں کا نچوڑ ہیں، یعنی احمدیوں کی اجتماعی دانش کا نکتہ عروج اور اوجِ کمال ہیں، پھر بھی حق و انصاف پر مبنی ایک ہی محاکمہ ان کا کھرکس نکال دینے کے لیے کافی ہے۔ رہے وہ قرآنی دلائل جنہیں اکیلے مرزا غلام احمد صاحب نے خود پیش کیا تھا، انہیں تو دلائل کہنا ہی دلائل کے لفظ کی توہین ہے۔

مرزا صاحب کے دلائل بھی ملاحظہ فرمائیں اور وہ بھی ان کے دورِ آخر کی ایک کتاب سے، یعنی ان کے دورِ کمال سے:

> "اب میں مختصر طور پر اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے دلائل ایک جگہ اکٹھے کر کے لکھ دیتا ہوں، شاید کسی طالبِ حق کو کام آئیں یا کوئی سینہ حق کے قبول کرنے کے لیے کھل جائے...... (1) پہلی دلیل اس بات پر کہ میں ہی مسیح موعود اور مہدی موعود ہوں، یہ ہے کہ میرا یہ دعویٰ مہدی اور مسیح ہونے کا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے...... "یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا" سے مستنبط ہوتا ہے...... کیونکہ اس پیشین گوئی کے آخیر میں یہ آیت ہے: "ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون" اور اس آیت کے معنی جیسا کہ روافض کی عملی حالت سے کھلے ہیں، یہی ہیں کہ بعض گمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقامِ بلند سے منکر ہو جائیں گے اور اُن کی تکفیر کریں گے۔ پس اس آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ مسیح موعود کی تکفیر ہو گی کیونکہ وہ خلافت کے آخری نقطہ پر ہے جو خلافت کے پہلے نقطہ سے ملا ہوا ہے۔ یہ بات بہت ضروری اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر ایک دائرہ کا عام قاعدہ یہی ہے کہ اس کا آخری نقطہ پہلے نقطہ سے اتصال رکھتا ہے۔ لہٰذا

Marfat.com

اس عام قاعدہ کی موافق خلافِ محمدیہ کے دائرہ میں بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے یعنی یہ لازم امر ہے کہ آخری نقطہ اس دائرہ کا جس سے مراد مسیح موعود ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا خاتم ہے وہ اس دائرہ کے پہلے نقطہ سے جو خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نقطہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ ﷺ کے دائرہ کا پہلا نقطہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے وہ اس دائرہ کے انتہائی نقطہ سے جو مسیح موعود ہے اتصال تام رکھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ آخر نقطہ ہر ایک دائرہ کا اس کے پہلے نقطہ سے جا ملتا ہے۔ اب جبکہ اوّل اور آخر کے دونوں نقطوں کا اتصال ماننا پڑا تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو قرآنی پیشگوئیاں خلافت کے پہلے نقطہ کے حق میں ہیں یعنی حضرت ابوبکر کے حق میں وہی خلافت کے آخری نقطہ کے حق میں بھی ہیں یعنی مسیح موعود کے حق میں اور یہی ثابت کرنا تھا"۔ (مرزا غلام احمد: تحفۂ گولڑویہ صفحہ 91-98-99)

لیجئے صاحب! ثابت کرنے چلے تھے قرآن مجید سے اپنی مسیحیت موعودہ اور نقطہ پر نقطہ دیکھیں۔ ایک اور جگہ سورۂ فاتحہ سے "قرآنی دلیل پیش کرتے ہیں:

"اس جگہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ سورۂ فاتحہ میں جو آیا ہے کہ "غیر المغضوب علیھم ولا الضّآلین" وہ اس معرکہ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہود نے خدا کے پاک اور مقدس نبی کو عمداً محض شرارت سے لعنتی ٹھہرا کر خدا تعالیٰ کا غضب اپنے پر نازل کیا اور مغضوب علیہم ٹھہرے...... پس بلاشبہ اس سورۃ میں مخفی طور پر میرا ذکر ہے اور ایک لطیف پیرایہ میں میری نسبت یہ ایک پیش گوئی ہے اور دعا کے رنگ میں مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ ایسا زمانہ تم پر بھی آئے گا اور تم بھی حیلہ جوئی سے مسیح موعود کو لعنتی ٹھہراؤ گے۔ کیونکہ یہ بھی حدیث ہے کہ اگر یہودی سوسمار کے سوراخ میں داخل ہوئے

Marfat.com

ہیں تو مسلمان بھی داخل ہوں گے۔ یہ عجیب خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ قرآن شریف کی پہلی سورۃ میں ہی جس کو پنج وقت مسلمان پڑھتے ہیں' میرے آنے کی پیش گوئی کر دی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلك"۔

(تحفۂ گولڑویہ صفحہ 24)

لیجئے! سورۂ فاتحہ ہی بطور پیش گوئی پیش کر دی گئی ہے۔ اب پیش گوئی خود ڈھونڈیئے اور سر دھنئے۔ کچھ سمجھ آئی! نہیں آئی تو ایک لطیفہ سنئے' لیکن چھوڑیئے! ''مسیح موعود'' صاحب کے قرآنی دلائل مزید دیکھئے:

''اس ابتلاء کی خبر قرآن شریف میں پہلے سے دی گئی تھی اور وہ خبر یہ ہے کہ ''وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصّٰلحت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکّننّ لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدّلنّھم من بعد خوفھم امناء یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ط ومن کفر بعد ذلك فاولئك ھم الفاسقون'' یعنے خدا نے مؤمنوں کو جو نیکوکار ہیں' وعدہ دے رکھا ہے جو ان کو خلیفے بنائے گا انہی خلیفوں کی مانند جو پہلے بنائے تھے اور اسی سلسلۂ خلافت کی مانند سلسلہ قائم کرے گا جو حضرت موسیٰ کے بعد قائم کیا تھا اور ان کے دین کو یعنی اسلام کو جس پر وہ راضی ہوا' زمین پر جمادے گا اور اس کی جڑھ لگادے گا اور خوف کی حالت کو امن کی حالت کے ساتھ بدل دے گا' وہ میری پرستش کریں گے' کوئی دوسرا میرے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ دیکھو! اس آیت میں صاف طور پر فرمادیا ہے کہ خوف کا زمانہ بھی آئے گا اور امن جاتا رہے گا مگر خدا اس خوف کے زمانہ کو پھر امن کے ساتھ بدل دے گا' سو یہی خوف یشوع بن نون کو بھی پیش آیا تھا اور جیسا کہ اس کو خدا کے کلام سے تسلی دی گئی' ایسا

ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی خدا کے کلام سے تسلی دی گئی۔ اور چونکہ ہر ایک سلسلہ میں خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ اس کا کمال تب ظاہر ہوتا ہے کہ جب آخر حصہ سلسلہ کا پہلے حصے سے مشابہ ہو جائے۔ اس لیے ضروری ہوا کہ موسوی اور محمدی ﷺ سلسلہ کا پہلا خلیفہ موسوی اور محمدی ﷺ سلسلہ کے آخری خلیفہ سے مشابہ ہو"۔ (یعنی مجھ مرزا غلام احمد سے) کیونکہ کمال ہر ایک چیز کا استدارت کو چاہتا ہے...... استدارت کے لفظ سے میری مراد یہ ہے کہ جب ایک دائرہ پورے طور پر کامل ہو جاتا ہے تو جس نقطہ سے شروع ہوا تھا' اسی نقطہ سے جا ملتا ہے اور جب تک اس نقطہ کو نہ ملے تب تک اس کو دائرہ کاملہ نہیں کہہ سکتے۔ پس آخری نقطہ کا پہلے نقطہ سے جا ملنا وہی امر ہے جس کو دوسرے لفظوں میں مشابہت تامہ کہا کرتے ہیں۔ پس جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یشوع ابن نون سے مشابہت تھی یہاں تک کہ نام میں بھی تشابہ تھا' ایسا ہی حضرت ابوبکر اور مسیح موعود کو بعض واقعات کے رُو سے بشدت مشابہت ہے اور وہ یہ کہ ابوبکر کو خدا نے سخت فتنہ اور بغاوت اور مفتریوں اور مفسدوں کے عہد میں خلافت کے لیے مقرر کیا تھا' ایسا ہی مسیح موعود اس وقت ظاہر ہوا کہ جبکہ تمام علاماتِ صغریٰ کا طوفان ظہور میں آ چکا تھا اور کچھ کبریٰ میں سے بھی...... یہی وجہ ہے کہ تمام بسائط گول شکل پر پیدا کیے گئے ہیں' تا خدا کے ہاتھ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ناقص نہ ہوں۔ اسی بناء پر ماننا پڑتا ہے کہ زمین کی شکل بھی گول ہے' کیونکہ دوسری تمام شکلیں کمالِ تام کے مخالف ہیں۔ اور جو چیز خدا کے ہاتھ سے بلاواسطہ نکلی ہے' اس میں مناسب حال مخلوقیت کے کمال ضرور چاہئیں' تا اس کا نقص خالق کے نقص کی طرف عائد نہ ہو اور نیز اس لئے بسائط کا گول

Marfat.com

رکھنا خدا تعالیٰ نے پسند کیا کہ گول میں کوئی جہت نہیں ہوتی۔ اور یہ امر توحید کے بہت مناسب حال ہے۔ غرض صنعت کا کمال مدوّر شکل سے ہی ظاہر ہوتا ہے' کیونکہ اس میں انتہائی نقطہ اس قدر اپنے کمال کو دکھلاتا ہے کہ پھر اپنے مبداء کو جاتا ہے۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 97-98-99)

پہلے آپ نے نقطے پر نقطے ملاحظہ فرمائے تھے' اب دائرے پر دائرے ملاحظہ فرمایئے! کوشش کیجئے کہ مرزا صاحب کی قرآنی دلیلیں آپ کی سمجھ میں آ جائیں اور آپ کو متاثر کر سکیں۔ پہلے دعویٰ حضور اکرم ﷺ کی دوسری بعثت اپنی شکل میں آنے کا تھا۔ اب فرماتے ہیں: ''میں حضرت ابوبکر صدیق کے مثل ہوں'' انہیں خود معلوم نہیں کہ وہ کس کے ''مثل'' ہیں۔

''اور زمین کا نشان وہ ہے جس کی طرف یہ آیت کریمہ قرآن شریف کی' یعنی ''واذا العشار عطلت'' اشارہ کرتی ہے' جس کی تصدیق میں مسلم میں یہ حدیث موجود ہے: ''ویترك القلاص فلا یسعٰی علیها خسوف'' کسوف کا نشان تو کئی سال ہوئے جو دو مرتبہ ظہور میں آ گیا اور اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلادِ اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آ رہا ہے' لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل طیار ہونے سے پوری ہو جائے گی...... بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا میں سے اُٹھ جائے گی اور یہ پیش گوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 102-103)

اب تک پاکستان کے تمام ریگستانی اور صحرائی علاقوں' سارے بلوچستان میں' سندھ کے تھر میں اونٹوں کی سواری جاری ہے۔ اکیسویں صدی اور تیسری ہزاری میں خشک سالی

Marfat.com

کی وجہ سے پوری دنیا کے تمام ٹیلی ویژنوں پر سب نے اونٹوں کی سواری ملاحظہ کر لی ہے۔ اور مرزا صاحب سوا صدی پہلے اونٹ کی سواری بطورِ مسیح موعود ختم کرا چکے ہیں۔ خیر ہمیں اس سے غرض ہے نہ بحث کہ اونٹ کی سواری سے مرزا صاحب کی مسیحیت موعودہ پر کیا اثرات مترتب ہوں گے۔ لیکن ہم تو حیران ہیں مرزا صاحب کے ''قرآنی دلائل'' پر۔ انہوں نے بات ہی یہاں سے شروع کی تھی کہ ''میں ہی مسیح موعود اور مہدی موعود ہوں...... میرا یہ دعویٰ مہدی اور مسیح ہونے کا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 91) اور اب بات کہاں سے کہاں پہنچا رہے ہیں تا کہ کسی کو ''قرآنی دلائل'' کا ڈھونڈنا بھی یاد نہ رہے۔

''اور چونکہ چاند چودھویں رات میں اپنے نور میں کمال تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ سو مسیح موعود کو چودھویں صدی کے سر پر پیدا کرنا' اس طرف اشارہ تھا کہ اس وقت میں اسلامی معارف اور برکات کمال تک پہنچ جائیں گی جیسا کہ آیت ''لیظهره علی الدین کله'' میں اسی کمالِ تام کی طرف اشارہ ہے...... پس ایسا ہی میں بھی رومی سلطنت اور قیصر ہند کے ایامِ دولت میں مبعوث کیا گیا ہوں اور عیسائی (انگریز) سلطنت کو میں نے اس لیے رومی سلطنت کے نام سے یاد کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس عیسائی سلطنت کا نام جو مسیح موعود کے وقت میں ہوگی' روم ہی رکھا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ظاہر ہے''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 116)

یہاں مرزا صاحب اعتراف فرما رہے ہیں کہ وہ حدیث شریف میں اپنی طرف سے تصرف کر رہے ہیں اور انگریزوں کو رومن قرار دے رہے ہیں۔ بہرحال مرزا صاحب کے ''قرآنی دلائل'' کی تلاش جاری رکھیے۔

''جیسا کہ سورۂ تبت کی پہلی آیت یعنی ''تبت یدا ابی لهب وتب'' اس

Marfat.com

موذی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو مظہر جمال احمدی یعنی احمد مہدی (مرزا غلام احمد) کا مکفر اور مکذب اور مُہین ہوگا......اور یہ دلیل اس بات پر ہے کہ قرآن شریف نے بھی اسی سورۃ میں ابولہب کے ذکر میں علاوہ دشمن رسول اللہ ﷺ کے مسیح موعود کے دشمن کو بھی مراد لیا ہے۔ اور یہ تفسیر اس الہام کے ذریعہ سے کھلی ہے جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں درج ہو کر کروڑہا انسانوں یعنی عیسائیوں اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں شائع ہو چکا تھا''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 120-122)

لیجئے! ''قرآنی دلیل'' ڈھونڈ لی گئی اور وہ یہ ہے کہ ''مجھے اس آیت کے بارے میں الہام ہوا ہے کہ یہ میرے بارے میں ہے''۔ انا للہ!

''(میرا) ابتدائی ذکر جو سورۂ فاتحہ میں ہے وہ تو تم بار بار سن چکے ہو اور انتہائی ذکر یعنی جو قرآن شریف کے آخر میں اس فتنۂ عظیمہ کا ذکر ہے' اس کی ہم کچھ اور تفصیل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ سورتیں یہ ہیں: (1-سورۃ) ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوًا احد'' (2-سورۃ) ''قل اعوذ......'' (3-سورۃ) ''قل اعوذ برب الناس''......(ترجمہ:) تم اے مسلمانو! نصاریٰ سے کہو کہ وہ اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے' نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے اور تم جو نصاریٰ کا فتنہ دیکھو گے اور مسیح موعود کے دشمنوں کا نشانہ بنو گے' یوں دعا مانگا کرو کہ......میں اُس اندھیری رات کے شر سے جو عیسائیت کے فتنہ اور انکارِ مسیح موعود کے فتنہ کی رات ہے' خدا کی پناہ مانگتا ہوں''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 126)

دھوکہ دینے کیلئے مرزا صاحب نے قرآنی آیات کے ترجمہ میں ہی اپنی طرف سے

Marfat.com

نصاریٰ نصاریٰ کا فتنہ مسیح موعود عیسائیت کے فتنہ اور انکارِ مسیح موعود کے الفاظ شامل کر دیئے ہیں اور اتنی اخلاقی جرأت بھی نہیں ہے کہ قاری کو بتا دیں کہ یہ الفاظ ان کی اپنی طرف سے ہیں' قرآن میں نہیں۔

''اس وقت حسب منطوق آیت: ''و آخرین منھم لما یلحقوا بھم ''اور نیز حسب منطوق آیت ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعًا'' آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی......اور چونکہ آنحضرت ﷺ کا حسب آیت ''و آخرین منھم '' دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا' اس لیے آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص (مرزا غلام احمد) کو اپنے لیے منتخب کیا جو خُلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا' تا کہ یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت ﷺ کا ظہور تھا...... چونکہ آنحضرت ﷺ کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیلِ اشاعت ہدایت ہے' آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا' اس لئے قرآن شریف کی آیت ''و آخرین منھم لما یلحقوا بھم ''میں آنحضرت ﷺ کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی ضرورت اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرضِ منصبی آنحضرت ﷺ کا' یعنی تکمیل اشاعت ہدایتِ دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہئے تھا' اس وقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا۔ سو اس فرض کو آنحضرت ﷺ نے اپنی آمد ثانی سے (میری یعنی مرزا غلام احمد کی شکل میں) جو بروزی رنگ میں تھی' ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے لیے وسائل پیدا ہو گئے تھے''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 164-165)

Marfat.com

''آیت ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون'' صاف بتلا رہی ہے کہ جب ایک قوم پیدا ہوگی کہ اس ذکر کو دنیا سے مٹانا چاہے گی تو اس وقت خدا آسمان سے اپنے کسی فرستادہ کے ذریعہ سے اس کی حفاظت کرے گا (یعنی میرے مرزا غلام احمد کے ذریعہ سے)''۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ 169)

''قرآن شریف میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ اس نے سورۂ فاتحہ کو ''الضالین'' پر ختم کیا اور قرآن کو ''خناس'' پر تا کہ دانشمند انسان سمجھ سکے کہ حقیقت اور روحانیت میں یہ دونوں نام ایک ہی ہیں''۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ 175)

اب آپ ہکا بکا سوچتے رہیے کہ قرآن مجید ''خناس'' پر ختم ہوا ہے یا ''والناس'' پر۔

''اور قرآن شریف کی وہ آیت جس میں یہ پیشگوئی ہے' یہ ہے: ''تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا'' اور آیت چونکہ ذوالوجہین ہے' اس لیے دوسرے معنی اس کے یہ بھی ہیں کہ قیامت کبریٰ کے قریب عیسائیت کا زمین پر بہت غلبہ ہو جائے گا' جیسا کہ آج کل ظاہر ہو رہا ہے اور اس آیت کریمہ کا منشاء یہ ہے کہ اگر اس فتنہ کے وقت خدا تعالیٰ اپنے مسیح کو بھیج کر اصلاح اس فتنہ کی نہ کرے تو فی الفور قیامت آ جائے گی اور آسمان پھٹ جائیں گے مگر چونکہ باوجود اس قدر عیسائیت کے غلو کے اور اس قدر تکذیب کے جواب تک کروڑہا کتابیں اور رسالے اور دو ورقہ کاغذات ملک میں شائع ہو چکے ہیں' قیامت نہیں آئی تو یہ دلیل اس بات پر ہے کہ خدا نے اپنے بندوں پر رحم کر کے اپنے مسیح (یعنی مجھ مرزا غلام احمد) کو بھیج دیا ہے''۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ 186)

لیجیے! مرزا صاحب کہہ رہے ہیں کہ یعنی اللہ تعالیٰ نے ڈر کر (نعوذ باللہ) مسیح (یعنی

مرزا صاحب) کو دنیا میں بھیج دیا ہے کہ کہیں قیامت ہی نہ آ جائے۔ انا للہ!

آپ کو یاد ہوگا مرزا صاحب نے اپنی بات کا آغاز اس طرح کیا تھا:

''اب میں مختصر طور پر اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے دلائل ایک جگہ اکٹھے لکھ دیتا ہوں...... پہلی دلیل اس بات پر کہ میں ہی مسیح موعود اور مہدی موعود ہوں' یہ ہے کہ میرا یہ دعویٰ مہدی اور مسیح ہونے کا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے......''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 91)

اور مرزا صاحب کے سارے ''قرآنی دلائل'' آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہم اس پر زیادہ بات نہیں کریں گے' ان ہی کے بقول ''ان...... کے اکثر بیانات صرف غیر معقول ہی نہیں بلکہ اس میں اس قدر تناقض ہے اور اس قدر بعض بیانات بعض سے متناقض پائے جاتے ہیں کہ ایک عقلمند کے لیے بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ اس حصہ کو جو غیر معقول اور قریب قیاس باتوں سے متضاد ہے' پایۂ اعتبار سے ساقط کرے''۔ (ست بچن صفحہ 25) اور بقول منشی احمد حسین غلمدی فرید آبادی قادیانی: ''جب میں نے اس شخص کا مضمون پڑھا تو ہنس کر ٹال دیا کہ ایسے مراقی اور کمزور طبع آدمی کی بے ربط اور بے سروپا باتوں کا کیا نوٹس لیا جائے''۔ (اخبارِ بدر' 6 دسمبر 1906ء' صفحہ 4)

ہم بھی مرزا صاحب کی باتوں کو ہنس کر ٹال لیتے ہیں کیونکہ یہ دلائل ہیں ہی نہیں اور نہ مرزا صاحب کے صاحبزادگان انہیں بطور دلائل اُمت مسلمہ کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ان کا نوٹس لیا جائے۔

مرزا صاحب کی تمام تحریریں ایسی ہی ہیں۔ ربط و تسلسل کا تو ذکر ہی کیا' ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی تحریروں میں منطق و دلیل کے بنیادی اصول چھو کر بھی نہیں گزرے ہیں۔

منطق و دلیل (Logic) کا ایک بنیادی اصول ہوتا ہے' اصولِ عینیت (Law

of Identity) سادہ ترین الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ بحث کے آغاز سے پہلے وہ بنیادی باتیں جن پر دونوں فریقوں کا اتفاق ہوتا ہے' اصولِ عینیت کہلاتی ہیں۔ یہ اصولِ عینیت نہ ہوتو بحث آگے بڑھ سکتی ہی نہیں۔ مثلاً جب دو آدمی بحث کا آغاز کرتے ہیں تو یہ طے ہے کہ دونوں انسان ہیں' یہ اصولِ عینیت ہے۔ بحث کے کسی مرحلے پر بھی اس حقیقت سے کوئی فریق بھی انکار نہیں کرے گا۔ اس طرح مثلاً جب ہم پاکستان میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں تو یہ طے ہے کہ اس وقت یہاں دن ہے یا رات ہے۔ یہاں دن میں بات کر رہے ہیں تو دونوں فریق دن تسلیم کر کے بات آگے بڑھائیں گے۔ یہی اصولِ عینیت (Law of Identity) ہے۔ ورنہ بحث کے کسی بھی مرحلہ پر اگر ایک فریق یہ کہے کہ اب رات ہے کیونکہ امریکہ میں اس وقت رات ہے تو ساری بحث ہی ڈھے جائے گی۔ اس لیے بحث سے پہلے موجود بدیہی حقائق اصولِ عینیت کہلاتے ہیں۔ چنانچہ بات سے پہلے طے شدہ ہوتا ہے کہ مشرق و مغرب سے کیا مراد ہے' ورنہ ہمارے لیے مشرق میں جاپان اور مغرب میں امریکہ' لیکن ایک جاپانی کے لیے مشرق سے مراد امریکہ بھی ہوسکتا ہے۔ بحث کو صحیح خطوط پر چلانے کیلئے جب ہم یہاں پاکستان میں بیٹھ کر بات کا آغاز کریں گے تو مشرق سے مراد وہی ہے جو ہم سب یہاں تسلیم کرتے ہیں۔ اس اصولِ عینیت کو بحث کے کسی بھی موڑ پر جھٹلایا نہیں جا سکتا' اسے جھٹلانا دھوکے بازی تسلیم کی جاتی ہے' لیکن افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب منطق و فلسفہ کے اس بنیادی اصولِ عینیت کو ہی تبدیل کرنے کے ماہر ہیں۔ منطقی دھوکے کی ایک قسم وہ ہوتی ہے جس میں یا تو اس اصولِ عینیت کو طے ہی نہیں ہونے دیا جاتا یا پھر اسے اس طرح گڈمڈ کر دیا جاتا ہے کہ بحث کی کسی بھی اگلی سٹیج پر اسے اپنی مرضی سے خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح مباحثاتی دھوکے سے اپنا نکتۂ نظر آگے بڑھایا جاتا ہے۔ یہی بات تلبیس' کتمانِ حق' کج بحثی اور خلط مبحث کہلاتی ہے۔ مرزا صاحب

کے تمام بلکہ سارے قرآنی دلائل آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ وہ کس طرح ایک بات شروع کرتے ہیں' پھر اسے کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں۔ اصل بات کا ایسا ملغوبہ بناتے ہیں کہ قاری بے چارہ کو اپنی پڑ جاتی ہے' وہ قرآنی دلیل مانگنے سے ہی باز آ جاتا ہے یا بھول بھال جاتا ہے۔ سچے متلاشی حق قادیانیوں کے لیے ایک مثال سے اپنی بات سمجھاتا ہوں کہ وہ کس طرح پھندے میں آئے ہیں: مثلاً اگر بات یہ ہو رہی ہے کہ ''ہمارے ملک میں آبپاشی رہٹ کے ذریعے ہو رہی ہے یا نہیں'' تو مرزا غلام احمد صاحب کہیں گے: رہٹ دراصل ر'ہ اور ٹ ہے۔ ر سے روٹی' ہ سے مراد ہل اور ٹ سے مراد ٹوپی ہے' ٹوپی یعنی اقتدار' ہل چلتا ہے' روٹی ملتی ہے تو پھر روٹی کے پیٹ میں پڑتے ہی اقتدار کے حصول کی خواہش انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ اقتدار کی خواہش انسان کی جبلت میں ہے' قرآن مجید کی فلاں فلاں آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ فلاں فلاں احادیث دیکھیں' یہ اقتدار کی بے لگام خواہش ہی سب بُرائیوں کی جڑ ہے۔ اب اصل موضوع تو گیا بھاڑ میں' بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ اور اسی اقتدار اور روٹی کو لے کر مرزا صاحب زمین و آسمان کے قلابے ملاتے چلے جائیں گے اور عام سادہ لوح قاری کو اپنے ساتھ ساتھ اُلجھائے پھراتے چلے جائیں گے چونکہ اقتدار اور روٹی کی بات ہے' بھی سچ اور عام فہم' اس لیے عام سادہ لوح قاری مرزا صاحب کی اس خلط مبحث کو شاید محسوس بھی نہ کر سکے۔ مرزا صاحب اصل میں اب اصولِ عینیت ہی تبدیل کر کے قاری کو گھیر گھار کر اپنے میدان میں لا چکے ہیں۔ اب وہ جس طرح چاہیں موضوع سے سلوک کریں اور جہاں چاہیں اُسے اپنے ساتھ لے جائیں۔

ایک اور مثال دیکھیے: موضوع ہے کہ ''پاکستان میں جہالت کو صحیح انداز میں دور کیا جا رہا ہے یا نہیں''۔ یہ موضوع مرزا صاحب کے ہتھے چڑھے تو وہ کہیں گے: جہالت؟ ج سے مراد جذام یعنی کوڑھ' ہ سے مراد ہم اور آگے الف آیا' یہ الف دراصل اللہ کیلئے آیا

Marfat.com

ہے' لت دراصل لات ہے جو عربوں کی دیوی ہوا کرتی تھی۔ زمانۂ جہالت میں عرب لات کو پوجا کرتے تھے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب بھی ہم لات کی ہی پوجا کر رہے ہیں' بس انداز ذرا مختلف ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر کوڑھ نازل فرما دی ہے۔ کوڑھ چونکہ پورے جسم پر اثر انداز ہوتی ہے' اس لیے پوری قوم کی ساری بُرائیاں کوڑھ ہیں' پس بلاشبہ اس میں مخفی طور پر میرا ذکر ہے اور ایک لطیف پیرائے میں میری نسبت یہ ایک پیش گوئی ہے اور دعا کے رنگ میں ہے کہ اے اللہ! اس کوڑھ سے ہم سب کو بچا' وغیرہ وغیرہ۔ اس ملک کی آبادی جس میں ناخواندگی اور نیم خواندگی کا تناسب مرزا صاحب کے دور میں جب ننانوے اعشاریہ نو فیصد تھا' اس کا ایک حصہ یہ محسوس کیے بغیر کہ بات کیا تھی؟ ممکنات میں سے تھا کہ کوڑھ اور جذام اور لات و منات' قسم قرآن' خدا تعالیٰ اور گڑگڑاتی دعاؤں کے ذکر سے متاثر ہو جائے۔ مرزا صاحب کی تمام کتابوں میں اسی طرح تلبیس اور خلط مبحث سے کام لیا گیا ہے۔ مرزا صاحب پہلے کسی آیت کریمہ کا حوالہ دے کر اعتبار قائم کرتے ہیں' پھر اسے کسی اسرائیلی روایت سے ملا دیتے ہیں' پھر اس میں اپنا الہام شامل کرتے ہیں۔ پھر اسے کسی نواب کی کتاب سے ملاتے ہیں۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 43) پھر اس کیلئے ایک گواہ کوٹھہ والے سے تصدیق دلاتے ہیں۔ (صفحہ 55) پھر اس میں تالمود کی آمیزش کرتے ہیں' پھر اس میں یہودی ربیوں کی روایات ڈال کر لسی کی طرح بلوتے ہیں' آخر میں ذاتی تلچھٹ میں سے اپنے مطلب کا مواد نکال کر قاری کے سامنے پیش کر دیتے ہیں' جو بے چارہ ہکا بکا کچھ سمجھتے کچھ نہ سمجھتے ہوئے بے بس کھڑا ہوتا ہے۔ مرزا صاحب اپنے انداز سے جب چاہیں جہنم کو جنت اور جنت کو جہنم ثابت کر سکتے ہیں کہ دیکھو! جنت میں دوامی زندگی ہے' پانی ہے اور خوراک ہے۔ قرآن سے ثابت ہے کہ جہنم میں بھی زندگی ہے' پانی ہے اور خوراک ہے۔ چنانچہ جنت برابر ہے جہنم اور جہنم برابر ہے جنت اور اس میں مخفی طور پر میرا ذکر ہے۔ میں زیادہ مثالیں نہیں دوں

Marfat.com

گا۔ دیگ کے صرف چند دانے ملاحظہ فرمائیں۔ جب انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو پوری اُمت کیلئے سوال اُٹھا کہ مرزا صاحب نبی ہیں یا نہیں؟ اس سلسلہ میں اپنی سچائی ثابت کرنے کیلئے انہوں نے گولڑہ شریف کے پیر مہر علی شاہ صاحب سے مباہلہ طے کیا۔ آگے مرزا صاحب کے ہی الفاظ میں صورتِ حال دیکھئے:

''اب آخری فیصلہ یہ ہے کہ وہ سنت قدیمہ اکابر اسلام کے رُو سے اس طرح پر ایک مباہلہ کی صورت پر مجھ سے مقابلہ کرلیں کہ قرآن شریف کی چالیس آیتیں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے نکال کر اور یہ دعا کر کے کہ جو شخص حق پر ہے اس کو اس مقابلہ میں فوری عزت حاصل ہو اور جو ناحق پر ہے اس کو فوری خذلان نصیب ہو اور پھر آمین کہہ کر دونوں فریق یعنی میں اور پیر مہر علی شاہ صاحب زبان عربی فصیح اور بلیغ میں ان چالیس آیات کی تفسیر لکھیں جو بیس ورق سے کم نہ ہو اور جو شخص ہم دونوں میں سے فصاحت زبان عربی اور معارف قرآنی کے رُو سے غالب رہے' وہی حق پر سمجھا جائے''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 1-2)

یعنی مباہلہ تو رہ گیا ایک طرف' اس کے بجائے پیر مہر علی شاہ صاحب سے فرمارہے ہیں کہ آؤ! قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا مقابلہ کرتے ہیں۔ تفسیر تم بھی لکھو' میں بھی لکھتا ہوں۔ مباہلہ اور وجۂ مباہلہ سب کچھ خلط ملط' اب تو مقابلہ علمی ہو گیا۔ اب جو بھی بڑا عالم ہوگا' وہی سچا ہوگا اور جو بھی چھوٹا عالم ہوگا وہ جھوٹا ہوگا' جو زیادہ لکھے گا وہ حق' جو کم لکھے گا وہ باطل ہوگا' سچ اور جھوٹ کا معیار ملاحظہ فرمائیں' یعنی کیا دنیا میں ہر زیادہ علم رکھنے والا سچا ہوتا ہے؟ اور کیا ہر کم علم رکھنے والا جھوٹا ہوتا ہے؟ کیا یہ کوئی معیارِ حق کبھی رہا ہے؟ یا کبھی ہو سکتا ہے؟ یا کبھی اس طرح علم کی کمی اور زیادتی کا تعین ممکن ہے؟ مرزا صاحب سے پوچھئے! کون طے کرے گا کہ عمدہ تفسیر کس کی ہے اور کس نے تفسیر میں رطب و یابس

Marfat.com

ملا ملا کر اُسے لمبا کیا ہے؟ کون کس قدر موضوع سے بھٹکا ہے؟ کون کس قدر جامع ہے؟ کس نے حق لکھا ہے اور کس نے ناحق؟ چلیے! اگر یہ طے ہو بھی گیا تو کیا مرزا صاحب سے بھی کوئی لمبی تفسیر لکھنے والا آ گیا تو کیا وہ نبی ہو گا؟ کیا نبوت کا معیار تفسیر کی لمبائی چوڑائی ہے؟ کیا نبوت کا معیار عربی دانی ہے؟ پھر تو سارے عربی انشا پرداز مرزا صاحب سے بڑے نبی ہوئے۔ نعوذ باللہ!

کیا تفسیری نبوت ہے کہ مرزا صاحب کو خود پتہ نہیں کہ اس کا اصل مقصد اور معنی کیا ہے؟ میں دنیوی باتوں کے علم کی بات نہیں کر رہا۔ خالص دینی علم کی بات کر رہا ہوں۔ مرزا صاحب کا دعویٰ ملاحظہ فرمائیں کہ وہ وہی مسیح موعود اور نبی ہیں جن کی عظمت' جلالت' بزرگی' علم کے بارے میں سینکڑوں احادیث موجود ہیں اور اُس جلیل القدر ''نبی'' کی حالت یہ ہے کہ اُسے خود پتہ نہیں کہ:

''کیا تعجب ہے کہ سید احمد بریلوی اس مسیح موعود (یعنی میرے مرزا غلام احمد) کے لیے الیاس کے رنگ میں آیا ہو''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 196)

یعنی نبوت کا دعویٰ دیکھیں اور ''علم'' دیکھیں کہ پکا پتہ نہیں' شاید ہاں شاید ناں۔ شاید سید احمد بریلوی ہی میرے لیے بطور الیاس آیا ہو' شاید وہ نہ ہو۔

''تیسری قسم مخلوق کی جو مسیح موعود کی نشانی ہے' دابۃ الارض کا خروج ہے اور دابۃ الارض سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی زبانوں پر خدا ہے اور دل بھی عقلی طور پر اس کے ماننے سے خوش ہوتے ہیں' لیکن آسمان کی روح ان کے اندر نہیں''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 179-180)

یہاں مرزا صاحب نے دابۃ الارض سے مراد ''لوگ'' لیے ہیں' لیکن بیٹا کیا کہتا ہے' ذرا دیکھیے!

مرزا بشیر الدین محمود سورۂ نمل کی آیت:84 کا ترجمہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اور جب ان کی تباہی کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی تو ہم ان کیلئے زمین سے ایک کیڑا نکالیں گے جو ان کو کاٹے گا' اس وجہ سے کہ لوگ ہمارے نشانات پر یقین نہیں رکھتے تھے''۔

فٹ نوٹ میں تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دَآبَّۃً'' سے مراد طاعون کا کیڑا ہے جس کے آخری زمانہ میں ظاہر ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ کیڑا جس کے جسم کو کاٹ کر اندر داخل ہو جاتا ہے' وہ ہلاک ہو جاتا ہے''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 494)

ایک طرف ''نبی'' صاحب ہیں جو دابۃ الارض کو انسان سمجھ رہے ہیں' دوسری طرف صاحبزادے ہیں جو دابۃ الارض کو طاعون کے کیڑے قرار دے رہے ہیں۔ ''نبی صاحب'' کا علم دیکھیں جسے بیٹا بھی ردّ کر رہا ہے۔

''اور ممکن ہے کہ سات ہزار سال کے بعد کوئی قیامت صغریٰ ہو' جس سے دنیا کی ایک بڑی تبدیلی مراد ہو نہ کہ قیامت کبریٰ''۔

(مرزا غلام احمد: تحفۂ گولڑویہ صفحہ 155)

''نبی صاحب'' دیکھیں اور ''علم'' دیکھیں۔ ممکن ہے کہ قیامت صغریٰ ہو' ممکن ہے قیامت کبریٰ ہو' ممکن ہے دونوں ہی نہ ہوں۔

''یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے یہ چھٹا ہزار جاتا ہے اور ایسا ہی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آدم سے لے کر اخیر دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 149)

''نبی صاحب'' فرما رہے ہیں کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے' ان میں سے چھ ہزار سال گزر چکے' باقی صرف ایک ہزار سال ہیں' اس کے بعد قیامت آ جائے گی۔ اب دیکھئے! بیٹا کیا کہتا ہے:

Marfat.com

سورۃ المعارج آیت:5 کی تفسیر کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''بعض حساب دان جنہوں نے حساب کے ذریعہ سے دنیا کی عمر کا اندازہ لگایا ہے' انہوں نے قریباً پچاس ہزار سال ہی دنیا کی ساری عمر قرار دی ہے' پس اگر ان کا قیاس صحیح ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس آیت میں دنیا کی ساری عمر کی طرف اشارہ ہے''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 771)

''جلیل القدر نبی صاحب'' کا ''علم'' دیکھئے اور بیٹے کی اس پر بداعتمادی دیکھئے کہ اسے قبول کرنے کے بجائے حساب دانوں پر زیادہ اعتماد ہے۔ تھوڑے سے اور سائنسی علوم بڑھنے دیجئے' پھر پوتے اور پڑپوتے ان پچاس ہزار سالوں کو اور کتنا آگے تک بڑھاتے ہیں' انتظار کیجئے۔

''اس وقت خدا تعالیٰ نے اس طوفان سے اعجازی طور پر یشوع بن نون اور اس کے لشکر کو بچالیا اور یردن میں خشکی پیدا کر دی جس سے وہ بآسانی گزر گیا وہ خشکی بطور جوار بھاٹا تھی یا محض ایک فوق العادت اعجاز تھا' بہرحال اس طرح خدا نے ان کو طوفان اور دشمن کے صدمہ سے بچایا''۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 95)

''نبی صاحب'' کا ''علم'' ملاحظہ فرمائیں! ''وہ خشکی بطور جوار بھاٹا تھی یا محض ایک فوق العادت اعجاز تھا'' کوئی پتہ نہیں بس تکا ہے۔

''اور اس الہام میں خدا تعالیٰ نے استفتاء لکھنے والے کا نام فرعون رکھا اور فتویٰ دینے والے کا نام جس نے اوّل فتویٰ دیا: ہامان۔ پس تعجب نہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ ہامان اپنے کفر پر مرے گا''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 28)

یعنی ''نبی صاحب'' کو اپنے ''الہام'' کا ہی صحیح علم نہیں' صرف تعجب ہے' پتہ نہیں یہ

Marfat.com

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ماہان اپنے کفر پر مرے گا بھی یا نہیں۔

''اور بدھ مذہب کی نسبت مجھے مفصل معلوم نہیں' مگر کہتے ہیں کہ وہ بھی ایک کامل بدھ کے اس زمانہ میں منتظر ہیں (وہ بھی شاید میں ہی ہوں)''۔

(تحفۂ گولڑویہ صفحہ 217)

یعنی ''نبی صاحب'' کو یہ بھی ''علم'' نہیں کہ وہ کیا کچھ ہیں۔ نااہلی کا اعتراف بھی ہے کہ ''بدھ مذہب کی نسبت مجھے مفصل معلوم نہیں''۔ اگر معلوم ہوتا تو میں اُسے بھی اپنے اوپر ایسے اوڑھتا کہ ساری دنیا دنگ رہ جاتی۔ ویسے بھی میں جب چاہوں کسی کو بھی مسلمان تسلیم کرسکتا ہوں خواہ وہ برہمن ہی کیوں نہ ہو: ''وہ برہمن کے گھر میں جنم لے گا' یعنی وہ جو برہم کو سچا اور واحد لاشریک سمجھتا ہے یعنی مسلمان''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 216)

''مسلم کی حدیث کا یہ لفظ کہ مسیح دمشق کے مشرقی کنارہ کی طرف اترے گا' اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ مسیح موعود کا سکونت گاہ ہوگا۔ بلکہ غایت درجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت اس کی کاروائی دمشق تک پہنچے گی اور یہ بھی اس صوت میں کہ دمشق کے لفظ سے حقیقت میں دمشق ہی مراد ہو' اور اگر ایسا سمجھا بھی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟'' (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 75)

لیجئے! ''اصل مسیح موعود صاحب'' جو اُتر بھی چکے اُن کو بھی پتہ نہیں کہ دمشق سے کیا مراد ہے اور مشرقی کنارہ کی طرف اُترنے سے کیا مراد ہے' یہ بھی پتہ نہیں کہ دمشق کے لفظ سے حقیقت میں دمشق ہی مراد ہے یا کچھ اور؟

''اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا ہے...... یہ نادان نہیں جانتے کہ پیشگوئی ایک علم ہے اور خدا کی وحی ہے' اس میں بعض وقت متشابہات بھی ہوتے ہیں اور بعض وقت ملہم تعبیر کرنے میں خطا کرتا ہے...... اس جگہ تو (میری) پیشگوئی کی دو ٹانگوں میں

سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 64)

لیجئے! ''نبی صاحب'' خود کہہ رہے ہیں کہ ان کا ''علم'' بھی ناقص ہے۔ وہ خود تشابہ کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ خود تعبیر میں خطاء کرتے ہیں اور پیش گوئیوں کی ٹانگیں اکثر توڑ بیٹھتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کا دعویٰ ہے کہ ان کی کئی پیش گوئیاں[19] پوری ہوئیں' لیکن اللہ تعالیٰ سچ بھی اُگلوا لیتا ہے۔

''اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ سچی خوابیں اکثر لوگوں کو آ جاتی ہیں اور کشف بھی ہو جاتے ہیں' بلکہ بعض اوقات بعض فاسق اور فاجر اور تارکِ صلوٰۃ بلکہ بدکار اور حرامکار بلکہ کافر اور اللہ اور اس کے رسول سے سخت بغض رکھنے والے اور سخت توہین کرنے والے اور سچ مچ اخوان الشیاطین شاذ و نادر طور پر سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں اور بعض کشفی نظارے بھی ایک سرعت برق کی طرح عمر بھر میں کبھی ان کو دکھائے جاتے ہیں۔ یہ عجیب حیرت نما امر ہے کہ بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت ناپاک فرقہ دنیا میں ہیں' سچی خوابیں دیکھا کرتی ہیں اور پلید اور فاسق اور حرامخور اور کنجروں سے بدتر اور بددین اور ملحد جو اباحتیوں کے رنگ میں زندگی بسر کرتے ہیں' اپنی خوابیں بیان کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو کہا کرتے ہیں کہ بھائی میری طبیعت تو کچھ ایسی واقع ہوئی کہ میری خواب کبھی خطا ہی نہیں جاتی اور اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 77)

ہم یہاں مرزا صاحب سے خدانخواستہ کبھی نہیں پوچھیں گے کہ ان کی پیش گوئیاں کس درجہ (Category) سے تعلق رکھتی ہیں۔

Marfat.com

''دنیا میں ہزاروں کیڑے مکوڑے برسات کے دنوں میں بغیر باپ کے بلکہ بغیر ماں اور باپ دونوں کے پیدا ہو جاتے ہیں''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 198)

''نبی'' ہونے کا دعویٰ دیکھیں اور ''نبی صاحب'' کا ''علم'' ملاحظہ کریں۔ بیسویں صدی یعنی جدید دور کے ''نبی'' ہونے کے باوجود خوردبینی حیاتیات کا ادراک تک نہیں ہے کہ Spontaneous Generation ممکن ہی نہیں۔

''دوسری گواہی اس حدیث کے صحیح اور موضوع متصل ہونے پر آیت: ''فلا یظهر علی ...... ''میں ہے''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 47)

''پس چاند کے گرہن کا پہلا دن ہمیشہ سترھویں تاریخ سمجھا جاتا ہے''۔ (حوالہ مذکورہ صفحہ 50)

''نبی صاحب'' کا دعویٰ دیکھیں اور ''علم'' ملاحظہ فرمائیں' وہ بھی احادیث کے بارے میں کہ ''مرفوع متصل'' کی جگہ موضوع متصل لکھ رہے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد مرزا صاحب 8 سال زندہ رہے یعنی آٹھ سال اس غلطی کو دُہراتے رہے اور انہیں کچھ پتہ نہ چلا کہ مرفوع حدیث کو موضوع لکھ رہے ہیں اور تیرھویں کی جگہ سترھویں لکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ہسٹری آوَدی کرسچین چرچ' حوالہ مذکورہ صفحہ 238 پر of کی جگہ آوَ لکھ رہے ہیں' اس کتاب کے صفحہ 233 پر Impenetrable کی جگہ Impenetvacle لکھ رہے ہیں' وغیرہ۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''یعنے چاند کا قمر کے لفظ پر اطلاق تین رات کے بعد آتا ہے''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 49) ''چاند پر قمر کے لفظ کا اطلاق'' کہنے کے بجائے فرمارہے ہیں: ''چاند کا قمر کے لفظ پر اطلاق''۔ نبی صاحب کو ہوش نہیں کہ ''پر'' کدھر آئے گا اور ''کا'' کدھر۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"But being taken down alive and his body being

delivered to friends, he subsequently Revired".

(تحفۂ گولڑویہ صفحہ 232)

مرزا صاحب انگریزی عبارت کا حوالہ لکھ رہے ہیں اور لفظ Revived کی جگہ Revired لکھ رہے ہیں۔ ''نبی صاحب'' دیکھیں اور ان کا ''علم'' ملاحظہ فرمائیں۔ 8 سال ان غلطیوں کو دُہراتے رہے اور انہیں کچھ پتہ نہ چلا۔ مزے کی بات ہے کہ ''صحابہ کرام'' بھی بیچارے انہیں کی قبیل کے معلوم ہوتے ہیں۔ قارئین کرام ممکن ہے کہ انہیں کتابت کی غلطیاں سمجھیں لیکن ایسی غلطیاں مصنف پہلے پروف ریڈنگ کر کے درست کر لیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو اغلاط نامہ (Corrigendum) میں لے آتا ہے' یہ بھی نہ ہو سکے تو فٹ نوٹ میں بتاتا ہے اور اگر کہیں یہ بھی نہ ہو سکے تو اگلے ایڈیشن میں تو اُسے لازماً درست کر لیتا ہے' لیکن اگر ایڈیشن پر ایڈیشن شائع ہوتے رہیں اور غلطی کا نہ تو اسے خود پتہ چلے نہ اس کے ''صحابہ کرام'' کو نہ پیروکاروں کو نہ مربیانِ سلسلہ کو' جن کی تعداد ان کے بقول لاکھوں میں ہے اور نہ آل اولاد کو' نسل در نسل تحریروں کو چومنے چاٹنے والوں کو' تو پھر یہ ''اجتماعی دانش'' نہیں ''اجتماعی جہالت'' کا ثبوت ہے۔ اسی طرح مرزا بشیر الدین محمود کی تفسیر صغیر میں مضامین قرآن کے انڈکس میں صفحہ 75 پر ''جنت میں موت نہیں' صفحہ 659' سورۂ دخان آیت:57'' کے آگے حاشیہ نمبر 1 لکھا ہوا ہے' حالانکہ یہ حاشیہ نمبر 2 ہے۔ سورۂ جمعہ صفحہ 745 پر حاشیہ نمبر 1 موجود نہیں لیکن فٹ نوٹ میں موجود ہے۔ (تفسیر صغیر ایڈیشن 17' طبع 1991ء)

مرزا غلام احمد صاحب کے تمام قرآنی دلائل آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ان کے صاحبزادگان کے دیگر قرآنی دلائل بھی دیکھ لیتے ہیں:

سورۂ جمعہ کی آیات:4-5 کا ترجمہ لکھتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں:

''وہی خدا ہے جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص

Marfat.com

کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے' گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔

اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اسے بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے"۔

فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں:

"اس میں مہدی معہود کی خبر ہے"۔ (تفسیر صغیر صفحہ 745)

انڈکس میں اس آیت کا عنوان انہوں نے "اُمت محمدیہ میں مہدی معہود کے آنے کی پیشگوئی" دیا ہے۔ (صفحہ 23)

مرزا غلام احمد اس سے پہلے لکھ چکے ہیں:

"قرآن شریف کے رُو سے کئی انسانوں کا بروزی طور پر آنا مقدر تھا...... عام صحابہ کے مثیلوں کا جیسا کہ آیت "وآخرین منهم لما یلحقوا بهم" سے ثابت ہے"۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 205)

"اس لیے خدا تعالیٰ نے صفت جلالی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا اور صفت جمالی کو مسیح موعود (یعنی میرزا غلام احمد) اور اس کے گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا' اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے"۔ (ضمیمہ تحفۂ گولڑویہ صفحہ 31)

آیئے دیکھیں کہ ان آیات کریمہ میں کسی "مہدی معہود" کی طرف اشارہ ہے یا نہیں؟ سب سے پہلے آیاتِ کریمہ اور ان کا سادہ لفظی ترجمہ دیکھتے ہیں:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ O

Marfat.com

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ O

''وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اُٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے' ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے' حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اور ان دوسرے لوگوں کے لیے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں' اللہ زبردست اور حکیم ہے''۔

پہلی آیت اپنی دوسری آیت ''و آخرین منھم '' سے متصل ہے' پہلی آیت میں صرف 4 افعال (Verbs) استعمال ہوئے ہیں' نمبر 1: رسول کی بعثت' نمبر 2: آیات کا سنانا' نمبر 3: ان کی زندگی سنوارنا' نمبر 4: ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دینا۔ چنانچہ طے ہوا کہ ان چاروں میں سے کوئی فعل یا چاروں ہی دوسری آیت سے متعلق ہو سکتے ہیں' مثلاً نمبر 1 فعل کو دوسری آیت میں شامل کر کے دیکھتے ہیں ترجمہ یوں بنے گا:

''اور (اس رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لیے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے......''۔

دیگر تین افعال کو بھی اگر ہم آیت میں شامل سمجھیں تب بھی ترجمہ اس طرح ہوگا:

''وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا اُمیوں میں ایک رسول' انہیں میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت' اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی (آیتیں پڑھ کر سناتا ہے' انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے) جو ابھی ان سے آ کر نہیں ملے اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے''۔

یعنی پہلی آیت کریمہ کو دوسری آیت کریمہ سے کسی طرح بھی ملا لیں' معنی اور مفہوم

Marfat.com

یہی بنتا ہے کہ ان آیات میں صرف اور صرف حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے' حضور اکرم ﷺ انہی میں سے تھے اور ان ہی کی طرح اُمّی تھے۔ ذرا اس کے اعراب بھی ملاحظہ فرمایئے! اگر اس کا معطوف علیہ اُمیین بنایا جائے تو اس صورت میں یہ ''فی'' کا مجرور ہوگا اور اگر اس کا معطوف علیہ ''یعلمھم'' میں ضمیر مفعول ہو تو اس صورت میں منصوب ہوگا' یعنی ''یعلمھم ویعلم الآخرین الکتاب والحکمہ'' یعنی حضور اکرم ﷺ ان (اُمیین) کو بھی کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کے دلوں کو پاک کرتے ہیں' نیز جو لوگ قیامت تک حضور ﷺ کے دین کو قبول کریں گے وہ بھی فیوضِ نبوت سے فیض یاب ہوتے رہیں گے' یعنی حضور اکرم ﷺ کا فیض اپنی اُمت سے تا قیامت منقطع نہیں ہوگا' آخر میں پھر بتا دیا کہ جس ربِ کریم نے ذاتِ مصطفوی کو قیامت تک آنے والوں کے لیے منبع فیض اور مصدرِ رشد و ہدایت بنایا ہے' وہ العزیز بھی ہے اور الحکیم بھی۔

اگر باقی سارا ترجمہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کا ہی تسلیم کر لیں' تب بھی یہی مفہوم بنتا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں:

وہی خدا ہے جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے' گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔

اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ بھیجا گیا ہے) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ خدا کے احکام سناتا ہے)۔

اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ ان کو پاک کرتا ہے)۔

اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے) جو

ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

مرزا بشیرالدین محمود صاحب کی ڈھٹائی ملاحظہ فرمایئے! پہلے تو آیت مبارکہ میں اپنی طرف سے ''ان کے سوا'' الفاظ بڑھائے' حالانکہ یہ الفاظ قرآنی متن میں نہیں اور بریکٹ میں بھی انہیں بند نہیں کیا۔ آگے اپنا وہی پرانا Trick یعنی زمانہ مستقبل (Future Tense) استعمال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وہ اسے بھیجے گا''۔ پوری آیت کریمہ میں کہیں بھی مستقبل موجود نہیں۔ انہوں نے خود لکھا ہے: ''انہی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا'' (ماضی Past Indefinite) ''خدا کے احکام سناتا ہے' ان کو پاک کرتا ہے' کتاب اور حکمت سکھاتا ہے'' (حال Present Indefinite) ''اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے'' (ماضی Past)۔

اگر یہ آیت اگلی آیت سے متصل ہے اور آپ اس اتصال کو مان کر ہی ترجمہ فرما رہے ہیں تو اس آیت کا زمانہ (Tense) ہی آگے جانا چاہیے نہ کہ زمانہ بدل کر اور وہ بھی اپنی مرضی کا۔ مرزا بشیرالدین محمود صاحب اب آپ مجھے بتایئے ''وہ اسے بھیجے گا'' کے الفاظ آپ نے کہاں سے لیے؟ کیا یہ آپ پر وحی ہوئے تھے؟ اگر ایسا ہوا تھا تو پھر ''خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ'' کے لقب پر اکتفاء نہ کریں' قدم آگے بڑھائیں اور اپنے والد کی طرح کچھ ''نبوت'' کا دعویٰ کر دیں' کہہ دیجئے گا کہ یہ آدھی بروزی آدھی ظلی ہے۔ آدھی عطائی آدھی موروثی ہے' آدھی تحصیلی آدھی پیدائشی ہے' آدھی جزوی آدھی کلی ہے' آدھی خلیفائی آدھی مسیحائی ہے' آدھی عطائی آدھی وہبی ہے' آدھی کسبی آدھی نسلی ''نبوت'' ہے' کیا حرج ہے؟ دروازہ تو آپ اپنی آل اولاد پر کھول ہی چکے ہیں۔ یوں مذہبی پروہتوں جیسا نظام قائم ہے' ہر خلیفہ مسیح بن کر بیٹھا ہے۔ آگے آپ کی آل اولاد نبوت پر جھپٹنے کے لیے پر بھی تول رہی ہے' بس کسی کو بھی قلم صحیح پکڑنا آ گیا تو نبوت آئی کہ آئی۔ (نعوذ باللہ) کچھ خدا کا خوف کریں' اپنے دعوے دیکھیں اور بودے دلائل

Marfat.com

دیکھیں۔ کیوں بیچارے بھولے بھالے احمدیوں کے ایمان سے کھیل رہے ہو۔

مرزا بشیر الدین محمود صاحب قرآن مجید کی ایک اور آیت کریمہ سورۃ الصف:7 کا حوالہ دیتے ہیں:

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ O

''اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں' جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا یعنی تورات' اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا' جس کا نام احمد ہوگا' پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا تو انہوں نے کہا: یہ تو کھلا کھلا فریب ہے''۔

نیچے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی ہے۔ جو انجیل برناباس میں لکھی ہوئی ہے' عیسائی اس کو جھوٹی انجیل قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ پوپ کی لائبریری میں پائی جاتی ہے' اس کے علاوہ یہ بھی دلیل ہے کہ مروّجہ اناجیل میں ''فارقلیط'' کی خبر دی گئی ہے جس کے معنی ''احمد'' ہی کے بنتے ہیں۔ پس اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی بلاواسطہ اور آپ کے ایک بروز کی جس کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے' بالواسطہ خبر دی گئی ہے''۔

پھر اگلی آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ ط

Marfat.com

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ O

''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا''۔

نیچے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''اس آیت میں اس بات کو ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ کے بروز کی بابت خاص توجہ چاہیے' جو ہے تو پیشگوئی کا بالواسطہ مورد' لیکن اسلام کی طرف اس کو بلایا جائے گا۔ محمد رسول اللہ ﷺ تو خود دنیا کو اسلام کی طرف بلاتے تھے''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 743-744)

سب سے پہلے تو ہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ پہلی آیت مبارکہ میں ''احمد'' سے مراد حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ اگر وہ اسے خالص مرزا غلام احمد قرار دے دیتے تو ہم ان کا کیا بگاڑ لیتے۔ لیکن ''احمد'' کے لفظ کو وہ ایسے ہی چلے جانے دیتے' یہ بھی ناممکن تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی بلاواسطہ اور آپ ﷺ کے ایک بروز کی بالواسطہ خبر دی گئی ہے۔

سب سے پہلے تو ہم ان سے دست بستہ یہ پوچھیں گے کہ اس پوری آیت کریمہ میں ''بروز'' کہاں ہے۔ پوری آیت کریمہ روشن' دوٹوک' محکم انداز میں بتا رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد حضور اکرم ﷺ کی آمد کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ پھر اس میں ''بروز'' کیسے شامل ہوگیا' آخر وہ پردہ نشین بروز اس آیت کریمہ کے کس لفظ کس حرف کس شوشے کس قومے کس شد کس مد کس نقطے میں پوشیدہ ہے؟ پھر آپ خود ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا تو انہوں نے کہا: یہ تو کھلا کھلا فریب

ہے''۔

یعنی آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب تشریف لے آئے' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی مکمل ہو چکی تو بنی اسرائیل نے آپ ﷺ کو جھٹلایا اور آپ ﷺ کی آمد کو کھلا کھلا فریب قرار دے دیا۔ ساری بات تو مکمل ہو چکی' اب بتایئے! آپ نے اس میں سے ''بروز'' کہاں سے ڈھونڈا ہے؟ اور وہ بھی مستقبل میں۔ کیا صرف ''احمد'' کے نام سے آپ نے اس میں سے اپنے والد ''غلام احمد'' کی بروزیت تلاش کر لی۔ ہم آپ سے دست بستہ پوچھتے ہیں: سچ سچ بتایئے! کیا آپ کے والد کا نام ''احمد'' تھا یا ''غلام احمد'' یعنی احمد کا غلام۔ ان کا اصل نام تو پھر غلام ہوا نہ کہ احمد کیا غلامی نبھائی کہ پورے احمد پر ہی قبضہ کر لیا۔ شکر ہے کہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد تھا' اگر کہیں عبداللہ ہوتا تو آپ تو انہیں ''اللہ'' بنا دیتے (نعوذ باللہ!)۔

اب آیئے اگلی آیت کریمہ پر:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰى اِلَى الْاِسْلَامِ ط
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ O

اس کا سادہ سلیس لفظی ترجمہ یہ بنتا ہے:

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو' اور اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا''۔

یعنی سیدھا سادا مفہوم واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اب بھلا اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ و بہتان باندھے حالانکہ اسے اسلام کی دعوت دی جا رہی ہو؟ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ لیکن مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اس آیت کریمہ میں بھی بروز کے امکان کو نکالنے کیلئے ترجمہ کیا ہے: ''وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے'' یعنی ''ہو'' کی جگہ ''ہے'' رکھ کر پوری آیت کریمہ کو بے معنی کر دینے کی کوشش کی

Marfat.com

ہے۔لیکن اس بات کو بھی جانے دیجئے‘ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اس بات کو ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ کے بروز کی بابت خاص توجہ چاہیے‘ جو نبے تو پیشگوئی کا بالواسطہ مورد‘ لیکن اسلام کی طرف اس کو بلایا جائے گا‘ محمد رسول اللہ ﷺ تو خود دنیا کو اسلام کی طرف بلاتے تھے‘‘ اگر وہ اس آیت کریمہ میں سے ’’بروز‘‘ نکالنے کے اتنے ہی شوقین ہیں تو اب بھی سوچ لیں‘ اسلام کی طرف کیسے بلایا جاتا ہے؟ کافر کو اور بڑا ظالم کسے کہتے ہیں شیطان کو۔

ایسی ہی دوراز کار اور مضحکہ خیز بروز کاریاں‘ ظل نگاریاں‘ تمثیل سازیاں اور تاویل بازیاں پوری تفسیر میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں‘ جن کا نہ سر ہے نہ پیر‘ اور دعوے ہیں کہ مونہہ بھر بھر کر جاری وساری ہیں‘ جس طرح جھوٹے کے پیر نہیں ہوتے‘ اسی طرح تاویل بازوں کے بھی پیر نہیں ہوتے۔ ایک جگہ کچھ تاویل و تمثیل کرتے ہیں تو دوسری ہی جگہ اس سے بھاگنا پڑ جاتا ہے۔ کبھی ایک Stand لیتے ہیں تو کبھی دوسرا۔ مرزا بشیرالدین محمود کا سب سے بڑا کارنامہ ان کی قرآن مجید کی تفسیر بتایا جاتا ہے۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

سورۃ الغاشیہ:19 میں مرزا بشیرالدین محمود صاحب ’’السّمآء‘‘ یعنی آسمان اور اس کی بلندی سے مراد حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ لیتے ہیں۔ (تفسیر صغیر صفحہ 822) لیکن سورۃ الطارق:12 میں یہی ’’السماء‘‘ ان کے نزدیک بادل ہے۔ آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’میں شہادت کے طور پر اُس بادل کو پیش کرتا ہوں جو بارش سے بھرا ہوا بار بار برستا ہے‘‘۔ (صفحہ 818) پھر سورۃ التکویر:12 میں آسمان کے پھٹنے سے مراد آسمان کی کھال اتارنا اور اس سے مراد علم ہیئت کی بہت ترقی ہونا قرار دیتے ہیں۔ (صفحہ:806) پھر سورۃ المرسلت:10 میں اسے آسمان میں شگاف ہونا اور اس سے مراد الہام کے سلسلہ کا پھر شروع ہونا قرار دیتے ہیں‘ یعنی کہتے ہیں کہ یہ آیت ان کے والد پر وحی کے نزول

کے دوبارہ شروع ہونے کی پیش گوئی ہے۔ (صفحہ:791) پھر سورۃ النباء:20 میں اسی آسمان کے کھول دیئے جانے کو کافروں کے لیے بکثرت عذاب کا ظہور قرار دیتے ہیں۔ (صفحہ 796) اور پھر یہی آسمان کا پھٹنا سورۃ الحاقہ :17 میں ان کے نزدیک مکہ کے سردار اور عوام کی تباہی اور شکست پر شکست ہے' اور اس سے مراد ہے کہ مکہ والوں کا آسمان' یعنی ان کا مذہب بالکل کھوکھلا ہو جائے گا۔ (صفحہ 768) اب یہی ان کے والد کا الہام جو سورۃ المرسلٰت سے شروع ہوا تھا' سورۃ الحاقہ میں آتے آتے عذاب و تباہی اور شکست در شکست میں بدل گیا اور کیا صحیح بدلا ہے۔

مزید دیکھئے: سورۃ واقعہ:6 ''وبست الجبال بسا'' کا ترجمہ لکھتے ہیں: ''اور پہاروں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا'' یعنی جبال کو جبال یعنی پہاڑ ہی تسلیم کیا گیا ہے اور کہتے ہیں کہ ''یعنی قیامت آ جائے گی'' (صفحہ 717) سورۃ التکویر:4 میں بھی پہاڑ کو پہاڑ ہی تسلیم کیا گیا ہے (صفحہ 805) سورۃ الحاقہ :15 میں پہاڑ کو پہاڑ ہی تسلیم کیا گیا ہے (صفحہ 767) لیکن اب یہی پہاڑ ''بادشاہ'' کیسے بنتا ہے' ملاحظہ فرمائیں: سورۃ المرسلٰت:11 ''واذا الجبال نسفت'' کا ترجمہ لکھتے ہیں: ''اور جب پہاڑ اُڑائے جائیں گے' یعنی دنیا کے بادشاہ بھی تباہ کر دیئے جائیں گے''۔ (صفحہ 791)

سورۃ البقرہ:190 میں چاند' چاند ہی ہے۔ (صفحہ 41) سورۃ قیامت:10 میں قمر' قمر یعنی چاند' چاند ہی ہے۔ (صفحہ 786) سورۃ یٰسین:40 میں قمر' قمر ہی ہے۔ (صفحہ 580) یہی قمر اسلام کی ترقی کی پیشگوئی بنتا ہے (سورۃ الانشقاق:19' صفحہ 814) پھر یہی قمر مرزا غلام احمد کی آمد کی پیشگوئی بن جاتا ہے' بلکہ ان کے بعد بھی بہت سے مجددین اور مامورین کی آمد کی پیشگوئی ہے۔ (سورۃ الشمس:3' صفحہ 828) اب یہی قمر کیسے پھٹتا ہے اور تباہی کا نشان کیسے بنتا ہے' ذرا دیکھئے: سورۃ القمر:54 ''اقتربت الساعة وانشق القمر'' کا ترجمہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

''(عرب کی) تباہی کی گھڑی آ گئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے'' حاشیہ میں لکھتے ہیں: عربوں کے نزدیک چاند عرب حکومت کا نشان تھا' چنانچہ یہود بھی یہی یقین رکھتے تھے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو ایک یہودی سردار کی بیٹی تھیں اور بعد میں رسول کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں داخل ہوئیں' انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ان کی گود میں چاند آ گرا ہے' ان کی والدہ نے اس خواب سے یہی استدلال کیا کہ تُو بادشاہِ وقت سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ (اصابہ) پس چاند پھٹنے اور عرب کی تباہی آ جانے کے ایک معنی یہ ہیں کہ ساعۃ یعنی عرب کی تباہی کی ساعت آ گئی ہے اور چاند یعنی عرب کی حکومت کا عروج پاش پاش ہو گیا ہے۔ (صفحہ 706)

مرزا بشیر الدین محمود صاحب سے عرض ہے کہ وہ جتنی تاویلیں کرتے جائیں گے اور جتنی تمثیلیں گھڑتے جائیں گے' اتنا ہی خود پھنستے چلے جائیں گے۔

سورۂ بنی اسرائیل:86 میں ''روح'' سے مراد روح ہی ہے۔ (صفحہ 360) یہی روح سورۂ حجر:30 میں ''الہام'' بن جاتی ہے۔ (صفحہ 325) یہی روح سورۂ ص:73 میں ''کلام'' بن جاتی ہے۔ (صفحہ 604) سورۂ انبیاء:92' صفحہ 419 پر یہ کلام ہی رہتی ہے۔ سورۂ شوریٰ:53' صفحہ 644 میں یہ کلام ہی رہتی ہے۔ سورۂ نساء:172' صفحہ 138 پر یہ ''رحمت'' میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سورۂ سجدہ:10 میں یہ ''جسم و جان کی پیدائش'' میں تبدیل ہو جاتی ہے اور بالآخر فرشتے میں کیسے تبدیل ہو جاتی ہے' ملاحظہ ہو: سورۂ مریم:18' صفحہ 384۔

سورۂ لیل:2 میں لیل یعنی رات واقعی رات ہے اور اسے مجددین سے خالی زمانہ قرار دے کر گھٹا ٹوپ افسوس ناک تاریکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں: ''یعنی جب بھی دنیا میں مذہبی تاریکی چھا جاتی ہے' اگر کوئی غور سے دیکھے تو اسے معلوم ہو جائے کہ وہی دن ہوتے ہیں جبکہ دنیا مجددوں اور ماموروں سے خالی ہو جاتی ہے''۔ (صفحہ 829) یعنی

Marfat.com

مرزا بشیرالدین محمود صاحب نے رات کو تاریکی اور بُرائی کے استعارے کے طور پر استعمال کیا ہے جیسا کہ ساری دنیا کے ادب میں ہے۔سورۃ الشمس:5 ' صفحہ 828 پر بھی رات انہیں معنوں میں ہے۔سورۂ یونس:28 میں بھی رات بُرے معنوں میں ہے بلکہ خود قرآن مجید میں واضح طور پر اسے بُرے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

''اور جنہوں نے بدیاں کی ہوں گی (ان کے لیے) بدی کا بدلہ اس (بدی) کے برابر ہوگا انہیں ذلت پہنچے گا اور کوئی بھی انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچانے والا نہیں ہوگا (اور ان کی حالت ایسی ہوگی) گویا ان کے مونہوں پر رات کے کئی (کئی) تاریک ٹکڑے ڈال دیئے گئے ہیں۔ یہ (لوگ) آگ (میں رہنے) والے ہیں۔ اس میں لمبے عرصہ تک رہتے چلے جائیں گے''یعنی رنگ سخت سیاہ ہو جائے گا اور یوں معلوم ہوگا کہ رات چلتی آ رہی ہے''۔(صفحہ 258)

اب مرزا بشیرالدین محمود صاحب نے سورۂ قدر:2 میں اُمت مسلمہ کی طرح لیلۃ القدر یعنی ایک خاص برکتوں والی رات کے معنیٰ کے بجائے حضور اکرم ﷺ کے پورے زمانہ کو لیل قرار دے دیا۔لیلۃ القدر کے بارے میں لکھتے ہیں:''اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کا زمانہ رات کی طرح ہوتا ہے''۔(صفحہ 836)

جہالت کی انتہاء دیکھئے! ایک خاص رات لیلۃ القدر کی عظمتوں اور برکتوں کا ذکر ہے کہ اس خاص رات میں قرآن مجید نازل کیا گیا' لیکن مرزا بشیرالدین محمود صاحب حضور اکرم ﷺ کے پورے زمانۂ نبوت کو رات قرار دے رہے ہیں۔اس سے وہ حضور اکرم ﷺ کی کتنی بڑی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں' انہیں احساس تک نہیں۔صرف یہ خوشی ہے کہ ضرورت تھی یا نہیں تھی' حسب معمول اور حسب عادت' تمثیل نگاری اور تاویل بازی کا شوق انہوں نے بہرحال پورا کرلیا۔

مرزا بشیرالدین محمود صاحب' سورۃ الانعام:129 ' صفحہ 181 پر جنوں سے مراد

''بڑے بڑے لوگ'' لیتے ہیں۔ سورۂ کہف:51' صفحہ 373 پر جنوں سے مراد ''مال دار لوگ''۔ سورۂ رحمٰن:34' صفحہ 713 پر جنوں سے مراد ''امراء کا طبقہ''۔ سورۂ ناس:7' صفحہ 852 پر جنوں سے مراد ''غیر ملکی''۔ سورۂ نمل:40' صفحہ 489 پر جنوں سے مراد ''پہاڑی سرکش لوگ''۔ سورۂ احقاف:30' صفحہ 669 پر جنوں سے مراد ''نصیبین کے یہودی''۔ سورۂ جن:2' صفحہ 776 پر جنوں سے مراد ''مکہ کے باہر کے یہودی''۔ سورۂ توبہ:28' صفحہ 325 پر ان ہی جنوں سے مراد ''غصیلے لوگ'' ہیں۔

کیا ہم مرزا بشیرالدین محمود سے پوچھ سکتے ہیں کہ یہ آخر کون سے جن ہیں جو کبھی بڑے بڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی چھوٹے چھوٹے عام انسانوں کے قد کے' کبھی مالدار' کبھی غیر ملکی' کبھی پہاڑی' کبھی اپنے ملک کے امراء' کبھی غیر ملکوں کے لڑاکے' اگر یہ جن اتنے سارے بھیس بدل سکتے ہیں' پھر تو یہ اُمت مسلمہ والے ہی جن ہوئے ناں۔ لیکن اُمت مسلمہ سے اختلاف کا شوق بھی تو پورا کرنا ہے' ویسے وہ یہ تو بتائیں کہ قرآن مجید میں ان کی پیدائش آگ سے کرنے کے بارے میں آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ یہ غصیلے ہونے کا استعارہ ہے (آپ ہی کے بقول) تو کیا سارے یہودی' کیا سارے پہاڑی لوگ اور کیا سارے غیر ملکی غصیلے ہوتے ہیں (اور آپ بھی تو اہل برطانیہ کے لیے غیر ملکی ہیں)۔

سورۂ نحل:39 صفحہ 335 پر ''بعث'' سے مراد موت کے بعد کی زندگی ہے۔ سورۂ حج:6 صفحہ 422 میں بھی ''بعث'' سے مراد موت کے بعد کی زندگی ہے۔ سورۂ مؤمنون:101 صفحہ 443 پر یہی مفہوم ہے۔ سورۂ لقمان:29 صفحہ 537 پر یہی مفہوم ہے' سورۂ ق:16 صفحہ 688 پر بھی یہی مفہوم ہے۔ اسی طرح سورۂ یونس:5 صفحہ 254' سورۂ مائدہ:110 صفحہ 160' سورۂ بقرہ:49 صفحہ 13' اور سورۂ مجادلہ:19 صفحہ 732' ان تمام آیات میں بعث سے مراد موت کے بعد کی زندگی ہے' لیکن یہی ''بعث'' قوموں کی ترقی کیسے بنتا

ہے' ملاحظہ ہو! سورۂ اعراف:58 صفحہ 198۔

سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ کے خادم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد لی گئی ہے' آیت:61 کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے نوجوان (رفیق) سے کہا تھا (کہ) میں (جس راستے پر جارہا ہوں' اس پر قائم رہنے سے) نہیں ٹلوں گا یہاں تک کہ ان دونوں سمندروں کے اکٹھے ہونے کے مقام پر پہنچ جاؤں یا صدیوں تک (آگے ہی آگے) چلتا جاؤں''۔ نیچے لکھتے ہیں: ''نوجوان رفیق سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں جو موسوی سفر کے شریک ہیں''۔ (صفحہ 374)
آگے آیت:64 میں یہی نوجوان رفیق اپنے بھول جانے اور شیطان کی طرف سے اپنے غافل ہونے کا اعتراف کرتا ہے۔''اس نے کہا (کہ) بتایئے (اب کیا ہوگا) جب ہم (آرام کیلئے) اسی چٹان پر ٹھہرے تو میں مچھلی (کا خیال) بھول گیا اور مجھے یہ بات شیطان کے سوا کسی نے نہیں بھلائی کہ میں اس کا خیال رکھتا اور اس نے سمندر میں عجیب طرح سے اپنی راہ لے لی''۔ (صفحہ 375)

مرزا بشیر الدین محمود صاحب نوجوان رفیق کو پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دے چکے ہیں' اب وہ ایک نبی سے غلطی کیسے کروائیں اور اسے شیطان کے نرغے میں کیسے آ جانے دیں؟ ایسا کرتے ہیں تو نبوت کی ساری عمارت ڈھیتی ہے۔ نہیں کرتے تو قرآن مجید کی کھلم کھلا تکذیب ہوتی ہے' چنانچہ اب آئیں بائیں شائیں ملاحظہ فرمائیں:

> ''اس میں اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے جب موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ختم ہوا اور محمد رسول اللہ ﷺ کا زمانہ شروع ہوا' بے شک بیچ میں حضرت مسیح علیہ السلام آئے مگر وہ موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی تھے۔ یعنی جب موسوی مسیحی زمانہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے ملا تو موسوی قوم اور عیسوی قوم نے اپنی عبادت گاہوں کی اصل غرض کو بھلا دیا اور جب مسیحی قوم سے عبادت کی

Marfat.com

غرض کھوئی گئی تو آسمان کے فرشتوں نے سمجھ لیا کہ اب آخری موعود کا زمانہ آ گیا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے لگ گئے۔ عبادت گاہ کا مفہوم ہم نے حوت سے نکالا ہے جسے اگر خواب یا کشف میں دیکھا جائے تو اس کے معنی نیک لوگوں کی عبادت گاہ کے ہوتے ہیں۔ مچھلی' حوت کا ترجمہ ہے' جس کی تعبیر ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معراج ہے یعنی ایک لطیف کشف ہے جس میں انہوں نے اپنے ہونے والے نائب مسیح علیہ السلام کو بھی دیکھا اور اپنی جگہ لینے والے شرعی رسول محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی دیکھا''۔

(یہاں تک سابقہ آیات کی تشریح ہے۔ اب اس مذکورہ بالا خاص آیت کی تشریح کرتے ہیں:)

''یعنی جب ترقی کے سامان پیدا ہونے پر قوم عیش و آرام میں مشغول ہوئی تو عبادت گاہ کی حقیقی غرض ہاتھ سے جاتی رہی''۔ (صفحہ 375)

ترقی کے سامان کی تمثیل انہوں نے کہاں سے لی؟ کوئی پتہ نہیں! قوم کے عیش و آرام کی تمثیل کہاں سے لی؟ کوئی پتہ نہیں! قوم کا عبادت گاہ کی حقیقی غرض سے اجتناب کہاں سے آیا؟ کوئی پتہ نہیں! سب سے بڑھ کر یہ کہ ''نوجوان رفیق'' کہاں غائب ہو گیا؟ کوئی پتہ نہیں! اس کی بھول کس تمثیل سے چھپ گئی؟ کوئی پتہ نہیں! اس کا شیطان کس تاویل کے تحت غائب ہوا؟ کوئی پتہ نہیں! حضرت مسیح علیہ السلام کی شان بڑھانے چلے تھے اور انہیں بھول بھلیوں میں چھوڑ چھاڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے' اسی طرح کی تمثیل سازیاں اور تاویل بازیاں ہوں گی تو ایسا ہی نتیجہ نکلے گا۔

سورۂ مائدہ:28 میں ہابیل سے مراد مسلمان اور قابیل سے مراد یہودی قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''اس تمثیل میں بنواسرائیل اور بنواسماعیل کا مقابلہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

بنواسرائیل محمدی نبوت کی وجہ سے قابیل کی طرح مسلمانوں سے بغض رکھتے تھے حالانکہ قربانی قبول کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے خود قربانی دینے والے کا کام نہیں''۔

آیت:31-32 کا ترجمہ ہے:

''پھر اس (بھائی) کا دل (جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی) اپنے بھائی کے قتل کر دینے پر راضی ہو گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا' جس پر وہ نقصان اُٹھانے والوں میں (شامل) ہو گیا۔ تب اللہ نے ایک کوّے کو جو زمین کو کریدتا تھا' اس لیے بھیجا کہ اسے بتائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے۔ اس نے کہا: اے میری ہلاکت! (جلد آ) کیا مجھ سے (اتنا بھی) نہ ہو سکا کہ میں اس کوّے کی طرح ہو جاؤں اور اپنے بھائی کی لاش کو ڈھانپ دوں' تب وہ پشیمانوں میں سے ہو گیا''۔

نیچے لکھتے ہیں: ''یعنی اتفاقاً ایک کوّا آ گیا اور اس نے دوسرے کوّے کی لاش دیکھی اور پنجوں اور چونچ سے مٹی کرید کر اس پر ڈال دی۔ اس پر قاتل بھائی کے دل میں جوشِ محبت پیدا ہوا اور اس نے یہ کہا: خدا تعالیٰ کے کوّا بھیجنے سے مراد یہی ہے کہ اس کے عام قانون کے ماتحت ایک کوّا اُڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا''۔ (صفحہ 146)

لیجئے! مرزا بشیر الدین محمود صاحب سارے مسلمانوں کو یہودیوں کے ہاتھ سے قتل بھی کروا چکے اور مسلمانوں کی لاش بے گور و کفن اُن کے سامنے ڈال بھی چکے' جس کو دفنانا یا نہ دفنانا بھی اب یہودیوں کے رحم و کرم پر ہے۔ ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے کوّا اصلی رکھا ہے۔ ان سے دست بستہ سوال ہے کہ انہوں نے صرف کوّے کو ہی اصل کیوں چھوڑا ہے؟

ایسی ہی دور از کار مضحکہ خیز' اُلٹی پلٹی تمثیل سازیاں' تاویل طرازیاں' استعارہ سنجیاں'

Marfat.com

کنایہ شناسیاں' اشارہ بازیاں' رمز برداریاں' تشبیہ نویسیاں' بروز کاریاں' ظل چیپیاں بلکہ ''موعوذ'' و ''معھوذ'' آفرینیاں اور سب سے بڑھ کر ''مرزا متلاشیاں'' ہر ہر آیت کریمہ کے ترجمہ میں کی گئی ہیں' جن کا نہ سر ہے نہ پیر' نہ سیاق بنتا ہے نہ سباق' نہ معنی نکلتا ہے نہ مفہوم۔ ایسی باتیں نہ لائق التفات ہیں نہ لائق اعتناء۔

سورۂ ھود:18 میں قرآن مجید کے لفظ ''شـاھـد'' کو جسے خود قرآن مجید نے اپنے لیے استعمال کیا ہے اور جس کا قرینہ آگے ''توریت'' کے ذکر کر دینے سے بھی ثابت ہو جاتا ہے' خواہ مخواہ ایک شخص کے آنے کی پیشگوئی قرار دیا گیا ہے اور ترجمہ میں بریکٹیں ڈال ڈال کر اور غلط سلط زمانہ مستقبل لگا لگا کر اُسے اپنے ڈھب پر لانے کی بے سود کوششیں کی گئی ہیں۔ اسی طرح سورۂ مرسلات: 12 صفحہ 791' سورۂ بروج: 4 صفحہ 815' سورۂ کوثر: 2 صفحہ 847' سورۂ صف: 7 صفحہ 743 وغیرہ کے ترجمہ میں بھی ایسے ہی بچگانہ Tricks سے تلبیس کی گئی ہے۔ ایک مثال دیکھیے! سورۂ احزاب کی آیت: 47 ہے:

''وّداعِیًا اِلی اللّٰہ باِذْنِہٖ وَسراجًا منیرًا'' کا ترجمہ لکھتے ہیں: ''اور نیز اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر (بھیجا ہے)''۔ نیچے لکھتے ہیں: ''اس جگہ رسول کریم ﷺ کا نام روشن کرنے والا چراغ یا سورج رکھا گیا ہے' یعنی آپ سے نور پا کر ظلی طور پر ایسے لوگ تیار ہوتے رہیں گے جو دنیا کو روشن کرتے رہیں گے''۔ (صفحہ 552) اس میں آپ کے تابع نبی آنے کی طرف اشارہ ہے۔ (صفحہ 83 انڈکس)

کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ آخر اس آیت میں مرزا صاحب کا بطور نبی آنے کی طرف کیسے اشارہ ہو گیا؟ حضور اکرم ﷺ کی اُمت میں اَن گنت لوگ آپ ﷺ کے نور سے فیض پا کر دنیا کو روشن کر رہے ہیں۔ وہ سب تو ہمارے ولی بزرگ ہیں' انہیں چھوڑیے! آپ اپنی بات کیجیے! آپ یہ بتایئے کہ اس آیت کریمہ میں مرزا صاحب کی

Marfat.com

نبوت یا چلئے تابع نبوت کہاں ہے؟ تاویل نگاری اور تمثیل سازی کر کے مفہوم کیا سے کیا کر دینا شعبدہ بازی تو ہو سکتی ہے' علم اور سچائی نہیں۔ اس کی تغلیط کے بارے میں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں۔ خود مرزا غلام احمد کے الفاظ ہیں:

''اور یہ امر مقبول اور مسلم ہے کہ نصوص کو ہمیشہ ان کے ظاہر پر حمل کرنا چاہیے اور ہر ایک لفظ کی تاویل مخالف کو تسکین نہیں دے سکتی۔ کیونکہ اس طرح تو کوئی مقدمہ فیصلہ ہی نہیں ہو سکتا' بلکہ اگر ایک شخص تاویل کے طور پر اپنے مطلب کے موافق کسی حدیث کے معنی کر لیتا ہے اور الفاظ کے معنی کو تاویل کے طور پر اپنے مطلب کی طرف پھیر لیتا ہے تو اس طرح پر تو مخالف کا بھی حق ہے کہ وہ بھی تاویل سے کام لے تو پھر فیصلہ قیامت تک غیر ممکن ہے...... ہم تو کسی حدیث کے ظاہر الفاظ کو نہیں چھوڑتے (یعنی قرآن مجید کے ظاہری الفاظ کو چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)''۔

(تحفۂ گولڑویہ صفحہ 71)

دعوے کرنے بہت آسان ہوتے ہیں کیونکہ اس میں کوئی محنت نہیں' صرف زبان ہلانا پڑتی ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ ہم تو کسی حدیث کے بھی ظاہراً الفاظ کو نہیں چھوڑتے اور عمل یہ ہے کہ قرآن مجید کے ہی ظاہر الفاظ کو ترک کر کے مفاہیم کو اُلٹا پلٹا جا رہا ہے۔ قادیانیوں کے تمام قرآنی دلائل کی کل بنیادیں آپ کے سامنے ہیں۔ انہیں کو مختلف جگہوں پر مختلف انداز میں دُہرایا جاتا ہے۔ دعوے ملاحظہ فرمایئے اور بودے دلائل دیکھئے' جنہیں دلائل کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

آیئے ان کے احادیثی دلائل کا جائزہ لیں!

☆☆☆☆☆

باب 4: قادیانی احادیثی دلائل کا محاکمہ

اس سے پہلے کہ ہم یہ دیکھیں کہ غلام احمدیوں نے احادیث شریف سے اپنا مؤقف کیسے ثابت کیا ہے اور احادیث پر کیا دلائل قائم کیے ہیں' احادیث کے بارے میں ان کی عمومی رائے ملاحظہ فرمالیں! مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

"ایک طرف خدا کا وہ کلام گواہ ہے جو مجھ پر نازل ہوتا ہے اور ایک طرف پہلی کتابیں گواہ ہیں اور ایک طرف عقل گواہ ہے اور ایک طرف وہ صدہا نشان گواہ ہیں جو میرے ہاتھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ پس حدیثوں کی بحث طریق تصفیہ نہیں ہے۔ خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں' تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حَکَم ہو کر آیا ہے' اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے"۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 14)

مرزا صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں جن کا حوالہ دیا جاتا ہے' وہ ساری تحریف شدہ اور موضوعی ہیں (نعوذ باللہ) اور احادیث کا سارا ذخیرہ ان کے نزدیک انبار ہے اور ایک ڈھیر سے زیادہ نہیں۔ چونکہ وہ حَکَم بن کر آئے ہیں' ان کی مرضی جس حدیث کو چاہیں قبول کریں' جسے چاہیں رد کریں' یہ سب ان کا اپنا اختیار ہے' بلکہ حدیثوں کا

Marfat.com

انکار کرنا ہی ان کی سچی مہدیت اور مسیحیت کی نشانی ہے۔

''پس ماننا پڑا کہ سچے مسیح اور مہدی کی نشانی ہی یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی بہت سی حدیثوں سے منکر ہو''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 70)

''ایک ذخیرہ رطب و یابس حدیثوں کا انہوں نے جمع کر رکھا ہے' ان کے ساتھ مجھے ناپنا چاہتے ہیں حالانکہ ان حدیثوں کو میرے ساتھ ناپنا چاہیے''۔

(حوالۂ مذکور صفحہ 68)

حدیثوں سے انکار کرنا مرزا صاحب کی مجبوری تھی کیونکہ پورے ذخیرہ احادیث میں ایک بھی ایسی حدیث نہیں ہے' جس سے اجرائے نبوت یعنی حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت کے جاری رہنے کو ثابت کیا جا سکے۔ مجھے دوبارہ ببانگ دہل کہنے دیجئے کہ سارے ذخیرۂ احادیث شریف میں ایک بھی حدیث ایسی نہیں جس سے حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت کے جاری رہنے کا ثبوت تو کیا شک بھی پیدا ہو سکے۔

بلکہ جتنی بھی احادیث موجود ہیں' ان تمام سے قادیانیوں کی تکذیب ہوتی ہے۔ قادیانی بیچارے دلائل کہاں سے لاتے' وہ احادیث کے میدان میں داخل ہوئے تو انہیں لینے کے دینے پڑ گئے' ان کے عقیدے کے بطلان کے لیے اتنی واضح' اتنی محکم' اتنی ٹھوس اور اتنی غیر مبہم احادیث بلکہ بے شمار احادیث موجود تھیں اور ہیں کہ وہاں ان کی دال گلنے کا کوئی چانس ہی نہیں تھا۔ چنانچہ پہلے تو انہوں نے ان تمام احادیث شریف پر اُلٹے سیدھے اعتراض لگا لگا کر اور مین میخ نکال کر انہیں مسترد کرنے اور ان کا انکار کرنے کی کوشش کی۔ احادیث پر ان کے اعتراضات ملاحظہ فرمایئے! ترمذی شریف کی حدیث ہے:

عن بکر بن عمرو عن مشرح بن هاعان عن عقبه بن عامر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن

الخطاب ۔

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے''۔

(سنن ترمذی' جز2' مصری' ابواب المناقب' باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ)

مرزا طاہر احمد صاحب اس حدیث شریف کے بارے میں لکھتے ہیں:

''امام ترمذی اس حدیث کو درج کرنے کے بعد خود ہی لکھتے ہیں کہ ہٰذا حدیث حسن غریب کہ یہ حدیث حسن مگر غریب ہے' یعنی اس کا مشرح بن ہاعان ایک ہی راوی ہے۔ لیکن جب مشرح بن ہاعان کے متعلق یہ معلوم کرتے ہیں کہ یہ کون تھے اور علمائے حدیث ان کو کیا مقام دیتے تھے تو ''تہذیب التہذیب'' جو راویوں کی چھان بین کے اعتبار سے ایک مستند کتاب ہے' اس کی جلد 10 صفحہ 155 پر مشرح بن ہاعان کے متعلق یہ عبارت ملتی ہے (آگے عربی میں عبارت ہے) یعنی مشرح بن ہاعان کو ابن حبان نے ضعیف قرار دیا ہے' وہ کمزور روایت بیان کرنے والوں میں سے تھا۔ اس لیے اس کی متابعت اور پیروی نہیں کی جاتی۔ بہتر بات یہ ہے کہ جہاں وہ اکیلا راوی رہ جائے' وہاں اس کی روایت کو چھوڑ دیا جائے۔ اور ''حدیث غریب'' کا مطلب یہی ہے کہ اکیلا راوی رہ گیا۔ اس رائے سے ابن داؤد بھی متفق ہیں بلکہ زیادہ شدت سے مشرح کے خلاف بات کرتے ہیں۔ یہ راوی حجاج کے لشکر میں شامل تھا جنہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گھیرے میں لے لیا تھا اور منجنیق سے کعبہ پر سنگ باری کی تھی۔ اس کے بعد اس کی روایت کا کیا اعتبار باقی رہ جاتا ہے''۔

(مرزا طاہر احمد: زہق الباطل صفحہ 357)

Marfat.com

اس اعتراض کے باوجود مرزا طاہر صاحب کی تسلی نہیں ہوئی' چنانچہ دوسرا اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک اور روایت میں تو یوں لکھا ہے:

لو لم ابعث یا عمر ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو پھر اے عمر! تُو مبعوث کیا جاتا''۔

ایک اور روایت میں یوں درج ہے:

لو لم ابعث فیکم عمر فیکم ۔

''کہ عمر میں نبوت کی استعدادیں موجود ہیں' اگر میں مبعوث نہ کیا جاتا تو عمر تم میں میری جگہ مبعوث کیا جاتا''۔

یہ مطلب ہے اس حدیث کا' پس اگر ''بعدی'' بھی ہے تو ''غیری'' کے معنوں میں ہے۔ (زھق الباطل صفحہ 357-358)

مذکورہ بالا اس حدیث پر مولانا ابوالعطاء جالندھری' قادیانی مبلغ' بالکل یہی اعتراضات دُہراتے ہیں اور اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور حدیث غریب وہ ہے جس کا ایک ہی راوی ہوتا ہے۔ وہ حجت نہیں ہوتی......اور اس امر میں محدثین کا اتفاق ہے کہ مشرح بن ہاعان کی ایسی روایات جن میں وہ منفرد ہو' قابل قبول نہیں ہوتیں''۔

(القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین صفحہ 84-85)

بخاری شریف کی ایک حدیث شریف ملاحظہ کریں:

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتًا فاحسنه واجمله آلا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون هلّا وضِعَتْ هٰذه اللبنه قال فانا اللبنة وانا

Marfat.com

خاتم النبیین ۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور ان پیغمبروں کی مثال جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں' ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور خوشنما بنایا' اس کے ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' لوگ جب اس مکان میں جاتے تو تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ فرماتے تھے کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں"۔ (بخاری شریف' کتاب مناقب' باب خاتم النبیین)

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اور اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ بخاری میں ایسی ہی احادیث دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہیں۔ اسی مضمون کی چار حدیثیں مسلم شریف' ترمذی شریف' مسند ابوداؤد طیالسی' مسند احمد میں بھی موجود ہیں' لیکن اس پر اعتراضات ملاحظہ فرمایئے:

"یہ روایت قابل استناد نہیں کیونکہ بلحاظِ روایت ضعیف ہے۔ یہ دو طریقوں سے مروی ہے' پہلے طریقہ میں زہیر بن محمد تمیمی ضعیف ہے' اس کے متعلق لکھا ہے:

قال معاویہ عن یحییٰ ضعیفة وذکرہ ابو ذرعة فی اسامی الضعفاءِ قال عثمان الدارمیُّ لہ اغالیطٌ کثیرةٌ قال النسائی ضعیفة وفی موضع آخر ولیس بالقوی ۔

"کہ زہیر تمیمی' امام یحییٰ کے نزدیک اور ابوزرعہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ عثمان الدارمی کہتے ہیں کہ اس کی غلط روایات کثرت سے ہیں' نسائی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے طریقہ میں عبداللہ بن دینار' مولیٰ عمر اور ابوصالح الخوزی ضعیف ہیں۔ عبداللہ بن دینار کی

Marfat.com

روایت کو عقیلی نے مخدوش قرار دیا ہے اور ابوصالح الخوزی کو ابن معین ضعیف قرار دیتے ہیں''۔

(مولانا ابوالعطاء جالندھری قادیانی مبلغ: القول المبین صفحہ 73-74)

ترمذی کی ایک اور حدیث شریف دیکھئے:

قال رسول اللّٰہ ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا' میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی''۔ (سنن ترمذی' کتاب الرؤیا' باب ذہاب النبوۃ)

یہ حدیث شریف مسند احمد میں بھی موجود ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے' لیکن اس پر اعتراض ملاحظہ فرمائیں:

''یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کے چاروں راوی (1) حسن بن محمد الزعفرانی (2) عفان بن مسلم (3) عبدالواحد بن زیاد (4) المختار بن فلفل ضعیف ہیں۔ گویا سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شروع سے لے کر آخر تک تمام سلسلۂ اسناد ضعیف راویوں پر مشتمل ہے۔ حسن بن محمد الزعفرانی کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں: ''ابن قانع کہتے ہیں کہ حسن بن محمد ضعیف تھا' دارقطنی کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک اس راوی کی صحت کے بارے میں کلام ہے''۔ اسی طرح دوسرے راوی عفان بن مسلم کے متعلق ابوخیثمہ کہتے ہیں کہ ہم اس راوی کو قابل قبول نہیں سمجھتے۔ تیسرے راوی عبدالواحد بن زیاد کے متعلق لکھا ہے کہ یحییٰ کہتے ہیں: یہ راوی کسی کام کا نہیں۔ اسی طرح چوتھے راوی مختار بن فلفل کے متعلق لکھا ہے کہ یہ راوی روایت میں اکثر غلطی کرتا تھا۔ سلیمان نے کہا ہے کہ یہ راوی حضرت انس رضی اللہ

Marfat.com

عنہ سے نا قابل قبول روایات بیان کرنے والوں میں سے ہے۔ چنانچہ روایت زیر بحث بھی اس راوی نے انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کی ہے' لہٰذا محدثین کے نزدیک یہ روایت قابل انکار ہے اور حجت نہیں''۔

(القول المبین صفحہ 77-78)

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے:

قال النبی ﷺ انا محمد' وانا احمد وانا الماحی الذی یمحٰی بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی وانا العاقب الذی لیس بعدہٗ نبی ۔

''نبی ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر محو کیا جائے گا' میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو''۔ (ترمذی' کتاب الآداب' باب اسماء النبی)

اس حدیث شریف پر اعتراضات ملاحظہ فرمایئے:

''یہ روایت قابل حجت نہیں کیونکہ اس کا ایک راوی سفیان بن عیینہ ہے جس نے یہ روایت زہری سے لی ہے۔ سفیان بن عیینہ کے متعلق لکھا ہے: یعنی یہ راوی تدلیس کیا کرتا تھا۔ امام احمد کہتے ہیں کہ زہری سے قریباً بیس روایات میں اس نے غلطی کی ہے۔ یحیٰی بن سعید کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ سفیان بن عیینہ کے حواس 197ھ میں بجا نہ رہے تھے۔ پس جس نے اس سال (یا اس کے بعد) اس سے روایت لی ہے وہ بے حقیقت ہے''۔

اس روایت کے دوسرے راوی زہری کے متعلق بھی لکھا ہے کہ یہ راوی کبھی کبھی تدلیس بھی کرلیا کرتا تھا' پس اس روایت میں بھی اس راوی نے از راہِ

Marfat.com

تدلیس ''والعاقب الذی لیس بعدہٗ نبی'' کے الفاظ بڑھا دیئے۔

''عاقبؐ'' عربی لفظ ہے اور صحابہ جن کے سامنے آنحضرت ﷺ کلام فرما رہے تھے' وہ بھی عرب تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ کو ترجمہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ ترجمہ ہی صاف بتا رہا ہے کہ یہ ترجمہ کسی ایسے آدمی نے کیا ہے جو اس حدیث کو ایسے لوگوں کے سامنے بیان کر رہا ہے جو فصیح عرب نہ تھے۔ چنانچہ ملا علی قاری نے صاف فرما دیا ہے: پس ظاہر ہے کہ ''العاقب الذی لیس بعدہٗ نبی'' کسی صحابی یا بعد میں آنے والے کسی شخص نے بطور تشریح بڑھا دیا ہے''۔ (مولانا ابوالعطاء جالندھری: القول المبین صفحہ 79-80)

ابن ماجہ کی ایک حدیث شریف دیکھئے:

قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لم یبعث نبیًا الاحذر امتہ الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو خارج فیکم لا محالۃ۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی اُمت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو (مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو' لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے''۔ (ابن ماجہ' کتاب الفتن' باب الدجال)

ابن ماجہ کی اس حدیث شریف پر اعتراضات ملاحظہ فرمائیں:

''یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ ابن ماجہ نے جن راویوں سے اسے نقل کیا ہے' ان میں سے عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی اور اسماعیل بن رابع (ابورافع) ضعیف ہیں۔ عبدالرحمٰن بن محمد کے متعلق لکھا ہے کہ ابن معین کہتے ہیں کہ یہ راوی مجہول راویوں سے نا قابل قبول روایات بیان کیا کرتا تھا۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ یہ راوی تدلیس کیا کرتا تھا......ابن سعید کہتے ہیں کہ یہ

Marfat.com

راوی بہت غلط روایات کیا کرتا تھا''۔ اس حدیث کا دوسرا راوی ابورافع اسماعیل بن رافع بھی ضعیف ہے کیونکہ یعنی امام احمد' یحییٰ اور ایک جماعت محدثین نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے' دارقطنی اسے متروک الحدیث کہتے ہیں اور ابن عدی کے نزدیک اس کی تمام کی تمام روایات مشکوک ہیں''۔(مولانا ابوالعطاء جالندھری: القول المبین صفحہ 81-82)

ابوداؤد کی ایک حدیث شریف دیکھئے:

عن ثوبان قال رسول اللہ ﷺ......وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔

''ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:......اور یہ کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا' حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(ابوداؤد' کتاب الفتن)

ابوداؤد کی اس حدیث شریف پر اعتراضات ملاحظہ فرمایئے:

''ترمذی اور ابوداؤد کے علاوہ...... بخاری میں بھی یہ روایت ہے۔ مگر جہاں تک اس حدیث کے راویوں کا تعلق ہے' قابل استناد نہیں۔ کیونکہ بخاری نے اسے ابوالیمان سے بطریقہ شعیب و ابوالزناد نقل کیا ہے۔ ابوالزناد کے متعلق ربیعہ کا قول ہے کہ یہ راوی نہ ثقہ ہے اور نہ پسندیدہ۔ ابوالیمان راوی نے یہ روایت شعیب کے نام سے روایت کی ہے۔ حالانکہ لکھا ہے کہ ابوالیمان نے شعیب سے ایک حدیث بھی نہیں سنی۔ امام احمد بن حنبل نے بھی یہی فرمایا ہے' پس یہ روایت قابل استناد نہ رہی۔

تیس دجالوں والی حدیث کو ترمذی نے جس طریقہ سے نقل کیا ہے' اس کی

Marfat.com

اسناد میں ابوقلابہ اور ثوبان دو راوی نا قابل اعتبار ہیں' ابوقلابہ کے متعلق تو لکھا ہے کہ ابوقلابہ فقہاء میں سے نہ تھا بلکہ وہ ابلہ مشہور تھا اور جو اسے ملا اس کے بارے میں اور جو اس سے نہیں ملا اس کے بارے میں تدلیس کیا کرتا تھا۔ اسی طرح ثوبان کے متعلق ازدی کا قول ہے کہ اس راوی کی صحت میں اہل علم کو کلام ہے۔

ترمذی کے دوسرے طریقہ میں عبدالرزاق بن حمام اور معمر بن راشد دو راوی ضعیف ہیں۔ عبدالرزاق بن حمام تو شیعہ تھا' نسائی کے نزدیک وہ قابل اعتبار نہیں اور عباس عنبری کہتے ہیں کہ وہ کذاب تھا اور واقدی سے بھی زیادہ جھوٹا تھا' یہ شخص کذاب تھا اور حدیث چوری کیا کرتا تھا۔

ابوداؤد اور ابن ماجہ کے راویوں میں ابوقلابہ اور ثوبان بھی ہیں جن کے متعلق ضمن 'ب' مندرجہ بالا میں ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ سلیمان بن حرب اور محمد بن عیسیٰ بھی ضعیف ہیں۔ سلیمان بن حرب کے متعلق خود ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ راوی ایک حدیث کو پہلے ایک طرح بیان کرتا تھا لیکن جب بھی دوسری دفعہ اُسی حدیث کو بیان کرتا تھا تو پہلی سے مختلف ہوتی تھی اور خطیب کہتے ہیں کہ یہ شخص روایت کے الفاظ میں تبدیلی کر دیا کرتا تھا۔

محمد بن عیسیٰ کے متعلق خود ابوداؤد کہتے ہیں کہ کبھی کبھی تدلیس کر لیا کرتا تھا۔

ابوداؤد کے دوسرے طریقہ میں عبدالعزیز بن محمد اور العلاء بن عبدالرحمٰن ضعیف ہیں۔ عبدالعزیز بن محمد کو امام احمد بن حنبل نے خطاء کار۔ ابوزرعہ نے ''سیّئ الحفظ '' اور نسائی نے کہا ہے کہ ''لیس بالقوی '' (قوی نہیں)۔ ابن سعد کے نزدیک ''کثیر الغلط '' تھا۔ اسی طرح ابوداؤد والی روایت کا دوسرا راوی العلاء بن عبدالرحمٰن بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کے

Marfat.com

متعلق ابن معین کہتے ہیں: (1) سہل بن ابی صالح (2) العلاء بن عبدالرحمٰن (3) عاصم بن عبیداللہ (4) ابن عقیل' ان چاروں کی حدیث حجت نہیں ہے۔ پس جہاں تک راویوں کا تعلق ہے' یہ روایت قابل استناد نہیں''۔

(مولانا ابوالعطاء جالندھری: القول المبین صفحہ 92 تا 95)

بخاری و مسلم دونوں کی ایک حدیث شریف دیکھئے:

قال رسول اللّٰہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبی بعدی ۔

''رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔ (بخاری و مسلم' کتاب فضائل الصحابہ)

بخاری و مسلم کی اس حدیث شریف پر اعتراض ملاحظہ فرمائیے:

''اس حدیث کی دوسری روایت ہے: ''قال علیه السلام یا علیُّ اما ترضٰی ان تکون منّی کھارون من موسٰی غیر انّك لست نبیًّا'' (الطبقات الکبریٰ جلد 5 صفحہ 15) کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے علی! کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ مجھے تو ایسا ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام تھے۔ مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد تو نبی نہیں ہوگا۔ ''لست نبیًّا'' نے ''لا نبی بعدی'' کی تشریح کر دی کہ آنحضرت ﷺ کا خطاب عام نہیں بلکہ خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔ پھر یہ مشابہت بھی غزوۂ تبوک کے عرصہ سے متعلق ہے' دائمی نہیں''۔

(مولانا ابوالعطاء جالندھری: القول المبین: صفحہ 85-86)

بخاری و مسلم کے مقابلے میں طبقات الکبریٰ پر انحصار اور ''لست نبیًّا'' وہاں بھی

Marfat.com

موجود ہے'اس کا اعتراف نوٹ فرمائیں اور"لا نبی بعدی" سے بچنے کی بے سود کوشش بھی نوٹ فرمائیں۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث شریف دیکھئے:

حدثنا عبد القدوس بن محمد ثنا داؤد بن شبیب الباهلی ثنا ابراهیم ابن عثمان ثنا الحکم بن عتیبه عن مقسم' عن ابن عباس' قال لما مات ابراهیم ابن رسول الله ﷺ وقال ان له مرضعانی الجنة ولو عاش لکان صدیقا نبیا ولو عاش لعتقت اخواله القبط وما استرق قبطی .

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے نماز (جنازہ) پڑھی اور فرمایا کہ اس کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی موجود ہے اور اگر یہ زندہ رہتا تو صدیقاً نبیاً ہوتا"۔

(ابن ماجہ مصری' کتاب الجنائز' بحوالہ زھق الباطل' صفحہ 358'از مرزا طاہر احمد)

ابن ماجہ کی اس حدیث شریف پر اعتراض ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا طاہر صاحب کہتے ہیں: اس کے بجائے مندرجہ ذیل روایت قابل قبول ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال لما توفی ابراهیم ارسل النبی ﷺ الی امه ماریة فجاء ته وغسلته و کفنته وخرج به وخرج الناس معه فدفنه وادخل النبی ﷺ یده فی قبره فقال اما واللّٰه انه لنبی ابن نبی .

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی والدہ ماریہ کو

Marfat.com

جنازہ تیار کرنے کا پیغام بھیجا' چنانچہ انہوں نے صاحبزادہ ابراہیم کو غسل دیا' کفن پہنایا' حضور علیہ السلام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنازہ باہر لائے' قبرستان میں دفن کیا اور پھر قبر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: خدا کی قسم! یہ نبی ہے' نبی کا بیٹا ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ گھر کے فرد تھے' اس لیے ان کی روایت ہی زیادہ وضاحت اور تفصیل سے موجود ہے کہ کیا واقعہ ہوا۔ مرزا طاہر)۔

(تاریخ الکبیر لابن عساکر بحوالہ مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 359-360)

مرزا طاہر کیلئے حدیث شریف کے مقابلے میں تیسرے درجے کی ایک تاریخ کی کتاب کا حوالہ زیادہ قابل اعتماد ہے۔ نوٹ فرمائیں:

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے: احمدیوں نے پہلے تو ان تمام احادیث پر اُلٹے سیدھے اعتراض اُٹھا اُٹھا کر ان سے جان چھڑوانے کی کوششیں کیں (ان اعتراضات کی بے اصلیت آگے بے نقاب ہو گی) اور مزید یہ کوششیں بھی کیں کہ ختم نبوت کو ایمان کی بنیادوں سے ہی نکلوا دیا جائے۔

مرزا طاہر احمد صاحب لکھتے ہیں:

"یہ ایک حقیقت ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کبھی بھی ایمان کی بنیادوں میں نہیں رہا۔ کیونکہ سوال یہ ہے کہ ایمان کی بنیادیں بتانے والے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے' یا یہ آج کل علماء ہیں؟ جن پر قرآن نازل ہوا' جن کو اسلام عطا ہوا' کیا ان کا علم نہیں تھا کہ ایک ایسی بنیاد بھی ہے جس کا میں ذکر نہیں کر رہا اور وہ پیچھے رہ گئی ہے؟ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس: شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد الرسول اللہ واقام

Marfat.com

الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان وحج البیت ۔

(جامع ترمذی' کتاب الایمان)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے' اوّل یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے' دوسرے نماز قائم کرنا' تیسرے زکوٰۃ دینا' چوتھے روزے رکھنا' پانچویں بیت اللہ کا حج کرنا''۔

اور بات ختم ہوگئی۔ یہ پانچ بنیادیں ہیں جو آنحضرت ﷺ کو معلوم تھیں اور یہ چھٹی بنیاد اب ''دریافت'' کی گئی ہے جس کا نعوذ باللہ من ذالک! حضور اکرم ﷺ کو کوئی علم نہیں دیا گیا تھا۔

یہ کہیں ایمان کی بنیادوں میں سے نہ ہو' سو وہاں بھی تلاش کر لیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد حضرت عمر بن الخطاب ہم تک پہنچاتے ہیں:

قال کنا عند رسول اللّٰہ ﷺ فجاء رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یریی علیه اثر السفر ولا یعرفه منا احد حتی اتی النبی ﷺ فالزق رکبته برکبته ثم قال یا محمد ما الایمان؟ قال ان تؤمن باللّٰه وملائکته وکتبه ورسله والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ ۔ (ترمذی' کتاب الایمان)

''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے حضور بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا' جس کے کپڑے بہت سفید تھے اور بالوں کا رنگ سیاہ تھا' نہ وہ مسافر لگتا تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا' وہ آیا اور آنحضرت ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ اپنے گھٹنے ملا کر مؤدب بیٹھ گیا اور عرض کیا: اے محمد (ﷺ)! ایمان کسے

کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تُو اللہ پر'اس کے فرشتوں پر'اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے'یومِ آخرت کو مانے اور خیر اور شر کی تقدیر اور اس کے صحیح صحیح اندازے پر یقین رکھے''۔

کہیں بھی ختم نبوت کا ذکر ارکانِ ایمان میں نہیں کیا گیا اور یہ حدیث غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے' کیونکہ اس کے بعد راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ کہہ کر اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ کچھ باتیں پوچھیں اور کہا کہ ہاں! یا رسول اللہ! بالکل درست ہے۔ کہتے ہیں: ہمیں تعجب ہوا کہ وہ سیکھنے آیا تھا یا امتحان لینے آیا تھا اور یہ کہہ کر وہ سیدھا اُٹھ کر باہر چلا گیا۔ رسول کریم ﷺ ہمارا تعجب سمجھ گئے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تو جبرائیل تھا جو تمہاری تعلیم کے لیے آیا تھا۔ پس یہاں بھی ایمان کی بنیادوں میں ختم نبوت کا ذکر نہیں۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 397 تا 399)

مرزا طاہر صاحب نے اپنے مؤقف کی حمایت میں ترمذی شریف کے حوالے اسی طرح دیئے ہیں جیسے اُمت مسلمہ کیلئے وہ بہت بڑی خبر لے کر آئے ہوں۔ کیا اُمت مسلمہ ان مندرجہ بالا احادیث کی منکر ہے؟ کیا اُمت مسلمہ ایمان کی ان مندرجہ بالا بنیادوں سے کبھی منکر رہی ہے؟ کبھی نہیں۔ مرزا طاہر صاحب کو بھی احساس تھا کہ وہ حسب معمول خلط مبحث کر رہے ہیں' زیر بحث مسئلہ یہ ہے ہی نہیں۔ ان سب بنیادوں پر ایمان کے باوجود کیا کوئی شخص قرآن مجید کے کسی لفظ کے انکار سے مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کر کے مسلمان رہ سکتا ہے' ہرگز نہیں! کیا کوئی مسلمان حضور اکرم ﷺ کی توہین کر کے مسلمان کہلوا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! یہ ایمانیات کہاں سے آئیں؟ احمدیوں نے پہلے تو لاکھ کوششیں کیں کہ کسی طرح اسی عقیدۂ ختم نبوت کو ایمان کی بنیادوں سے ہی نکلوا دیا جائے لیکن جب احساس ہوا کہ یہ بھی ناممکن ہے اور اُمت مسلمہ کا مؤقف ہی درست ہے' اب اس حقیقت سے آنکھیں

Marfat.com

چرانا خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے اور ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں تو اب ''ہتھیار ڈالنا'' ملاحظہ فرمائیں:

''جماعت احمدیہ کا کامل ایمان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہمارا کامل ایمان اور کامل یقین ہے' خاتمیت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور جو اس کا انکار کرے ہم اس کو مسلمان نہیں سمجھتے''۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 399)

یعنی یہ چھٹی بنیاد اب انہوں نے بھی ''دریافت'' کر لی اور کہتے ہیں کہ جو اسے نہ مانے ہم اسے مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ اسی طرح دیگر احادیث شریف کے معاملہ میں کیا گیا۔ ابھی آپ نے حدیثوں پر سوسو اعتراضات ملاحظہ فرمائے ہیں۔ ہزاروں مین میخ نکالی گئیں' ایڑی چوٹی کا پورا زور لگا دیا گیا کہ کسی طرح ان احادیث کو رڈ کیا جا سکے۔ لیکن یہ ''صحاح ستہ'' کی احادیث تھیں' لاکھوں احادیث کے مجموعوں میں سے معیارات کی ہزاروں چھلنیوں سے گزار کر کروڑوں کسوٹیوں کی بھٹیوں میں تپا کر اُمت مسلمہ نے کندن کی طرح کے صرف 6 مجموعے چنے تھے' جنہیں صحیح ترین ''صحاح'' قرار دیا تھا' ساری اُمت مسلمہ کی یہ تسلیم شدہ' متفقہ' طے شدہ احادیث کا معاملہ تھا۔ ان پر اس قسم کے بچگانہ اعتراضات ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ ایسے طفلانہ تلبیساتی اعتراضات کی بے اصلیت اور بے وقعیت آخر کب تک چھپی رہ سکتی تھی۔ مثلاً ذرا دیکھئے:

بخاری کی حدیث شریف ''مثلی ومثل الانبیاء من قبلی ''جس میں مکان اور اینٹ کا ذکر ہے' اس پر اعتراض کیا گیا کہ اس کا ایک راوی زہیر بن محمد تمیمی ضعیف ہے۔ اس حدیث کے دوسرے طریقہ کے راوی مولیٰ عمر اور ابوصالح الخوزی پر اعتراض کیا گیا کہ یہ بھی ضعیف ہیں' وغیرہ وغیرہ۔ (القول المبین صفحہ 73) لیکن بخاری شریف کی اس مذکورہ حدیث کے کسی بھی طریقہ میں یہ راوی موجود ہی نہیں ہیں۔ کسی اور مجموعے کی وہ

Marfat.com

حدیث جس میں ''قصر'' کا ذکر ہے اس کے اعتراضات بخاری شریف کی اُس حدیث پر وارد کیے جا رہے ہیں جس میں ''بیت'' کا ذکر ہے۔ یعنی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ڈھٹائی اور دیدہ دلیری ملاحظہ فرمائیں۔ کسی اور حدیث کے اعتراضات اس انداز میں یہاں پیش کر دیئے گئے جیسے وہ اس پر منطبق ہو رہے ہوں۔ اب ایک سادہ لوح غلام احمدی قاری کو کیا پتا چلتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہاتھ ہوا ہے لیکن ایسی طفلانہ باتیں اُمت مسلمہ کو تو دھوکہ نہیں دے سکتی تھیں۔

ترمذی کی حدیث شریف ''انا العاقب'' جس میں ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ میں محمد ہوں احمد ہوں اور عاقب ہوں یعنی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو وغیرہ۔ اس پر اعتراض کیا گیا کہ اس کا راوی سفیان بن عیینہ تدلیس کرتا ہے۔ اس کے راوی زہری پر بھی اعتراض کیا گیا اور پھر ''عاقب'' پر بھی اعتراض کیا گیا کہ ''عاقب'' کے آگے تشریحی الفاظ کیوں ہیں یعنی ''والعاقب الذی لیس بعدہ نبی'' کیوں لکھا گیا۔ حدیث عاقب پر ہی کیوں ختم نہیں ہوئی۔ عربوں کے سامنے ''عاقب'' بولا گیا اور وہ اس کے معنی سمجھتے تھے پھر عاقب کے آگے یہ کیوں لکھا گیا کہ ''عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو'' وغیرہ۔ (القول المبین صفحہ 79-80)

ترمذی کے علاوہ یہی حدیث شریف بخاری میں بھی موجود ہے۔ ملاحظہ فرمایئے! میں اصلی الفاظ پیش کرتا ہوں:

حدثنی ابراهیم بن المنذر قال حدثنی معن عن مالك عن ابن شهاب عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیه رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لی خمسة اسماءٍ انا محمدٌ واحمدٌ وانا الماحی الذی یمحُو اللّٰهُ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناسُ علی قدمی وانا العاقب .

Marfat.com

''ابراہیم بن منذر' معن' مالک' ابن شہاب' محمد بن جبیر بن مطعم' اپنے والد حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں' میں محو کرنے والا ماحی ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹاتا ہوں اور حاشر ہوں کہ (قیامت کے دن) سب لوگ میرے قدموں پر اُٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں''۔ (بخاری شریف' کتاب الانبیاء' باب اسماء الرسول)

مجھے بتایئے! اب غلام احمدی اپنے اعتراض کہاں لے جائیں گے۔ اس حدیث میں نہ سفیان بن عیینہ ہیں نہ زہری ہیں۔ اور ''عاقب'' کے بعد تشریحی الفاظ بھی نہیں۔ اور ہے بھی بخاری کی حدیث۔ اب انکار ہو تو کیسے ہو؟ صحاح ستہ کی تمام احادیث ایسی ہی ہیں۔ آپ ایک جگہ اعتراض کریں گے تو کسی دوسری جگہ وہی بات زیادہ شدومد کے ساتھ ثابت ہو جائے گی۔ کہاں سے نکلیں گے؟ بچنے کا کوئی راستہ ہے ہی نہیں۔

بخاری' مسلم' مسند احمد کی وہ حدیث شریف جس میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے نسبت دی' اس کے بارے میں جماعت احمدیہ کے ترجمان مولوی صاحب نے اعتراض اُٹھایا کہ ''طبقات الکبریٰ'' میں تو ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ نہیں ہیں۔ وہاں تو ''لست نبیا'' کے الفاظ ہیں' وغیرہ۔ (القول المبین صفحہ 85-86) لیکن اُسی حدیث شریف کو مرزا طاہر احمد کیسے چوم چاٹ کر گلے لگا رہے ہیں اور اس کی معنوی جہات انہیں کیسی بھائی ہیں' ملاحظہ فرمایئے:

''کیسی عمدہ دلیل ہے اور کیسی پیاری بات ہے۔ صاحب عرفان اور متقی لوگ اس طرح باریک در باریک نظر کے ساتھ مطالعہ کرتے تھے' خصوصاً احادیث کا بڑی محنت کے ساتھ مطالعہ کیا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ کے منشاء سے محبت رکھتے تھے اور آپ ﷺ کے اقوال کے عاشق تھے'

Marfat.com

آنحضور ﷺ کے ارشادات کی مراد اور منشاء معلوم کرنے کے لیے بڑی جستجو کرتے تھے"۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 355-356)

"لا نبی بعدی" کے الفاظ بے شمار احادیث میں غیر مبہم انداز میں اس تواتر سے وارد ہوئے ہیں اور اتنے دوٹوک اور محکم ہیں کہ احمدیوں کے لیے یہ سب سے زیادہ پریشان کن بھی تھے اور تکلیف دِہ بھی۔ پہلے تو ان سے براہِ راست جان چھڑانے کی کوشش کی گئی' کبھی اسے "بعدہٗ" بنانے کی کوشش کی گئی' پھر "لا" کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا کہ "لا" موصوف کی صفت کے کمال کی نفی ہے' کبھی جمال کی نفی ہے' کبھی صفت کے موصوف کی نفی ہے' کبھی اسے قیصر سے ملایا گیا' کبھی اسے تلوار سے ملایا گیا' کبھی کہا گیا: "بعدی" مغائرت ہے' کبھی کہا گیا مخالفت ہے' کبھی کہا گیا "غیر" ہے' کبھی اسے غیر حاضری بنایا گیا' کبھی اسے مدمقابل بنا دیا گیا۔ (القول المبین صفحہ 86 تا 92) آخر منتوں سماجتوں اور آہ و زاریوں پر اتر آئے کہ اُمت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ ہر جگہ جہاں "بعدی" کا لفظ ہے اُسے "غیری" پڑھے اور سمجھے۔

"یہ مطلب ہے اس حدیث کا۔ پس اگر "بعدی" بھی ہے تو وہ "غیری" کے معنوں میں ہے"۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 358)

لیکن یہ احادیث کے الفاظ ہیں' احمدیوں کی خامہ فرمائیاں نہیں' اُمت مسلمہ کٹ تو سکتی تھی' حضور اکرم ﷺ کے الفاظ بدل نہیں سکتی تھی اور نہ کبھی بدلے گی' چنانچہ چاروں طرف سے مایوس ہو کر بالآخر انہوں نے ہتھیار ڈالنے اور ان تمام احادیث کو مان لینے کا فیصلہ کیا۔ ابوداؤد کی حدیث جس میں ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے' ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں نبیوں کا خاتم ہوں اور میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں' کو تسلیم کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد لکھتے ہیں:

Marfat.com

''بالکل درست ہے اور مجھے اس سے سو فیصدی اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ اگر ایک دروازہ بند کر رہے ہیں تو اس دروازے کو کھولنے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ ہم اس پر آمنا و صدقنا کہتے ہیں' تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے میں اس بات کو تسلیم کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں ہے' اس میں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے ہاتھ سے جو دروازہ بند کر رہے ہوں' کسی ماں نے وہ بیٹا نہیں جنا جو اس دروازے کو کھول دے''۔

(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 347-348)

محولا بالا پہلی حدیث شریف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے' کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کہ عمر میں نبوت کی استعدادیں موجود ہیں' اگر میں تم میں مبعوث نہ کیا جاتا تو عمر تم میں میری جگہ مبعوث کیا جاتا' یہ مطلب ہے اس حدیث کا''۔

(زھق الباطل صفحہ 358)

مولانا ابوالعطاء جالندھری بھی اس حدیث شریف کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''چونکہ آنحضرت ﷺ مبعوث ہو گئے' اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نبی نہ بنے''۔ (القول المبین صفحہ 85)

دیگر احادیث شریف کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں معمول یہ تھا کہ ان میں نبی بادشاہ بھی ہوتا تھا''۔

''اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں شریعت کے محل کا ذکر ہے' جس کو نبی تعبیر کرتے ہیں''۔

''حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس میں ان انبیاء کا ذکر ہے جو آ کر نئی

Marfat.com

اُمت بناتے ہیں''۔

''اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ دونوں کذاب ''میرے بعد'' نکلیں گے''۔

''اس حدیث کی سچائی ثابت ہوگئی ہے''۔

''غرضیکہ خواہ 27 دجالوں کی آمد کی پیشگوئی ہو' خواہ تیس کی بہرحال وہ تعداد پوری ہوچکی ہے''۔

''مطلب حدیث تو نہایت واضح ہے کہ نئی اُمت قائم کرنا صاحب شریعت نبیوں کا کام ہے''۔ (القول المبین صفحہ 72-74-82-89-95-96-98)

''اور حدیث میں خود آنحضرت ﷺ نے ''لا نبیّ بعدی'' فرما کر اس امر کا فیصلہ کردیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آسکتا''۔

(مرزا غلام احمد: کتاب البریہ حاشیہ 185' الاستفتاء صفحہ 22' 1907ء)

غلام احمدیوں کو ان احادیث کو ماننا ہی تھا اور انہیں مانتے ہی بنا۔ یہ صحاح ستہ کی احادیث تھیں' ان کے سورج کے آگے کسی کا چراغ جل ہی نہیں سکتا تھا۔ ان پر اعتراضات کرنا چاند پر تھوکنے والی بات تھی جو اپنے منہ پر واپس آیا کرتا ہے۔ انہیں تسلیم کیے بغیر چارہ ہی نہ تھا' رستے تڑوانے کی لاکھ کوشش کی گئی' لاکھ بھاگنے کی کوشش کی گئی' لاکھ ہاتھ پاؤں مارے گئے' ایک کا سرا دوسرے سے اور دوسرے کا سرا تیسرے سے جوڑ جوڑ کر اُلٹے سیدھے اعتراضات کیے گئے' کبھی ان سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کی گئیں اور کبھی انہیں دیکھ کر شترمرغ کی طرح سر ریت میں چھپایا گیا لیکن انہیں مانے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ نہ صرف صحاح ستہ کی تمام حدیثوں نے بلکہ پورا ذخیرۂ احادیث میں پائے جانے والی تمام حدیثوں نے اپنا سکہ منوایا' جو کسی نہ کسی انداز میں صحاح ستہ کی احادیث

Marfat.com

کی تفسیر کرتی تھیں یا ان کا تتمہ تھیں۔ اور جماعت احمدیہ نے ان تمام کو تسلیم کر لیا' مجھے دوبارہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جی ہاں غلام احمدیوں نے ان تمام احادیث کو مان لیا ہے اور مانتے ہیں۔

لیکن!

غلام احمدیوں کی طرف سے ان تمام احادیث کے مانے جانے' تسلیم کیے جانے اور ان کو دل و جان سے قبول کیے جانے پر آپ زیادہ خوش نہ ہوں کہ چلئے مسئلہ ہی ختم ہو گیا۔

ذرا ٹھہریئے!

غلام احمدیوں نے ان تمام احادیث کو ایسے ہی قبول نہیں کیا' انہوں نے صرف پینترا بدلا ہے' ان کی اس قبولیت احادیث میں ایک ایسا دجالی دجل' ایک ایسی ابلیسی تلبیس' ایک ایسا چور چکر اور ایک ایسا شیطانی شوشہ شامل ہے جس کا آپ تصور تک نہیں کر سکتے۔ انہوں نے شریعتی نبوت تو وہی تسلیم کر لی ہے جو اُمت مسلمہ کی ہے اور اسے اُمت مسلمہ کی طرح منقطع بھی تسلیم کر لیا ہے' لیکن ساتھ ہی ایک نئی قسم کی نبوت کا چور دروازہ بھی کھول لیا ہے' جس کا نام انہوں نے رکھا ہے: ''اُمتی نبوت''۔

اب وہ مزے سے کہتے ہیں کہ یہ تمام احادیث دراصل شریعتی نبوت کے ردّ میں ہیں۔ ہم قرآن میں بھی اور حدیث میں بھی۔ نبوت کے بند کیے جانے کے تمام احکامات مانتے ہیں اور بند تسلیم کرتے ہیں' بلکہ صرف شریعتی نبوت بند ہے۔ اُمتی نبوت تو کھلی ہے' ہے کہیں اُمتی نبوت کا ذکر؟ جب ذکر بھی نہیں تو وہ بند بھی نہیں۔ اب آپ جو بھی دلیل پیش کریں گے' وہ طوطے کی طرح ایک ہی رٹ لگائیں گے کہ اس میں تو شریعتی نبوت کے اجراء کا انکار ہے۔ اُمتی نبوت کے اجراء کا انکار تو نہیں ہے۔ اب آپ اپنا سر پیٹ لیں' ہزار دلائل دیں' قرآن مجید کی کھلی کھلی آیات دکھا دیں' سارا ذخیرۂ حدیث ان کی

Marfat.com

آنکھوں کے سامنے پھرا دیں' ایک ایک لفظ پڑھوا دیں' کھلی کھلی نشانیاں بتا دیں' واضح' دو ٹوک' محکم' احکامات دکھا دیں' صحابہ کرام کا تعامل دکھا دیں' تابعین' تبع تابعین کا معمول دکھا دیں' کچھ بھی کر لیں' اجماع ثابت کر دیں یا فقہی آراء' محدثین دکھا دیں یا مفسرین' فقہاء دکھا دیں یا صوفیاء' متکلمین دکھا دیں' یا سلف صالحین کچھ بھی کر لیں' اب انہوں نے ایک ہی چور راستہ پکڑ لیا ہے کہ یہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ یہ قرآن مجید بھی ٹھیک' یہ احادیث بھی ٹھیک' یہ اجماع بھی ٹھیک' یہ آثار بھی ٹھیک' یہ صحابہ و تابعین کی شہادتیں بھی ٹھیک' یہ محدثین' یہ مفسرین' یہ فقہاء' یہ متکلمین' یہ صوفیاء یہ ائمہ سب صحیح ہیں۔

ہم بھی ان کے ساتھ ہیں' ہم بھی ہر دلیل مانتے ہیں' ہم بھی اُمت مسلمہ کے ساتھ مل کر بانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ:

''شریعتِ والا نبی نہیں آ سکتا''۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 364)

''مراد یہ ہے کہ میرے (حضور اکرم ﷺ) بعد نئی شریعت لانے والا کوئی نبی نہیں ہوگا''۔

''آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی صاحب شریعت نبی آنے والا ہے اور نہ ہی کوئی نئی اُمت قائم ہونے والی ہے''۔

''یعنی میرے (حضور اکرم ﷺ) بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو نئی شریعت لائے یا میری شریعت کے خلاف ہو''۔

''مطلب یہ ہے کہ اب آئندہ میرے (حضور اکرم ﷺ کے) مخالف کوئی نبی نہیں ہوسکتا''۔

''یعنی مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف (حضور اکرم ﷺ کے) رہ کر کوئی نبی نہیں ہوسکتا''۔

''ایک مخصوص نبوت کا انقطاع مراد ہے جو شریعت جدیدہ کی حامل ہو اور جو

Marfat.com

قرآنی شریعت کو منسوخ کرے نیز براہِ راست ہو''۔

''مراد آنحضرت ﷺ جیسے شارع مستقل نبی کی نفی ہے''۔

''آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر عمل کرتا ہو''۔

''نفی صرف تشریعی نبوت کی ثابت ہے''۔

''پس جو نبی نئی شریعت لے کر آئیں اور آنحضرت ﷺ کی اقتداء' متابعت سے باہر ہو کر دعویٰ نبوت کریں' صرف ان کے انقطاع کا اس حدیث سے استدلال ہو سکتا ہے''۔

''آنحضرت ﷺ کے بعد تشریعی نبی آنے والا نہ تھا''۔

''جماعت احمدیہ کا اعتقاد ہے کہ...... آپ ﷺ کے بعد کوئی شارع یا مستقل نبی نہ آ سکتا ہے نہ پیدا ہو سکتا ہے''۔

(مولانا ابوالعطاء جالندھری: القول المبین صفحہ 75 تا 99' اور 38)

''میں اس کے رسول ﷺ پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر) اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے''۔

(مرزا غلام احمد: چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23/340)

''اب بجز محمدی ﷺ نبوت سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا''۔ (مرزا غلام احمد: تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن 20/411-412)

''آنحضرت ﷺ کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں''۔

(مرزا غلام احمد: تتمہ چشمۂ معرفت روحانی خزائن 23/380)

''اور بجز اس کے (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی نبی صاحب خاتم نہیں''۔

(مرزا غلام احمد: حقیقۃ الوحی' طبع اول' روحانی خزائن 2/29)

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت منسوخ کر دے''۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 360)

''ایسا نبی نہیں آ سکتا جو میری (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو''۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 364)

''کوئی نبی ایسی شریعت لے کر پیدا نہیں ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرتی ہو''۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 365)

''شریعت والی نبوت بند ہے...... آنحضرت کی شان اور مرتبہ کا نبی نہیں آ سکتا''۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 367)

''میرے بعد دنیا کے کسی انسان کی طرف کوئی ایسا رسول نہیں آ سکتا جو شریعت لے کر آوے اور لوگوں کو اپنی شریعت کی طرف بلانے والا ہو' پس یہ وہ قسم نبوت ہے جو بند ہوئی اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا''۔

(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 341)

ان کی ''اُمتی نبوت'' سے تو خیر ہم بعد میں نپٹیں گے۔ پہلے تو وہ ہمیں یہ بتائیں کہ آپ جو گلے پھاڑ پھاڑ کر' چیخ چیخ کر' مونچھوں کو تاؤ دے دے کر' آنکھیں نکال نکال کر قرآن مجید کی آیات سے بھی اور احادیث سے بھی اور فقہاء کی آراء سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور دلائل پر دلائل دیتے رہے ہیں (اُلٹے سیدھے ہی سہی) کہ نبوت جاری ہے' جاری ہے جاری۔ اب وہ کیسے بند بند بند ہو گئی؟؟؟ میں زیادہ مثالیں نہیں دوں گا' لیکن آپ اپنے چند فرمودات پر غور تو کریں:

Marfat.com

مرزا غلام احمد خود کہتے رہے ہیں:

''آپ ﷺ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی''۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 97' طبع 1907ء)

اجرائے نبوت کے بارے میں جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد بیان کرتے ہوئے مولانا ابوالعطاء جالندھری' القول المبین میں لکھتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کی خاتمیت نے دیگر انبیاء کے فیوض کو بند کر کے فیضانِ محمدی ﷺ کا وسیع دروازہ کھول دیا ہے۔ آپ ﷺ کی اُمت کے لیے آپ ﷺ کی پیروی کے طفیل وہ تمام انعامات ممکن الحصول ہیں جو پہلے منعم علیہم لوگوں کو ملتے رہے ہیں''۔ (صفحہ 8)

''اور یہ سلسلہ بند نہیں بلکہ آپ ﷺ کی مہر اور روحانی توجہ اور قوتِ قدسیہ ہمیشہ نبی تراش ثابت ہوتی رہے گی''۔ (صفحہ 36)

''پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی سنت مذکور ہے کہ وہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب فرماتا رہتا ہے''۔ (صفحہ 41)

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے لیے اسی امامت کا وعدہ فرماتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس جگہ امامت سے مراد نبوت ہی ہے۔ لغت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہم نے نسل ابراہیم علیہ السلام میں نبوت کو جاری کیا۔ اس آیت کی رُو سے جب تک نسل ابراہیم علیہ السلام روئے زمین پر آباد ہے اور وہ ساری کی ساری الظالمین کے گروہ میں شامل نہیں ہوگئی' ان میں سلسلہ انبیاء رسل جاری رہنا ضروری

Marfat.com

ہے''۔(صفحہ 43-44)

''اللہ تعالیٰ نے ''صراط الذین انعمت علیھم'' کی خود تعلیم کردہ دعا میں دراصل مسلمانوں کو بشارت دی ہے کہ تم پر بھی بادشاہت اور نبوت کا انعام جاری رہے گا''۔(صفحہ 50)

''اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ خبیث اور طیب میں امتیاز کرے گا' لیکن اس کے لیے یہ صورت نہ ہوگی کہ براہِ راست ہر شخص کو یہ غیبی بات بتائی جائے کہ کون طیب ہے اور کون نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس امتیاز کے لیے یہ طریق اختیار فرمائے گا کہ وہ اپنے برگزیدہ رسول مبعوث کرتا رہے گا''۔

(صفحہ 54)

''کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نبوت اور بادشاہت کو قومی انعام قرار دیا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ضرورت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ خود کیا کرتا ہے۔ نبوت پر ایمان سے گریزاں انسان تو ہمیشہ چلاتے رہتے ہیں کہ ''اب اس نبی کے بعد کوئی رسول نہ آئے گا' اب خدا کسی کو مبعوث نہ کرے گا'' مگر اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں ضرورت کے مطابق نبی مبعوث فرماتا رہا ہے''۔

(صفحہ 227)

''نبی کی مدد' سے مراد اس کے مشن' اور اس کی لائی ہوئی شریعت کا نفاذ کرانا' ہے یا سابق نبی کی اُمت کی اصلاح ہے۔ اس مدد کے لیے بعد میں نبی آتے رہے ہیں''۔(صفحہ 228)

''بہت سے بلکہ ہزاروں انبیاء محض قوم کی اصلاح کے لیے آئے تھے اور ان کی ''نبوت'' کا دارومدار صرف ان کے اونچے کردار اور مصلحانہ عمل ہی پر استوار تھا۔ قوم کا بگاڑ آپ کو مسلم ہے اور بہت سے انبیاء کا محض اصلاح

Marfat.com

کیلئے مبعوث ہونا ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ ضرورتِ نبوت سے کیونکر انکار کرسکیں گے؟'' (صفحہ 233)

اب پھر مرزا غلام احمد کے ارشادات نوٹ فرمائیں:

''وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اُمت کے لیے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا''۔

(حقیقۃ الوحی طبع اوّل روحانی خزائن 30-2/29)

''اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو! ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے سیّد و مولیٰ (اس پر ہزارہا سلام) اپنے افاضہ کی رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہوگیا اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں، کوئی ان میں زندگی نہیں مگر آنحضرت ﷺ کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے''۔ (روحانی خزائن 20/389)

مرزا غلام احمد کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی تفسیر میں قرآن مجید کی درج ذیل آیات سے ثابت کیا (بزعم خود) کہ اُمت محمدیہ میں نبوت جاری ہے، نوٹ فرمائیں: تفسیر کبیر سورۂ فاتحہ:7، سورۂ نساء:70، سورۂ حج:76، سورۂ آل عمران:82 اور 180، سورۂ اعراف:36، سورۂ جن:8 اور انڈیکس میں عنوان باندھتے ہیں: ''اُمت محمدیہ میں نبوت جاری رہنے کا وعدہ'' (تفسیر صغیر صفحہ 23) پھر آگے عنوان باندھتے ہیں کہ ''اُمت محمدیہ میں انقطاع نبوت کا خیال درست نہیں''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 78)

کیا اب ہم ان سے دست بستہ پوچھ سکتے ہیں کہ پھر اب انقطاع شرعی نبوت کیسے ہوگیا؟ اب اُمت محمدیہ میں نبوت جاری رہنے کا وعدہ کہاں چلا گیا؟ نبی بنا بنا کر بھیجنے والا

وہ روحانی فیضان جس نے قیامت تک جاری رہنا تھا' وہ اب کیسے بند ہو گیا؟ اور اب آپ ضرورتِ نبوت سے کیونکر انکاری ہو گئے؟ لیکن انہیں چھوڑیئے! ان سے تو اب فرشتے پوچھ ہی رہے ہوں گے۔ ہم تو جماعت احمدیہ سے پوچھتے ہیں کہ جناب اب وہ آپ کے سارے دلائل کہاں گئے؟ آپ جو یہ فرماتے رہے ہیں' صفحوں کے صفحے کالے کر کر کے مائکروفونوں' لاؤڈ سپیکروں اور ویب سائٹوں پر' جلسوں' میٹنگوں اور ملاقاتوں میں جو فرماتے رہتے ہیں اور آپ جو ''زھق الباطل'' میں جو لکھتے رہے ہیں کہ:

''(حضور اکرم ﷺ کی) خاتمیت اپنی ذات تک درجہ کمالات کو سمیٹنے تک محدود نہیں بلکہ پھر اس فیض کو آگے جاری کرنے والی بھی ہے۔ ایسی خاتمیت نہیں جو سمیٹ کر بیٹھ رہے اور پھر اس فیضان کو آگے جاری نہ کرے''۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 328)

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جامعیت کی حد تک تو درست ہے مگر فیض کو اپنی حد تک محدود رکھنے میں بات درست نہیں ہے۔ آنحضور ﷺ فیوض کے جامع تو ہیں مگر اپنے تک روک رکھنے والے نہیں''۔ (صفحہ 329)

''یہ خالصتاً حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کا فیض ہے کہ آپ نے گذشتہ انبیاء ہی کو نہیں بلکہ دنیا میں ہر جگہ اور ہر مقام پر پیدا ہونے والے نبیوں کو سچا قرار دے کر ان پر احسانِ عظیم فرمایا' گویا کہ آپ کی خاتمیت کا فیض زمانی لحاظ سے آگے بھی جاری ہے' پیچھے کی طرف بھی جاری ہے اور مکانی لحاظ سے اس کی کوئی حد نہیں''۔ (صفحہ 333)

اُمت مسلمہ کے انقطاع نبوت کے عقیدے کا مذاق اُڑاتے ہوئے جو آپ فرماتے رہے ہیں کہ:

Marfat.com

''قرآن کریم نے اس کی نشاندہی کر دی ہے کہ یہ چھاپ کہاں سے لی گئی ہے کہ زمانے کے لحاظ سے آخری نبی ہوا کرتا ہے'' اور یوسف اس سے پہلے دلائل کے ساتھ تمہارے پاس آ چکا ہے مگر جو کچھ وہ تمہارے پاس لایا تھا' اس کے بارہ میں تم شک میں ہی رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گیا' تم نے مایوسی سے کہنا شروع کر دیا کہ اللہ اس کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں فرمائے گا'' معلوم ہوا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی چھاپ ہے۔ یہ عقیدہ اس زمانہ سے چلا آ رہا ہے جس کو قرآن ردّ کر رہا ہے اور پھر آگے ''چھاپ'' کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم یہی لفظ استعمال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس اللہ کی طرف سے آئی ہو' بحثیں کرتے ہیں' ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اللہ کے نزدیک اور مؤمنوں کے نزدیک بُرا ہے۔ اس طرح اللہ ان لوگوں کے پورے دل پر چھاپ لگا دیتا ہے جو تکبر کرتے ہیں۔ یہ ہے وہ چھاپ جو ہمارے مخالفین نے وہاں سے پکڑی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھی تم یہی کر چکے ہو۔ جب تک وہ زندہ رہا اور اپنے دلائل پیش کرتا رہا' تم نے اس کی ایک نہ سنی اور مخالفت میں پورا زور لگا دیا۔ جب وہ وفات پا گیا اور اس جہاں سے رخصت ہو گیا تو تم نے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ اب آئندہ خدا کبھی کسی اور نبی کو نہیں بھیجے گا۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام سے تو انکار کی وجہ سے چھٹی مل گئی اور اس عقیدہ کی بناء پر آئندہ بھی ہمیشہ کے لیے نبوت کی اطاعت سے آزاد ہو گئے۔ پس یہ وہ عقیدہ ہے جو قرآن کریم کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے اور یہ کوئی ایسی نئی چیز نہیں جسے نعوذ باللہ من ذالک! اُمت

Marfat.com

محمدیہ میں ایجاد کیا گیا ہو۔ اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ٹھیک تھا۔ آپ ﷺ کے بعد گویا ایک نیا قانون جاری ہوا۔ قرآن چونکہ ہر خطرہ اور ہر احتمال کو بند کر دیتا ہے۔ اس لیے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی اپنی عقل کے ایچ پیچ سے قرآن کریم کو شکست دے سکے۔ چنانچہ ایک اور آیت میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے اور وہ سورۂ جن کی آیت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جنوں نے جب آنحضرت ﷺ کی بیعت کی اور وہ واپس ہوئے تو وہ آپس میں باتیں کرتے جاتے تھے کہ ہمارے آباؤاجداد بھی کیسے کیسے بیوقوف اور کم عقل لوگ تھے، جو بغیر علم کے خدا تعالیٰ کے خلاف بڑی بڑی باتیں کیا کرتے تھے، وہ باتیں کیا تھیں؟ ان میں سے ایک بات یہ بیان کی کہ ''اب خدا کبھی کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجے گا''۔

دراصل پہلے لوگ بھی اسی قسم کی بیوقوفی کی باتوں میں مبتلا تھے جیسا کہ تم مبتلا ہو، تم بھی یہ کہتے ہو کہ اب خدا کبھی کسی کو نہیں بھیجے گا۔ اگر بقول آج کے ان علماء کے یہ تقدیر آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بدل چکی تھی اور نبی کے مبعوث نہ ہونے کا واقعی دستور جاری ہو چکا تھا تو پھر خدا تعالیٰ کو قرآن میں ایسا کہنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ قرآن کریم اس بات کو سابقہ لوگوں کی بیوقوفی کے طور پر آنحضرت ﷺ کے سامنے بیان کر رہا ہے''۔ (صفحہ 347)

مرزا طاہر صاحب سے سوال ہے کہ اب آپ بھی اس بیوقوفی میں کیوں شامل ہو گئے؟ آپ کو بھی اب حضرت یوسف علیہ السلام کی اُمت کی چھاپ کیوں قبول ہو گئی؟ اب آپ نے بھی یہ عقیدہ کیوں گھڑ لیا ہے کہ ''اب آئندہ خدا کبھی کسی اور نبی کو نہیں بھیجے گا'' اور اس عقیدہ کی بناء پر آئندہ آپ بھی ہمیشہ کے لیے شریعتی نبوت کی اطاعت سے

Marfat.com

آزاد کیوں ہو گئے؟ وغیرہ۔

مزید دیکھئے کہ مرزا طاہر احمد صاحب حدیث ''لا نبی بعدی'' میں لفظ ''بعدی'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''(اس حدیث شریف کا) بعد صرف اپنے زمانے تک تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہارون علیہ السلام زندہ ہی نہیں رہے' اس لیے یہ بعد بھی اتنا ہی رہے گا جتنا پہلے تھا' اس سے آگے تم اس کو نہیں بڑھا سکتے''۔

(صفحہ 356)

مرزا طاہر صاحب آپ سے سوال ہے کہ اب آپ نے اسے کیسے آگے بڑھا لیا؟؟

ایک حدیث شریف کے بارے میں لکھتے ہیں:

''چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے نماز (جنازہ) پڑھی اور فرمایا کہ اس کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی موجود ہے اور اگر یہ زندہ رہتا تو صدیقاً نبیاً ہوتا''۔ یہ تو روایت ہے کہ اگر زندہ رہتا تو صدیق نبی ہو جاتا۔ اس پر ہمارے مخالف علماء کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دیکھو! آنحضرت ﷺ نے تو اتنا فرمایا ہے کہ زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا مگر خدا نے مارا اس لیے کہ نہ زندہ رہے اور نہ نبی بنے' یہ اس کی گویا حکمت ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ کلیۃً جھوٹ ہے۔ اس میں تو حکمت کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ یہ تو آنحضرت ﷺ کی فصاحت و بلاغت پر گندا حملہ ہے۔

اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم 9ھ کے اوائل میں وفات

پاتے ہیں۔ جبکہ آیت خاتم النبیین 5ھ میں نازل ہوئی' گویا آیت خاتم النبیین کے نزول کے تقریباً چار سال کے بعد حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی۔ اب ایک معمولی اور ادنیٰ فہم کا انسان بھی تصور کر سکتا ہے کہ اگر آیت خاتم النبیین کا مطلب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سمجھتے کہ ہر قسم کی نبوت ہمیشہ کیلئے بند ہے تو یہ فقرہ کبھی نہیں فرما سکتے تھے کہ اگر زندہ رہتا تو نبی بن جاتا' یہ تو کہہ سکتے تھے کہ زندہ اس لیے نہیں رہا کہ نبی نہ بن جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا' بلکہ فرماتے ہیں کہ اگر زندہ رہتا تو نبی بن جاتا......
چنانچہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم فوت ہوئے تو آپ نے ان کی والدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کو جنازہ تیار کرنے کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے صاحبزادہ ابراہیم کو غسل دیا' کفن پہنایا' حضور علیہ السلام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنازہ باہر لائے' قبرستان میں دفن کیا اور پھر قبر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: خدا کی قسم! یہ نبی ہے' نبی کا بیٹا ہے۔ حضرت علی چونکہ گھر کے فرد تھے' اس لیے ان کی روایت ہی زیادہ وضاحت اور تفصیل سے موجود ہے کہ کیا واقعہ ہوا''۔ (صفحہ 358 تا 360)

یعنی مرزا طاہر احمد صاحب کا مؤقف ہے کہ ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں کیونکہ بقول فلاں مؤرخ تاریخ کی فلاں کتاب صفحہ فلاں پر یہ کہا گیا ہے' چنانچہ نبوت جاری ہے۔ مرزا طاہر احمد صاحب سے ایک چھوٹا سا سوال ہے' چلئے! ابراہیم اگر زندہ ہوتے تو نبی ہوتے' اگر یہی مراد ہے تو تب بھی یہ بتائیں کہ وہ نبوت اب بند کیسے ہوگئی؟ ابراہیم زندہ ہوتے تو تشریعی نبی ہوتے' جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول آپ کے فرمایا کہ یہ نبی کا بیٹا نبی ہے' تو پھر ویسا ہی نبی ہوا جیسا والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر اب تشریعی نبوت

Marfat.com

بند کیسے ہو گئی؟

آگے لکھتے ہیں:

''لا نبی بعدی کا کوئی اور معنی کیا ہو' جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''یعنی اے لوگو! یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جانتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے لیکن وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ اس کا غلط معنی بھی لیا جا سکتا ہے' اس لیے فرمایا کہ خاتم النبیین تو ضرور کہا کرو لیکن یہ نہ کہا کرو کہ آنحضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں' آپ نے کیوں روکا؟ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ جانتی تھیں کہ اس سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے' اور سمجھتی تھیں کہ ''لا نبی بعدی'' سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ مراد نہ تھی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔ (صفحہ 362)

مرزا طاہر صاحب سے سوال ہے کہ پھر آپ نے یہ کیسے مراد لے لی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی (شریعتی) نبی نہیں ہوگا؟

آگے لکھتے ہیں:

''نبی کوئی آ ہی نہیں سکتا' یہ جھوٹ ہے۔ قرآن کریم اس کی کلیۃً نفی کر رہا ہے اور اس کی وجوہات بھی بیان کر رہا ہے''۔ (صفحہ 378)

مرزا طاہر احمد صاحب سے سوال ہے کہ اب آپ نے بھی یہ ''جھوٹ'' کیوں بولا کہ نبی نہیں آ سکتا' کس قسم کا نبی' یہ تو بعد کی بات ہے۔ یہ تفریق تو آپ کی اپنی ہے۔ بقول آپ کے قرآن کریم تو اس بات کی کلیۃً نفی کر رہا ہے اور اس کی وجوہات بھی بیان کر رہا ہے' اب آپ بھی کیوں یکا یک قرآن مجید کی کھلم کھلا خلاف ورزی پر اتر آئے؟

Marfat.com

''پس جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قرآن کریم غیر مبدل ہے' ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ غیر مبدل ہے' لیکن یہ کہنا کہ غیر مبدل ہونے کی وجہ سے کسی مصلح کی ضرورت نہیں' کسی نبی کی ضرورت نہیں' کسی اصلاح کرنے والے مزکی کی ضرورت نہیں' کسی نبی کی ضرورت نہیں' کسی تعلیم دینے والے کی ضرورت نہیں' کسی حکمتیں سکھانے والے کی ضرورت نہیں' اس دعویٰ کو قرآن کریم رڈ کر دیتا ہے''۔ (صفحہ 376)

مرزا طاہر احمد صاحب سے ہمارا سوال ہے کہ آپ کو ان تمام ''ضرورتوں'' کا بخوبی علم تھا' پھر آپ نے یہ ساری ضرورتیں بالائے طاق رکھتے ہوئے نبی کی آمد پر پابندی کیوں لگائی' ویسے یہ ساری ضرورتیں تو حضور اکرم ﷺ جیسے افضل ترین اور شریعتی رسول نے پورا کی تھیں اور یہ ساری خوبیاں تو آپ حضور اکرم ﷺ والی گنوا رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو! القرآن سورۂ جمعہ:3' پھر ایسی خوبیوں کا مالک اور ایسی ضرورتوں کا پورا کرنے والا ایک شریعتی نبی ہی ہوسکتا ہے۔ سادہ نبی تو شاید آپ کی توقعات پوری نہ کر سکے' پھر شریعتی نبی پر پابندی کیوں لگائی۔

''رہا یہ سوال کہ یہ شرف اور مقام (یعنی نبوت) کس کو دے گا' کیسے دے گا' کیوں دے گا؟ اس کے جواب میں فرمایا: تمہاری کوئی حجت کام نہیں آئے گی' جہاں سے چاہوں گا' جس کو چاہوں گا چن لوں گا' چنانچہ فرمایا: ''ذلك فضل اللّٰه یوتیه من یشآء' واللّٰه ذوالفضل العظیم ''جس کو چاہتا ہے خدا اپنے فضل سے دیتا ہے' تم ہوتے کون ہو خدا کے فضل کو تقسیم کرنے والے؟'' (صفحہ 384)

بالکل ٹھیک فرمایا مرزا طاہر احمد صاحب! اب آپ بتائیں کہ آپ ہوتے کون ہیں تشریعی نبوت روکنے والے؟ آپ ہوتے کون ہیں خدا کے اس فضل کی تقسیم میں روڑے

Marfat.com

اٹکانے والے؟ بے شک ہر شرف اور ہر مقام خدائے عظیم و برتر ہی عطا کرتا ہے۔ اس نے آپ سے نہیں پوچھنا' کس کو دے' کیسے دے اور کیوں دے؟ شریعتی نبوت دے یا اُمتی نبوت دے؟ جس کو چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے خدا اپنا فضل دیتا ہے۔ آپ بتائیں کہ تشریعی نبوت منقطع کرنے والے آپ ہوتے کون ہیں؟

''اور عجیب بات یہ ہے کہ منہ سے جو کچھ کہتے ہیں امر واقعہ کے طور پر اس کو خود تسلیم نہیں کرتے۔ یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ دو طرح سے کہا جا سکتا ہے' اوّل یہ کہ وہ ضرورت ہی کبھی پیدا نہیں ہوگی جس کے پیش نظر انبیاء آیا کرتے ہیں...... دوسرے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ضرورت تو پیدا ہوگی مگر خدا نہیں بھیجے گا اور یہ خدا تعالیٰ پر اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایک ایسا افتراء ہے جس سے بڑا افتراء اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس سے تو یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ رحمتوں کیلئے روک بن کر آئے تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک! حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ لعنتوں کے لیے روک بن کر آئے تھے۔ لعنتوں کے دروازے بے شک جاری رہیں' جتنے مرضی دجال آئیں' تیس کیا تیس ہزار بھی آ جائیں تو سو بسم اللہ شوق سے آتے چلے جائیں' ہاں خدا کا بھیجا ہوا نہ آئے' اسے ہم برداشت نہیں کر سکتے''۔ (صفحہ 380-381)

مرزا طاہر احمد صاحب سے سوال ہے کہ کیا اب یہ آپ کیلئے بھی عجیب بات نہیں کہ منہ سے جو کچھ کہتے ہیں' امر واقعہ کے طور پر اسے خود تسلیم نہیں کرتے۔

کیا اب آپ نے بھی خدا تعالیٰ پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر شریعتی نبی کا انکار کر کے افتراء نہیں کیا؟ جس سے بڑا افتراء بقول آپ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

کیا آپ بھی اب وہی نہیں کہہ رہے کہ آنحضور ﷺ رحمتوں کے لیے روک بن

Marfat.com

کر آئے تھے۔(نعوذ باللہ)

کیا اب آپ بھی یہی نہیں کہہ رہے کہ لعنتوں کے دروازے بے شک جاری رہیں، جتنے مرضی دجال آئیں، تیس کیا تیس ہزار بھی آ جائیں، سو بسم اللہ شوق سے آتے چلے جائیں۔ہاں خدا کا بھیجا ہوا شریعتی نبی نہ آئے، اسے ہم برداشت نہیں کر سکتے؟

کچھ خدا کا خوف کریں! کیوں بھولے بھالے احمدیوں کے ایمان سے کھیل رہے ہو، کیا آپ کی اُمتی نبوت تو رحمت ہے اور کیا نعوذ باللہ! شریعتی نبوت زحمت ہے؟ آخر وہ کیوں نہیں قبول۔اگر اُمتی نبوت رحمت ہے تو شریعتی نبوت اس سے بڑی رحمت ہے۔ کیا اسے روک کر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضور اکرم رحمۃ للعالمین ﷺ دنیا سے ایک بڑی رحمت روک کر معاذ اللہ انقطاع رحمت عظمیٰ کا سبب بن گئے ہیں۔ یہ ساری باتیں چھوڑیئے! آپ نے جو قرآن مجید سے بھی، احادیث سے بھی اور آثار سے بھی (بزعم خود) جو دلائل پر دلائل قائم کیے تھے اور بار بار گرجتے ہوئے نبوت کے جاری جاری اور جاری رہنے کے اَن گنت اعلانات کیے تھے، آخر وہ کیا ہوئے؟ آپ نے جو اُمت مسلمہ کی طرف سے پیش کیے گئے دلائل ردّ پر ردّ کیے تھے اور میں نہ مانوں، میں نہ مانوں کی رٹ لگائی تھی، وہ اب کدھر گئی؟

اور اب اس موضوع پر ایک آخری بات! بالفرض ہم آپ کی بات مان لیتے ہیں۔ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، وہی صحیح ہے۔بس ذرا اتنا بتا دیں کہ شریعتی نبوت کے انقطاع کیلئے آپ کے پاس کون سے دلائل ہیں؟ پھر سنئے! بالفرض آپ سچے ہیں، آپ کے بڑے بھی سچے ہیں، بس اتنا بتا دیں کہ شریعتی نبوت کو بند کرنے کیلئے آپ کون سے دلائل دیں گے؟ وہی نا یعنی اُمت مسلمہ والے یعنی وہی تمام دلائل جو اُمت مسلمہ آپ کو ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کے سلسلے میں پیش کرتی رہی ہے۔آپ وہی دلائل شریعتی نبوت کے انقطاع کیلئے پیش کر دیں گے۔اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی حل نہیں۔آپ کو

یہی کرنا ہوگا کیونکہ آپ نے یہی کیا ہے۔ وہ سارے دلائل شریعی نبوت کے انقطاع کیلئے قبول ہیں، قبول ہیں، قبول ہیں۔

یہ اعتراف کرنے کے بجائے کہ آپ ان دلائل کو مانتے ہیں خواہ صرف تشریعی نبوت کے انقطاع کیلئے ہی کیوں نہ سہی۔ آپ نے انہیں قطعی ردّ کیا اور کلیۃً مسترد کیا اور اس طرح پوری اُمت کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ اپنا سارا لٹریچر دیکھئے! خدا کو حاضر ناظر جان کر بتایئے! کیا آپ نے اُمت مسلمہ کے دلائل کو پہلے مکمل مسترد نہیں کیا؟ پھر ان کو قبول کر کے اب کہتے ہیں کہ ان دلائل سے صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے، اُمتی نبوت نہیں۔ آپ کا عقیدہ جو بھی ہو، پہلے یہ بتایئے کہ کیا آپ نے اس کے لیے دجل سے کام لیا ہے یا نہیں؟ اگر آپ میں ذرہ بھر بھی اخلاقی جرأت بلکہ رمق انسانیت باقی ہے تو اُمت مسلمہ سے علی الاعلان معافی مانگیں اور اعتراف کریں کہ ہاں آپ نے خواہ مخواہ ان دلائل کو ردّ کیا تھا، سب کو بتا دیں کہ ان کے ردّ کرنے اور مسترد کرنے کی آپ کی تمام کوششیں فضول، غلط، بے مقصد، بے بنیاد اور بے اَصل "شیطانی ناری اور جہنمی" تھیں۔

آپ نے ایک اور فریب، دجل اور دھوکے کا مظاہرہ بھی کیا ہے، یہ بھی اعتراف کریں کہ آپ نے اجرائے اُمتی نبوت کا نیا عقیدہ خود نکالا، کیونکہ ان دلائل میں کسی جگہ بھی، کسی انداز میں بھی اور کسی ضمن میں بھی دو علیحدہ علیحدہ نبوتوں کی تفریق نہیں ہے۔ لیکن آپ نے دھوکے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، جیسے چودہ صدیوں سے تمام اکابرین اُمت غیر شریعی نبوت کے اجراء کو مانتے تھے۔ حالانکہ تمام اُمت مسلمہ اور تمام اکابرین، تمام سلف صالحین ہر طرح کی نبوت کے انقطاع کا عقیدہ رکھتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اب تک ساری اُمت مسلمہ کا یہ ایمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کا اور کسی بھی طرح کا اور کسی بھی نوع کا کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ آ سکتا ہے بشمول نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے۔ کیونکہ اُمت مسلمہ کا متفقہ اجماعی

عقیدہ ہے کہ اب حضرت عیسیٰ نے اگر دوبارہ آنا بھی ہے تو ''نبی'' کی حیثیت سے نہیں بلکہ حاکم اور عادل رہنما کی حیثیت سے اور حضور اکرم ﷺ کے اُمتی کی حیثیت سے۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر تفصیلی بحث آگے آئے گی) اُمت مسلمہ کو اس سے غرض ہے نہ بحث کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں تو کیسے زندہ ہیں' آسمان سے نازل ہوں گے یا زمین سے ظہور کریں گے؟ ان کو رزق مل رہا ہے تو کہاں سے؟ شہداء بھی زندہ ہیں تو کیسے۔ ان کو بھی رزق مل رہا ہے تو کیوں کر۔قرآن مجید نے تو ''لا یشعرون'' کہہ کر خاموش رہنے کا حکم دے دیا ہے۔ایک بات جس پر ساری اُمت متفق ہے' وہ یہ کہ اب ان کی حیثیت نبی کی نہیں ہوگی۔ اب ہر قسم کی نبوت حتیٰ کہ مبشرات والی نبوت بھی اب منقطع ہے' اب الہام ہوسکتا ہے' کشف ہوسکتا ہے' ولایت ہوسکتی ہے' نبوت ہرگز نہیں' ہرگز نہیں' ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اب بھی اپنے پیارے بندوں کے ذریعے مختلف انداز میں اُمت کی اصلاح اور رہنمائی فرماتا رہتا ہے۔ آپ اس کی فکر نہ کریں' آپ اپنی فکر کریں' آپ نے چالبازی سے اکابرینِ اُمت کے فرمودات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ سب بھی اُمتی نبوت کے اجراء کو مانتے تھے' اس کی فکر کریں' اس کی پکڑ جب اللہ کے ہاں ہوگی' اس کی فکر کریں۔

آپ نے یہاں بھی اخلاقی جرأت دکھانے کے بجائے پیٹھ پھیر لی۔ سچ سچ یہ بتانے کے بجائے کہ اُمتی نبوت کے اجراء کا عقیدہ آپ کا اپنا ہے اور نیا ہے' آپ نے اکابرین سلف صالحین اور بزرگانِ دین کے فرمودات کو سیاق وسباق سے کاٹ کاٹ کر پیش کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی' وہ بھی اُمتی نبی کی آمد کا عقیدہ رکھتے تھے۔ حالانکہ چودہ پندرہ صدیوں سے کسی فقیہہ' کسی مفسر' کسی محدث' کسی عالم' کسی صوفی اور کسی بزرگ اور کسی ولی نے اجرائے اُمتی نبوت کا نظریہ نہیں اپنایا۔ تمام ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کا عقیدہ رکھتے تھے' کسی نے بھی کسی طرح اور کسی انداز میں تشریعی نبوت اور اُمتی

نبوت کی تفریق نہیں کی۔ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی طالع آزما اُمتی نبوت کی ترکیب بھی گھڑ سکتا ہے' تمام نے جہاں بھی نبوت کے خاتمہ کا ذکر کیا ہے' اُس سے ہر قسم کی نبوت مراد لی ہے۔ اُمتی نبوت کا عقیدہ آپ کا خالصتاً اپنا تھا اور ہے۔ اگر آپ میں اور آپ کے عقیدہ میں ذرا سی بھی سچائی ہوتی تو اس طرح دھوکہ دینے کے بجائے آپ کھل کر کہتے کہ ہاں ہمارا یہ عقیدہ ہے اور یہ نیا ہے' یہ غلط ہے یا صحیح۔ ہمیں یہ قبول ہے' لیکن آپ نے اس اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرنے کے بجائے سلف صالحین کے عقائد پر ہی افترا باندھنا شروع کر دیا' انہیں بھی نہ بخشا۔ ڈھٹائی کے ساتھ ان کی تحریروں کو ہی اُلٹ پلٹ دیا۔ اس سلسلے میں کسی لمبی چوڑی بحث اور لمبے چوڑے ثبوت دینے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی سچ منہ سے پھسلوا ہی دیتا ہے۔ آپ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ اُمتی نبوت کا عقیدہ نیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''مگر اُمتی نبی کا نظریہ نہ اس وقت واضح طور پر موجود تھا اور نہ ہی امام غزالی نے اس کے متعلق اس جگہ کچھ تحریر فرمایا ہے''۔

(ابوالعطاء جالندھری: القول المبین صفحہ 160)

چلیے! کم از کم امام غزالی تک آپ بھی مان گئے ہیں کہ اس وقت تک اُمتی نبی کا نظریہ موجود نہیں تھا۔ طے ہوا کہ امام غزالی سے پہلے تمام بزرگ جہاں جہاں بھی کہتے ہیں کہ نبوت بند ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت بند ہے' یعنی تشریعی بھی اور اُمتی بھی' لیکن آپ نے تو انہیں بھی نہیں بخشا' مثلاً:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً چار سو سال پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: ''مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں''۔ اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے

Marfat.com

ہیں کہ ''لا نبی بعدی''۔ (مناقب الامام الاعظم لابن احمد المکی 1/161 'طبع حیدرآباد 1321ھ)

بات واضح ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے چار سو سال پہلے امام ابوحنیفہ ''لا نبی بعدی'' سے مراد یہ لیتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت بند ہے۔لیکن غلام احمدیوں کے ترجمان صاحب یہاں بھی ہاتھ دکھا رہے ہیں۔فرماتے ہیں:

''وہ مدعی نبوت شریعت محمدیہ ﷺ کو منسوخ کرنے کا مدعی تھا (کیا قادیانی مبلغ صاحب اس کے ساتھ تھے کہ انہیں پتہ چل گیا کہ اس نے آئندہ شریعت محمدیہ ﷺ بھی منسوخ کرنا تھی۔ناقل) چونکہ ایسا دعویٰ اُمت کے نزدیک ''لا نبی بعدی'' کے صریح خلاف ہے'اس لیے علامت طلب کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا......البتہ متاخرین نے کہا ہے کہ مدعیٔ نبوت کو عاجز اور کاذب ثابت کرنے کیلئے اس سے طلب معجزہ باعث تکفیر نہیں ہوتا''۔(مولانا ابوالعطاء جالندھری:القول المبین صفحہ 153)

ڈھٹائی ملاحظہ فرمائیے! پہلی صدی ہجری میں پیدا ہونے والے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ کی وجہ سے فرما رہے ہیں کہ کسی مدعی سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے اور غلام احمدی ترجمان یہاں بھی اُمتی نبوت کو ان کے فتویٰ سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ ناسخ شرع نبی اور غیر ناسخ شرع نبی میں فرق رکھتے ہیں۔تاریخی حقیقت یہ ہے کہ وہ مدعیٔ نبوت ہرگز ناسخ شرع نہیں تھا اور امام اعظم نے ہر قسم کے مدعیٔ نبوت کو کافر اور اس سے معجزہ طلب کرنے والے کو بھی کافر قرار دیا تھا۔

علامہ ابن جریر طبری اپنی مشہور تفسیر قرآن میں ''خاتم النبیین'' والی آیت کریمہ کا مطلب بیان کرتے ہیں: ''الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہٗ الی قیامہ الساعۃ'' جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی'اب قیامت تک یہ دروازہ

Marfat.com

کسی کے لیے نہیں کھلے گا''۔ (تفسیر بن جریر 22/12)

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے سوا دو سو سال پہلے پیدا ہوئے' لیکن احمدی مولوی ابو العطاء جالندھری' القول المبین میں لکھتے ہیں:

''اس جگہ نبوت سے مراد تشریعی نبوت ہے''۔ (صفحہ 154)

دیکھیے! پھر تشریعی اور اُمتی نبوت کا فرق ڈال کر ابن جریر جیسے بزرگ پر بھی الزام لگا دیا' تاکہ اُمتی نبوت کو کسی طرح ان کے فتویٰ سے بچا لیا جائے۔

امام طحاوی اپنی کتاب ''عقیدہ سلفیہ'' میں اپنے سے پہلے گزرے ہوئے تمام بزرگوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے' چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء' امام الاتقیاء' سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں' اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے''۔

(شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السلفیہ' دار المعارف' مصر' صفحہ 15 تا 102)

''اور ہر دعویٰ نبوت حضور ﷺ کے بعد بغاوت اور گمراہی ہے۔ آپ ﷺ ہی تمام مخلوق جن و انس کے لیے رسول ہیں''۔ (عقیدہ طحاویہ صفحہ 14)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے دو صدیوں پہلے پیدا ہوئے تھے لیکن احمدی ترجمان لکھتے ہیں:

''اس جگہ بھی اسی نبوت کی تردید ہے جو آنحضرت ﷺ کے سید المرسلین ہونے کے منافی ہے' یعنی شریعت والی اور مستقل نبوت''۔ (صفحہ 255)

امام ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں:

''یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف' اور اللہ عزوجل فرما چکا

ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ' مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں''۔ (المحلیٰ 1/26)

امام ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صدی پہلے پیدا ہوئے' لیکن احمدی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

''امام صاحب نے المحلیٰ میں آیت خاتم النبیین کو دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے اور اس آیت میں اجماعِ اُمت کے مطابق تشریعی نبیوں کی آمد کا انقطاع مذکور ہے۔ پس جو وحی بند ہوئی ہے وہ بھی تشریعی وحی ہے''۔

(صفحہ 154)

پانچویں صدی ہجری کے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہیں اتنی دوربین تھیں کہ انہوں نے تو اُمت میں آئندہ پیدا ہونے والے فتنہ کو بھی دیکھ لیا تھا' چنانچہ انہوں نے اس موضوع پر اتنے وقیع اور جامع انداز میں قلم اُٹھایا کہ کسی بھی قسم کے شک واشتباہ کو ہی ختم کر دیا۔ چونکہ ان کے خطبہ کے مفہوم پر کسی کو اختلاف نہیں' اس لیے صرف ترجمہ پیش خدمت ہے:

''اگر کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جا سکتا (عربی میں اصل الفاظ ''فیبعد التوقف فی تکفیرہ'' ہیں) لیکن بحث کے موقع پر جو شخص اس کی تکفیر میں تامل کو ناجائز ثابت کرنا چاہتا ہو' اسے لامحالہ اجماع سے مدد لینی پڑے گی۔ کیونکہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی' اور جہاں تک نقل کا تعلق ہے' اس عقیدے کا قائل ''لا نبی بعدی'' اور ''خاتم النبیین'' کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ کہہ سکتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد اولوالعزم رسولوں کا خاتم ہونا ہے (جس طرح مرزا غلام احمد نے کہا: ناقل) اور اگر کہا

Marfat.com

جائے کہ "نبیین" کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دے دینا اس کے لیے کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور "لا نبی بعدی" کے متعلق وہ کہہ سکتا ہے کہ "لا رسول بعدی" تو نہیں کہا گیا ہے، رسول اور نبی میں فرق ہے، اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند تر ہے۔ غرض اس طرح کی بکواس (عربی میں ہذیان کا لفظ ہے) بہت کچھ کی جا سکتی ہے۔ اور محض لفظ کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم محال نہیں سمجھتے بلکہ ظواہرِ تشبیہ کی تاویل میں ہم اس سے بھی زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں اور اس طرح کی تاویلیں کرنے والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار کر رہا ہے۔ لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں ہم یہ کہیں گے کہ اُمت نے بالاتفاق اس لفظ (لا نبی بعدی) سے اور نبی ﷺ کے قرائنِ احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضور ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز اُمت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے"۔

(امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ: الاقتصاد فی الاعتقاد طبع مصر، صفحہ 114)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اب نکھر کر ہمارے سامنے آ گیا ہے کہ آپ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی بھی نبی پر ایمان لانے والے کو کافر سمجھتے تھے۔

آپ نے محسوس کر لیا تھا کہ کوئی بھی کج بحث "لا نبی بعدی" کی تاویل کر سکتا ہے اور شاید کوئی طالع آزما...... آئندہ زمانے میں ایسی حرکت کر گزرے۔

آپ نے یہ بھی محسوس کر لیا تھا کہ کوئی بھی کج بحث آیت "خاتم النبیین" کی تاویل بھی کر سکتا ہے اور ممکن ہے کوئی ڈھیٹ طالع آزما آئندہ زمانے میں ایسی حرکت کر گزرے۔

Marfat.com

آپ نے محسوس کر لیا تھا کہ کوئی بھی کج بحث رسول اور نبی کے فرق یعنی تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کے فرق کی بکواس کر کے بھی خلطِ مبحث کر سکتا ہے۔

آپ نے ایسی تمام تاویلات کا سدِ باب کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں بتایا کہ اس پر تمام اُمت کا اجماع ہے اور ساری اُمت اس کا یہی مفہوم لیتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی' اسے رسول کہا جائے یا نبی' بغیر تخصیص اور بغیر تاویل کے منقطع ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ اس قدر غیر مبہم' واضح اور دوٹوک تھے کہ احمدیوں کی وہ پرانی چال یہاں بالکل ناکام ہوگئی' جس سے وہ سلف صالحین کی ہر تحریر پر یہ الزام لگا دیتے تھے کہ اس میں صرف تشریعی نبوت کا انقطاع ہے۔ چنانچہ یہی وہ اقتباس ہے جس سے اپنا دفاع کرتے ہوئے ان کے منہ سے سچ پھسل گیا ''مگر اُمتی نبی کا نظریہ نہ اس وقت واضح طور پر موجود تھا'' (القول المبین صفحہ 160) اس اقتباس سے صرف اپنا اتنا ہی دفاع کرنے میں عافیت محسوس ہوئی کہ امام صاحب کے نزدیک ایسی تاویل کا قائل نص کا منکر نہیں ہو جاتا۔ (ملاحظہ ہو! القول المبین صفحہ 158)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اُسی دور کے ہیں اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں' وہ اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں: ''اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا۔ پس آپ ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں......اور ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت) میں یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''۔

(معالم التنزیل 3/158)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا' حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں' چنانچہ ان کا عقیدہ بھی ساتھ ہی طے ہو گیا کہ وہ بھی تشریعی اور غیر تشریعی نبوت میں فرق کیے بغیر اسے منقطع سمجھتے ہیں لیکن احمدیوں کی ڈھٹائی اور ڈھاک

Marfat.com

کے وہی تین پات پھر ملاحظہ فرمائیں' کہتے ہیں:

"(اس) سے مراد یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد شریعت لانے والا اور مستقبل نبی نہ آئے گا"۔ (القول المبین صفحہ 161)

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر کشاف اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اگر تم کہو کہ نبی ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے جبکہ حضرت عیسیٰ آخر زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ ﷺ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے' گویا کہ وہ آپ ہی کی اُمت کے ایک فرد ہیں"۔ (تفسیر کشاف 2/215)

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ بھی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں' یعنی کم عمر ہم عصر (Junior Contemporary) ان کے خیالات بھی واضح ہیں' لیکن غلام احمدی پھر ایک طوطے کا رٹا رٹایا فقرہ دُہرا رہے ہیں: "اس سے مراد یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد شریعت لانے والا اور مستقل نبی نہ آئے گا"۔ (القول المبین صفحہ 161) لیکن یہ کہنے سے بات تو نہیں بنتی' نہ بنے گی۔ امام زمخشری نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کر کے ہر قسم کی نبوت بند فرما دی' چنانچہ چاروں طرف سے گھر جانے کے بعد اب سلف صالحین کو چھوڑ کر انہیں کیسے خدا اور رسول یاد آ گیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

"بایں ہمہ یاد رہے کہ سچے مسلمان کیلئے اصل ماخذ خدا اور اس کے رسول کا ارشاد ہے' دوسرے صلحاء کا قول اس صورت میں حجت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے مطابق ہو۔ رسول پاک ﷺ کے منشاء کے موافق ہو" (اور

Marfat.com

اس کے مطابق خدا اور موافق رسول ﷺ ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کے موافق ہو۔ نعوذ باللہ! ناقل) (القول المبین صفحہ 160-161)

حتیٰ کہ رئیس الصوفیہ حضرت محی الدین ابن العربی جو تصوف کا وہ اعلیٰ ترین ارفع ترین عقیدہ رکھتے ہیں جس سے زیادہ بلندی کا تصور بھی ناممکن ہے، وہ بھی غیر مبہم الفاظ میں بلکہ نبوت اور نبی کے الفاظ براہِ راست استعمال کر کے واضح انداز میں بتاتے ہیں کہ ہر قسم کی نبوت بالکلیہ منقطع ہو چکی ہے۔ اور لفظ ''نبی'' حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی کے لیے بولا جا سکتا ہی نہیں۔

فاخبر رسول اللّٰه ﷺ ان الرؤیا جزءٌ من اجزاء النبوّة فقد بقی للناس فی النبوة هٰذا لا غیروهٗ ومع هذا لا یطلق اسم النبوّة ولا النبی الا علی المشرع خاصه فحجز هذا لاسمر لخصوص وصف معین فی النبوة ۔

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتلایا ہے کہ (سچا) خواب اجزائے نبوت میں سے ایک جزو ہے، تو لوگوں کے واسطے نبوت میں سے یہ جزو رؤیا وغیرہ کا باقی رہ گیا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی نبوت کا لفظ اور نبی کا نام بجز صاحب شریعت کے اور کسی پر بولا نہیں جا سکتا تو نبوت میں ایک خاص وصف معین ہونے کی وجہ سے اس نام (نبی) کی بندش کر دی گئی''۔ (فتوحاتِ مکیہ 2/245)

کمن یوحٰی الیه فی المبشرات وهی جزءٌ من اجزاء النبوة وان لم یکن صاحب المبشرة نبیًا فتفطن لعموم رحمة اللّٰه فما تطلق النبوة الا لمن لتصف بالمجموع فذالك النبیُّ وتلك النبوة التی حجزت علینا وانقطعت فان من جملتها التشریع بالوحی الملکی فی التشریع وذلك لا یکون الا لنبیٍّ خاصّة ۔

Marfat.com

''جیسے کسی کی طرف مبشرات کی وحی آئی اور وہ مبشرات اجزائے نبوت میں سے ہیں' اگر چہ صاحبِ مبشرہ نبی نہیں ہو جاتا' پس رحمت الٰہیہ کے عموم کو سمجھو تو نبوت کا اطلاق اُسی پر ہو سکتا ہے جو تمام اجزاءِ نبوت سے متصف ہو' وہ نبی ہے اور یہ وہی نبوت ہے جو ہم سے روک لی گئی اور منقطع ہو چکی۔ کیونکہ نبوت کے اجزاء میں سے تشریع بھی ہے جو وحی مَلَکی سے ہوتی ہے اور یہ بات صرف نبی کے ساتھ مخصوص ہے''۔ (فتوحاتِ مکیہ 2/568)

غلام احمدی حضرات ابن العربی کے جتنے بھی حوالے نقل کرتے ہیں اور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ صرف تشریعی نبوت کے انقطاع کے قائل تھے' وہ محولا بالا اقتباسات چھپا لیتے ہیں تاکہ حضرت ابن العربی کا اصل عقیدہ سامنے نہ آئے۔

مرزا حضرات! آپ سے سوال ہے کہ آپ نے یہ کہہ کر کہ سلف صالحین بھی اُمتی نبی کی آمد کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اُمت مسلمہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کیوں کی؟ اُمتی نبی کے اجرا کا عقیدہ خالصتاً آپ کا اپنا ہے۔ ہمیں اس سے فی الحال غرض ہے نہ بحث کہ آپ کا یہ عقیدہ کیوں ہے اور کیا ہے؟ (اُمتی نبوت پر بحث آگے آئے گی) پہلے آپ یہ بتائیں کہ علماء اور صلحاء اُمت پر آپ نے کیوں الزام لگایا کہ وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے؟ اگر بالفرض سلف صالحین میں سے کسی نے حضرت عیسیٰ کے تعارفی نام ''نبی'' سے انہیں پکارا بھی ہے اور ان کی آمد ثانی کا ذکر بھی کیا ہے' تو زیادہ سے زیادہ' زیادہ سے زیادہ آپ یہی کہہ سکتے تھے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کا عقیدہ رکھتے تھے' لیکن مرزا صاحب آپ کا عقیدہ تو یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ بھی نبی آ سکتا ہے اور نبوت کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ اجرائے نبوت کا یہ عقیدہ تو خالصتاً آپ کا اپنا ہے۔ پھر آپ نے سلف صالحین پر یہ کیوں الزام لگایا کہ وہ بھی اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے؟ آپ نے سلف صالحین کے جتنے

Marfat.com

اقتباسات کے جتنے بھی حوالے دیئے ہیں' ان میں وہ ایک شخصیت یعنی حضرت عیسیٰ یا مہدی کی آمد کا ذکر کرتے ہیں۔ ان اقتباسات کو آپ نے حضرت عیسیٰ کے علاوہ بھی نبوت کا دروازہ کھولنے کے عقیدے پر چسپاں کیوں کیا؟؟؟ مانیں کہ یہ دجل تو آپ نے کیا ہے اور بڑی نفاست سے کیا ہے کہ پتہ بھی نہ چلے۔ لیکن یہ ایسا نفیس دجل بھی نہیں کہ ساری اُمت مسلمہ کی آنکھوں میں دھول جھونک سکے۔ ساری اُمت مسلمہ آپ کے مربیانِ سلسلہ کی طرح اتنی گونگی' بہری اور اندھی بھی نہیں۔ آپ خود اعتراف کرتے ہیں کہ تمام بزرگانِ سلف نے صرف حضرت عیسیٰ کی آمد کا ذکر کیا ہے۔

''ایسے سب لوگ خاتم النبیین کی تاویل و تخصیص کے قائل ہیں' وہ مسیح موعود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو تابع شریعتِ محمدیہ ﷺ قرار دے کر اس کے آنے کو خاتمیت محمدیہ ﷺ کے خلاف نہیں سمجھتے''۔ (القول المبین صفحہ 170)

''اور تم بھی یقینی سمجھتے ہو کہ آنے والا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) لازماً نبی اللہ ہوگا اور اس بات میں اختلاف ہی کوئی نہیں۔ تو پھر تم نے اتنا بڑا جھوٹا اور بہتان کیوں باندھا اور اتنا بڑا طوفان کیوں کھڑا کر دیا۔ کیوں اتنی کتابیں لکھیں؟ کیوں تکفیر اور غیر مسلم بنانے کا یہ قصہ شروع کیا''۔

(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 417)

اس اعترافِ حقیقت کے بعد اب سلف صالحین پر قادیانی الزام ملاحظہ ہو!

''ان محول علماء اور محققین کے بیانات سے قطعی طور پر طے ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ...... گویا آپ ﷺ نبیوں کی وہ مہر ہیں جس کے طفیل انبیاء پیدا ہوئے اور آپ ﷺ کے تابعین میں (انبیاء) پیدا ہوتے رہیں گے' واللہ ذوالفضل العظیم''۔

(القول المبین صفحہ 190)

Marfat.com

سابقہ تمام دجل فی الحال رہنے دیجئے! موجودہ دجل ملاحظہ فرمایئے! یہ کہہ کر:

کہ یہ تمام بزرگانِ سلف بھی اس بات کے قائل تھے کہ اُمتی نبی آ سکتے ہیں اور قیامت تک آتے رہیں گے' آپ نے کتنا بڑا دجل کیا ہے' یہ دجل آپ نے اُمت مسلمہ کے ساتھ کیا ہے' بزرگانِ سلف کی ارواح سے کیا ہے اور بھولے بھالے احمدیوں کے ساتھ کیا ہے' جن کے ایمان سے آپ کھیل رہے ہیں۔ ایک دجل تو آپ نے اُمت مسلمہ کے انقطاع نبوت کے دلائل کو ردّ کر کے کیا' ایک دجل آپ نے ان دلائل کو تشریعی نبوت کے انقطاع کے لیے استعمال کر کے کیا' ایک دجل آپ نے اُمتی نبوت کو انقطاع کے اصول سے باہر رکھ کر کیا' ایک دجل آپ نے اُمتی نبوت کو قیامت تک جاری رکھ کر کیا' ایک دجل آپ نے بزرگانِ سلف کے اقتباسات کو سیاق سباق سے کاٹ کر کیا' اور بدترین دجل آپ نے یہ کہہ کر کیا کہ وہ تمام بزرگانِ سلف بھی قیامت تک اجرائے نبوت کے قائل تھے۔ افسوس صد افسوس! آپ نے تو دجلوں کی انتہاء کر دی۔

آپ خود کہتے ہیں کہ دجال ایک شخص نہیں گروہ ہوگا۔ اب بتایئے! دجال کون ہے؟

ہم پہلے جائزہ لے چکے ہیں کہ احادیث کا پورا ذخیرہ دوٹوک انداز میں حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کا انقطاع ثابت کرتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف ملاحظہ کیجئے:

عن ابی حازم قال قاعدت ابا هريرة خمس سنين فسمعته يحدث عن النبی ﷺ قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبیٌ وانه لا نبی بعدی وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تامرنا قال فوابيعة الاوّل فالاوّل اعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم ۔

''حضرت ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت

Marfat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا' میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے' جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (یہ سن کر) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ان خلفاء کے متعلق آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا''۔ (بخاری' کتاب احادیث الانبیاء' مسلم' کتاب الامارۃ' مسند احمد 2/297' ابن ماجہ' ابن جریر)

یہ حدیث شریف جس طرح تشریعی نبوت کے انقطاع کے لیے روشن دلیل ہے' اُسی طرح ہر قسم کی اُمتی' بروزی اور ظلی نبوت کے خاتمہ کا بھی اعلان کرتی ہے۔ اس لیے کہ نص حدیث مطلق اور عام ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہر قسم کا نبی ''لا نبی'' کی نفی کے تحت میں داخل ہے۔ ''لا نبی بعدی'' کا مطلب یہی ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے' حضور اکرم ﷺ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا۔

پھر یہ دیکھئے کہ اصول معانی کا مشہور علمی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت میں آتا ہے تو وہ استغراق اور عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ اس حدیث شریف میں بھی لفظ نبی نکرہ ہے اور حرف نفی ''لا'' کے تحت میں واقع ہے۔ اس لیے حسب قاعدہ نبی سے باستغراق ہر نبی مراد ہے' خواہ وہ تشریعی نبی ہو یا غیر تشریعی' اُمتی نبی ہو یا ظلی یا بروزی۔ حدیث مذکور میں اس امر کا صاف اعلان ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہو سکتا جس پر کسی طرح لفظ نبی بولا جائے۔

Marfat.com

مزید دیکھیے کہ اس حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل کے مقابلہ میں فرمایا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا' یعنی اس اُمت میں ایسے انبیاء بھی نہیں ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کی سیاست کے لیے آئے تھے۔ حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قوله تسوسهم الانبياء اى انهم كانوا اذا ظهر فيهم فساد بعث اللّٰه لهم نبيًّا يقيم لهم امرهم ويزيل ما غيروا من احكام التوراة .

''یعنی بنی اسرائیل میں جب فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی نبی بھیج دیتا جو ان کے اُمور کو درست کرے اور ان تحریفات کو دور کرے جو انہوں نے تورات میں کی ہیں''۔ (فتح الباری شرح بخاری 6/36)

یہ انبیاء بنی اسرائیل شریعت مستقلہ لے کر نہ آئے تھے' بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع میں تبلیغ احکام کرتے اور لوگوں کو صحیح احکام توریت کا پابند بناتے تھے۔ یعنی غیر تشریعی نبی ہوتے تھے اور اس حدیث شریف میں واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ ایسے غیر تشریعی تابع نبی بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے صرف انقطاع نبوت کے بیان کرنے پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ہی اس چیز کو بھی بیان فرما دیا ہے جو نبوت کے قائم مقام ہو کر اصلاحِ عالم کے لیے باقی رہے گی' یعنی خلافتِ نبوت۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ''وسیکون خلفاء'' یعنی میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہوگا مگر خلفاء بہت ہوں گے۔ اس بیان سے طے ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بھی حضور اکرم ﷺ کے بعد ہونے والی نہیں ہے' ورنہ بجائے خلفاء کے اس قسم کے انبیاء کا ذکر فرمایا جاتا جو آپ ﷺ کے بعد آنے والے تھے۔ اور جب حدیث کے اسلوب نے آپ ﷺ کے بعد صرف خلفاء کو رکھا ہے تو یہ اس کا یقینی ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی ہے اور نہ

Marfat.com

غیر تشریعی نہ اُمتی تابع۔ بلکہ کسی شخص کو لغتاً بھی نبی نہیں کہا جاسکتا۔

ایک اور حدیث شریف دیکھئے:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ یا ایها الناس انهٔ لم یبق من النبوة الا المبشرات ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! نبوت کا کوئی جزو سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں''۔

(بخاری کتاب التعبیر، ومسلم)

اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی اور سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا، البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو مبشرات باقی ہے یعنی سچے خواب۔ ایک اور حدیث شریف میں اس کی تشریح کے طور پر ذکر ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے۔

یہ حدیث شریف ہر قسم کے سلسلۂ نبوت کے انقطاع کو ثابت کر رہی ہے لیکن قادیانی دجل ملاحظہ فرمائیں کہ کہتے ہیں کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے تو کُل بھی باقی ہے۔ جسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو پانی کو پانی کہا جاسکتا ہے۔ یہاں پھر حسب معمول خلط مبحث کر کے غلام احمدیوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ جزو اور کل کے امتیاز کو ہی اُلٹ دیا گیا ہے، وہ کسی شے کے ایک جزو مثلاً اللہ اکبر کو پوری نماز اور وضو کے ایک جزو مثلاً ہاتھ دھونے کو پورا وضو قرار دے رہے ہیں۔ اسی طرح ایک لفظ ''اللہ'' کو پوری اذان اور ایک منٹ کے روزہ کو پورا روزہ قرار دے رہے ہیں۔ اگر اسی طرح جزو کے وجود کو کل کا وجود قرار دیا جائے تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا اور کھانے کے بہت سے اجزاء میں سے صرف نمک کو ہی قورمے کی دیگ کہنا درست ہوگا۔ ایک دھاگے کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا۔ اور ایک ناخن کو پورا انسان کہنا بھی صحیح ہوگا۔ پانی کے قطرہ کی مثال سے

Marfat.com

بھی دھوکہ دیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس طرح پانی کا ایک قطرہ بھی پانی ہے اور سمندر بھی پانی ہے۔ یہاں دیکھئے کہ پانی کا قطرہ پانی کا جزو ہے ہی نہیں۔ وہ خود مکمل پانی ہے' اُسے یہاں بطور جزو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ پانی کا قطرہ تھوڑا پانی ہے اور سمندر زیادہ پانی ہے' دونوں ہی پانی ہیں۔ پانی کے قطرے میں تمام اجزائے مائیہ پورے پورے موجود ہیں۔ البتہ پانی کے اجزاء ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں۔ جس طرح تنہا ہائیڈروجن پانی نہیں اور صرف آکسیجن کو پانی کہنا غلط ہے' اسی طرح نبوت کے کسی جزو کو نبوت کہنا غلط ہے۔ پھر دیکھئے کہ حضور اکرم ﷺ نے نبوت کی نفی (Negation) کیلئے فرمایا کہ اگر سچے خواب موجود بھی ہیں تو بھی نبوت موجود نہیں لیکن مرزا صاحب اسی حدیث شریف سے نبوت کا اثبات (Affirmation) ثابت کرنے چلے ہیں' یعنی بالکل اُلٹی بات۔

مزید غور فرمایئے کہ اس حدیث شریف میں یہ بات زیادہ قابل لحاظ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انقطاع نبوت کے ذکر کے ساتھ صرف رؤیائے صالحہ کے بقاء کا ذکر فرمایا ہے اور کسی قسم کی نبوت کا نام نہیں لیا' یعنی آپ ﷺ کے نزدیک نبوت کی کوئی قسم بھی آپ ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی' ورنہ ضروری تھا کہ نبوت کی جو قسم باقی رہنے والی ہے' اس کا ذکر فرمایا جاتا نہ کہ سچے خواب کا۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ نبوت کے تمام اجزاء اور اقسام کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دے کر صرف ایک جزو یعنی رؤیائے صالحہ کا استثناء فرمایا گیا ہے' اگر سوائے رویائے صالحہ کے اور بھی کوئی جزو یا کوئی نوع یا کوئی قسم نبوت کی باقی رہنے والی تھی تو اس کا استثناء کیوں نہیں فرمایا گیا؟

اگر ہم تھوڑی دیر کیلئے فرض کرلیں کہ اُمتی' ظلی' بروزی اور تابعی نبوت وغیرہ (مرزا صاحب کی ایجادکردہ) واقعی نبوت کی کوئی قسم بھی ہے تو وہ بھی اس حدیث کی رُو سے منقطع ہے کیونکہ اس میں اجزاء و انواع نبوت میں سے رؤیائے صالحہ کے سوا کچھ مستثنیٰ نہیں۔

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف دیکھئے:

عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ۔

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہو گا اور نہ نبی''۔

(رواہ ترمذی وقال ھذا حدیث صحیح وقال ابن کثیر فی تفسیرہ 8/9 اخرجہ احمد فی المسند)

اس حدیث میں لفظ نبی اور رسول کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے واضح فرما دیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی ہو گا اور نہ غیر تشریعی۔ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول صاحبِ شریعت نبی کو کہا جاتا ہے اور نبی عام ہے۔ چنانچہ اس حدیث شریف نے کھول کر ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کو ثابت کر دیا۔

عن ابن عمر ويقول خرج علينا رسول الله ﷺ يومًا كالمودع فقال ان النبی الامی ثلثا ولا نبی بعدی الی قوله فاسمعوا واطيعوا ما دمت فيكم فاذا ذهب بی فعليكم بكتاب الله تعالٰی احلوا حلالهٗ وحرموا حرامهٗ ۔

''حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے (اور اس طرح تقریر فرمانے لگے) جیسے کوئی رخصت ہونے والا کرتا ہے، پس تین مرتبہ مکرر فرمایا کہ میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں (اس حدیث کے آخر میں فرمایا کہ) جب تک میں تمہارے اندر موجود ہوں اس وقت تک میرے احکام سنتے اور ان کا اتباع کرتے رہو اور جب مجھے دنیا سے لے لیا جائے تو تم

Marfat.com

کتاب اللہ کو مضبوط پکڑو اور اس کے حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام سمجھو"۔ (رواہ احمد فی مسندہ کذافی تفسیر ابن کثیر 8/91)

اس حدیث شریف میں بھی اپنی موجودگی میں آپ ﷺ نے اپنے اتباع کا حکم دیا اور اپنے بعد قرآن مجید کے اتباع کا حکم دیا۔ کسی نبی کی اتباع کا ذکر تک نہیں فرمایا' چنانچہ "لا نبی بعدی" سے مراد آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا انقطاع ہے۔

طوالت سے بچتے ہوئے ہم نے صرف ایک ایک نمائندہ حدیث شریف پیش کی ہے' ورنہ حقیقت یہ ہے کہ احادیث ختم نبوت اس تواتر اور اس تسلسل سے تمام ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں کہ ان کی تعداد دوسینکڑوں سے بھی متجاوز ہے۔ محولا بالا احادیث شریف بھی مختلف طرق سے اور الفاظ کے تھوڑے بہت فرق سے حدیث کی تمام کتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔ صرف "لا نبـــی بـــعـــدی" کے الفاظ کے ساتھ ہی تسلیم شدہ (Recognised) ذخیرہ میں 36 حدیثیں موجود ہیں۔ سو سے زیادہ احادیث نبوت کے صریح انقطاع کے الفاظ لیے ہوئے ہیں اور یہ تمام متواتر المعنی ہیں۔ محدثین انہیں صحیح اور تواتر کا درجہ دیتے ہیں' اسی طرح 100 سے زیادہ احادیث میں انقطاع نبوت ضمناً ثابت ہوتا ہے۔ اسی لیے حافظ ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں:

وقد صح عن رسول اللہ ﷺ بنقل الکوان التی فقلت نبوته واعلامه و کتابه انه اخبر انه لا نبی بعده .

"جن حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے' ان کی نقل سے حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں"۔

(حافظ ابن حزم اندلسی: ملل والنحل 1/77)

حافظ ابن کثیر آیت "خاتم النبیین" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Marfat.com

وبذالك وردت الاحادیث المتواترة عن رسول اللہ ﷺ من حدیث جماعة من الصحابة رضی اللہ عنهم ۔

”رسول اللہ ﷺ سے ختم نبوت پر احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں جن کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے“۔

(تفسیر ابن کثیر 8/89)

سیّد محمود آلوسی لکھتے ہیں:

و کونه ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان امر ۔

”آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن مجید نے تصریح فرمائی اور احادیث نبویہ ﷺ نے صاف طور سے ان کو بیان کیا' اس پر تمام اُمت کا اجماع ہے۔ اس لیے اس کا منکر کافر سمجھا جائے اور اگر اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے“۔ (روح المعانی 7/65)

لیکن افسوس ان تمام تصریحات اور تشریحات کے باوجود مرزا صاحب اور ان کے صاحبزادگان نے ان تمام بزرگوں کے اقوال سیاق و سباق سے کاٹ کر یہ دکھانے کی کوشش کی کہ وہ صرف تشریعی نبوت کے انقطاع کے قائل تھے۔ انہوں نے ان کی تحریرات کے صرف وہ حصے نقل کیے جن میں وہ حضرت عیسیٰ کی آمد اور ان کی غیر تشریعی حیثیت کا ذکر کر رہے ہیں۔ مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنی کتاب ”زھق الباطل“ میں بھی احادیث کی تشریح میں یہی ہتھکنڈہ آزمایا ہے۔ ملاحظہ ہو! صفحہ 362, 360, 357, 351 ,353 ,355 اور 367 وغیرہ۔ ایک جگہ ”حضرت عائشہ صدیقہ کا قول“ کا عنوان دے کر لکھتے ہیں:

”اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ

Marfat.com

مشہور قول پیش کرتا ہوں جسے آپ بارہا سن چکے ہیں...... ''لا نبی بعدی'' کا کوئی اور معنی کیا ہو جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده ۔

(درمنثور جلد 5 صفحہ 204' طبع مصری)

یعنی اے لوگو! یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جانتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے لیکن وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ اس کا غلط معنی بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ خاتم النبیین تو ضرور کہا کرو لیکن یہ نہ کہا کرو کہ آنحضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ نے کیوں روکا؟ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ جانتی تھیں کہ اس سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اور سمجھتی تھیں کہ ''لا نبی بعدی'' سے حضرتِ اقدس محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہ تھی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا'' (محمد رسول اللہ کے بعد صلی اللہ کے الفاظ موجود نہیں' اس لیے صحیح حوالہ کی خاطر ہم نے بھی یہ الفاظ نہیں لکھے۔ اللہ معاف فرمائے)۔

(زہق الباطل صفحہ 362)

آگے ''امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح'' کا عنوان دے کر لکھتے ہیں:

''اسی طرح شیخ الامام حضرت ابن قتیبہ (متوفی 267ھ) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں:

لیس هذا من قولها ناقضا لقول النبی ﷺ لا نبی بعدی لانه اراد لا نبی بعدی ینسخ ما جئت به ۔ (تاویل مختلف الاحادیث صفحہ 236)

Marfat.com

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول آنحضرت ﷺ کے فرمان "لا نبی بعدی" کے مخالف نہیں ہے' یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ آنحضرت ﷺ تو فرما رہے ہیں اور حضرت عائشہ روک رہی ہیں کہ نہیں کہنا۔ اس میں ایک پیغام ہے اور بتاتے ہیں کہ مخالف نہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔ یہ بعینہٖ وہی عقیدہ ہے جو میرا اور آپ کا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے نہیں پایا بلکہ اُمت کے ان تمام صلحاء کے ورثے کے طور پر پایا ہے"۔

چنانچہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 976ھ) حدیث "لا نبی بعدی" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لقوله ﷺ لا نبی بعدی ولا رسول بعدی ای مائم من یشرع بعدی شریعة خاصة ۔ (الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 35)

"کہ آنحضرت ﷺ کے قول "لا نبی بعدی" اور "لا رسول بعدی" سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد شریعت لانے والا نبی نہیں ہوگا۔ یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تو ان لوگوں کو بہت ناگوار گزرتی ہے"۔

برصغیر پاک و ہند کے مایہ ناز محدث شارح مشکوٰۃ شریف حضرت السید الشریف محمد بن رسول الحسینی برزنجی فرماتے ہیں اور یہ وہی امام اہل سنت ہیں' جن کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں:

ورد "لا نبی بعدی" ومعناه عند العلماء انه لا یحدث بعده نبی یشرع

ینسخ شرعه ۔ (الاشاعہ لاشراط الساعہ صفحہ 1249 'مطبوعہ بیروت)

''یعنی حدیث ''لا نبی بعدی'' کے جو الفاظ آئے ہیں' اس کے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی ایسی شریعت لے کر پیدا نہیں ہو گا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرتی ہو''۔

''غرض جتنے بھی گزشتہ بزرگ گزرے ہیں جن میں چیدہ چیدہ بزرگوں کا میں ذکر کرتا چلا جا رہا ہوں' تمام کے تمام بزرگ حدیث ''لا نبی بعدی'' کی لفظاً لفظاً وہی تشریح کرتے چلے آئے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔ مگر عجیب ظلم ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ تشریح کریں تو کافر اور اگر صلحائے اُمت تشریح کریں تو مومن اور مومن ہی نہیں بلکہ قطب الاقطاب ٹھہرتے ہیں اور ایسے ایسے چوٹی کے بزرگ کہلاتے ہیں''۔ (زھق الباطل صفحہ 363-364 تا 365)

ہم حضرت عائشہ والی حدیث شریف پر بعد میں بات کریں گے' پہلے یہ دیکھیں کہ آیا سارے بزرگ مسیح موعود والی بات کہتے ہیں۔ مرزا طاہر صاحب نے جتنے بھی حوالے دیئے ہیں' ان سب میں یہ تمام بزرگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزولِ ثانی کا ذکر کر رہے ہیں۔ اور یہ بتا رہے ہیں کہ جب وہ دوبارہ نازل ہوں گے تو ان کی حیثیت نبی والی نہیں ہوگی' وہ عام اُمتی کی حیثیت سے آئیں گے۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی شریعت منسوخ کرنے والے نہ ہوں گے' وغیرہ۔ مرزا طاہر احمد صاحب خود اعتراف کرتے ہیں کہ ان تمام بزرگوں کا یہی مقصد ہے:

''حضرت امام محمد طاہر (متوفی 986ھ) بڑے مشہور و معروف بزرگ تھے۔ انہوں نے حضرت عائشہ کے اس ارشاد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

هذا ناظر الى نزول عيسٰى وهذا ايضا لا ينافى حديث لا نبى بعدى

Marfat.com

لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ ۔ (تکملہ مجمع البحار الانوار صفحہ 85)

”کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اس بناء پر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بحیثیت نبی اللہ نازل ہونا ہے اور یہ قول حدیث ”لا نبی بعدی“ کے خلاف بھی نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ ﷺ کی شریعت منسوخ کرے“۔ (زھق الباطل صفحہ 363-364)

مرزا طاہر احمد صاحب! پہلی بات تو یہ کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور قیامت تک نبی آسکتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ آپ نے ان بزرگوں کے اقوال کو جو صرف حضرت عیسیٰ کے بارے میں تھے' اپنے عقیدے کے مطابق کیسے قرار دے لیا؟ یہ عقیدہ آپ کے بنائے ہوئے مسیح موعود والا ”بعینہٖ وہی عقیدہ“ کیسے ہو گیا؟ ان بزرگوں کے عقیدے کو اپنے والے عقیدے سے ملا کر اُمت کی آنکھوں میں دھول تو نہ جھونکیے! اب آیئے دوسری بات کی طرف!

حضرت عائشہ والی حدیث پر ہم بھی وہی کہتے ہیں جو سارے بزرگ کہتے آئے ہیں کہ یہ حدیث شریف حضرت عیسیٰ کے نزول کے ضمن میں ہے' آپ تو صرف حضرت عائشہ والی حدیث پیش کرتے ہیں' ہم درمنثور سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث بھی پیش کیے دیتے ہیں:

حسبك اذا قلت خاتم الانبياء فانا كنا نحدث ان عيسٰى عليه السلام خارج فان هو خرج فقد كان قبله وبعدهٗ ۔

”تمہارے لیے صرف خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے (”لا نبی بعدی“ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ خاتم الانبیاء کے الفاظ میں ہی نبوت اتنی واضح انداز میں منقطع کر دی گئی ہے) کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ

عیسیٰ علیہ السلام نکلنے والے ہیں' پس جب وہ نکلیں گے تو وہ آپ ﷺ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی''۔ (درمنثور 5/204)

یعنی طے ہوا کہ حضرت عائشہ والی حدیث میں بھی' وہ یہی فرمارہی ہیں کہ ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ صرف خاتم النبیین کہہ دینا ہی کافی ہے۔ دوسرے یہ بھی طے ہوا کہ حضرت عائشہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ' جو کچھ بھی فرمارہے ہیں صرف حضرت عیسیٰ کے نزول کے ضمن میں فرمارہے ہیں۔

ہم مرزا طاہر احمد صاحب سے مخاطب ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث تو خیر ''درمنثور'' کا حوالہ ہے اور صرف قولِ صحابی ہے جس کی کوئی سند بھی نہیں' اسے نہ بخاری نے قبول کیا' نہ مسلم نے' نہ نسائی نے' نہ ابوداؤد نے' نہ ترمذی نے اور نہ ابن ماجہ نے اور نہ ہی دیگر کتب احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ اگر کوئی اسے حدیث ماننے سے ہی انکار کردے اور کہہ دے کہ یہ صرف مجہول الاسناد قولِ صحابی ہے' تب بھی ہمیں خاموش ہونا پڑے گا' لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ہم اسے بھی حدیث تسلیم کرتے ہیں' صرف اس کی تفہیم کیلئے عقل سلیم کے طالب ہیں۔ اس عقل سلیم کو بھی کوئی زیادہ محنت کی ضرورت نہیں۔ صحیح بخاری' صحیح مسلم' تمام صحاح ستہ بلکہ سارے ذخیرۂ حدیث کی اَن گنت قوی الاسناد صحیح احادیث کھول کھول کے مفہوم واضح کررہی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا انقطاع کردیا گیا ہے۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان احادیث کی راوی ہیں' وہ بھی یہی فرماتی ہیں' چنانچہ ان کی ''درمنثور'' والی حدیث کے مفہوم کا تعین بڑی آسانی سے کیا جاسکتا ہے:

عن عائشه عن النبی ﷺ انه قال لا یبقٰی بعدهٗ من النبوة شیءٌ الا المبشرات قالوا یا رسول اللّٰه وما المبشرات قال الرؤیا الصالحة یراھا المسلم او تریٰ لهٗ ۔

Marfat.com

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا' سوائے مبشرات کے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لیے کوئی اور دیکھے''۔ (کذا فی کنز العمال براویہ مسند احمد و خطیب)

ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضور اکرم ﷺ سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں:

انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء ۔

''میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے''۔

(کذا فی کنز العمال بحوالہ الدیلمی وابن النجار والبزار)

چنانچہ مرزا طاہر احمد صاحب ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ سے آپ کیلئے چھٹکارا پانا ممکن ہی نہیں ہے' ان الفاظ سے انکار کریں گے تو آپ کہاں جائیں گے' کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ چنانچہ آپ خود بھی اور آپ کے بڑے بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ کو حضور اکرم ﷺ کا ارشاد کہتی تھیں:

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جانتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے''۔ (زھق الباطل صفحہ 362)

لیکن آگے حسب عادت آپ نے ان الفاظ کے معنی کو توڑنے مروڑنے کی کوششیں شروع کر دیں:

''صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ جانتی تھیں کہ اس سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اور سمجھتی تھیں کہ ''لا نبی بعدی'' سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ مراد نہ تھی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''۔

Marfat.com

''اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایسا معنی نہ کرنا جس میں نفی جنس مراد ہو''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 364)

مرزا طاہر احمد صاحب ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ اتنے صریح ہیں کہ آپ اس طرح اُلٹی سیدھی تاویلیں کر کے ان سے بچ نہیں سکتے۔ ''لا نبی بعدی'' میں نفی جنس بھی واضح ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جب نازل ہوں گے وہ بھی نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ ''لا نبی'' کی نفی عام ہے تو عیسیٰ علیہ السلام بھی اس نفی میں داخل ہیں تو پھر وہ کیوں آئیں گے۔ آپ اتنے بھی بھولے نہیں کہ عربی عبارت نہ سمجھتے ہوں اور محاورات عرب سے نابلد ہوں۔ عربی محاورہ میں جب اس قسم کی عبارت بولی جاتی ہے تو اس سے مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ آئندہ یہ وصف کسی شخص میں پیدا نہ ہوگا۔ جس شخص میں پہلے سے موجود ہے اس کا معدوم ہو جانا ہرگز مراد نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر حدیث میں ہے: ''لا ھجرۃ بعد الفتح'' یعنی فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہوگی۔ جس کا مطلب ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص یہی سمجھتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی شخص مہاجر نہ بنے گا۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ فتح مکہ سے پہلے جو شخص مہاجر ہو چکا ہے فتح مکہ کے بعد وہ زندہ نہیں رہے گا یا اس کی ہجرت باطل ہو جائے گی۔

اسی طرح جب ''لا ھجرۃ بعد الفتح'' کی ترکیب بعینہٖ ''لا نبی بعدی'' کی ترکیب ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ''لا نبی بعدی'' کا مطلب تمام نصوص شرعیہ کے خلاف یہ لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ سابقہ نبی ہیں دنیا میں نہیں آ سکتے یا زندہ نہیں رہ سکتے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کہتا ہے: ''لا عمل بعد الموت'' تو بلاشبہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں ہوگا اور یہ کہ مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ منقطع ہو

Marfat.com

جاتا ہے' آئندہ کوئی جدید عمل نہیں ہوسکتا۔ کوئی شخص اس جملہ کے یہ معنی نہیں لے سکتا کہ مرنے کے بعد اس کے پہلے کیے ہوئے عمل بھی بیکار ہو جاتے ہیں۔

محاوراتِ عرب کے علاوہ اگر احادیث کے طرق اور ان کے الفاظ کو دیکھیں تو خود نصوصِ حدیث اور الفاظِ روایت ہمارے بتائے ہوئے معنی پر ہی شاہد ہیں۔ صحیح مسلم غزوۂ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں "لا نبی بعدی" کے بجائے "لا نبوۃ بعدی" کے الفاظ موجود ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ "لا نبی بعدی" کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ ان الفاظ میں نفی عام ہے۔ اس سے کوئی نبوت بھی مستثنیٰ نہیں اور محاورہ عرب اور فن حدیث کے موافق اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی شخص کو عہدۂ نبوت نہیں دیا جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں اور نہ کسی آئندہ پیدا ہونے والے کو۔ جو پہلے سے نبی ہیں' ان کا عہدۂ نبوت سے معزول ہو جانا اس سے کسی طرح بھی لازم نہیں آتا۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس عالم میں آپ ﷺ سے پہلے عہدۂ نبوت مل چکا ہے تو ان کا آپ ﷺ کے بعد تشریف لانا ہرگز "لا نبی بعدی" کے خلاف نہیں۔

مرزا غلام احمد اور ان کے صاحبزادگان نے "لا نبی بعدی" کے الفاظ سے دامن چھڑانے کیلئے ان کی ایک اور تاویل کرنے کی کوشش کی کہ "لا نبی" کی نفی کو نفی کمال قرار دیا جائے۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ ان سے مراد یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہوسکتا' غیر مستقل اور غیر تشریعی نبی ہونے کی نفی نہیں ہے' وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اگر یہی اجتہاد اور یہی قیاس ہے تو اگر کوئی بت پرست ہندو یہ کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میں بھی نفی کمال ہے' یعنی کامل معبود اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں' اگرچہ غیر مستقل اور غیر تشریعی معبود ہوسکتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تمام بت پرست قوموں کا عقیدہ یہی ہے تو

پھر مرزا صاحب اس کا کیا جواب دیں گے؟ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ آیتِ قرآنیہ ''لا ریب فیہ'' میں بھی نفی کمال ہے' یعنی کامل ریب قرآن میں نہیں' اگرچہ بعض اقسامِ ریب موجود ہیں تو پھر مرزا صاحب اس کا کیا جواب دیں گے؟ اسی طرح اگر کسی حدیث شریف میں نفی کمال کا ذکر ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آ جاتا ہے کہ ''لا نبی بعدی'' میں بھی نفی کمال ہی مراد ہو۔ کیا کسی حدیث شریف میں مجازاً نفی کمال مراد ہو جانا' اس بات کا مستلزم ہے کہ سب جگہ یہی معنی چپکائے جائیں؟ سوا دو سو سے زائد تسلیم شدہ' شائع اور ذرائع' متداول احادیث ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کو ثابت کر رہی ہیں اور مرزا صاحب ان الفاظ کے معنی خوامخواہ نفی کمال کی طرف لے جا رہے ہیں۔ جو نہ سیاق سے ثابت ہوتے ہیں نہ سباق سے۔ نہ قرآن مجید سے نہ کسی حدیث سے' نہ قیاس سے اور نہ آثار سے۔ اپنے دعوے دیکھیں اور دلیل دیکھیں۔ دلیل بھی تاویل سے ڈھونڈ رہے ہیں اور تاویل بھی لولی لنگڑی یعنی 36 سے زائد متداول مسلم الثبوت قوی الاسناد احادیث شریف کے واضح الفاظ کی تاویل کی جا رہی ہے۔ پورے ذخیرۂ احادیث میں انہیں ایک بھی حوالہ' ایک بھی اشارہ' ایک بھی فقرہ' ایک بھی لفظ نہیں مل سکا' جو ان کی تاویل کو سہارا ہی دے سکے۔

مرزا طاہر صاحب نے ''لا نبی بعدی'' کی تحریف کی ایک اور کوشش بھی کی ہے۔ لکھتے ہیں:

''ایک حدیث ہے جس سے بعد کے لفظ پر روشنی پڑتی ہے......

عن جابر بن سمرۃ عن النبی ﷺ قال اذا ھلك قیصر فلا قیصر بعدہٗ واذا ھلك کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ ۔

(بخاری' کتاب الایمان والنذور' باب کیف کانت یمین النبی ﷺ)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا: جب یہ قیصر روم ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور جب یہ کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا' یعنی تمہارے ذریعے ان سلطنتوں کی شان و شوکت مٹادی جائے گی''۔

اب دیکھئے! اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ''فلا قیصر بعدہ'' اور ''فلا کسریٰ بعدہ'' فرما کر خود ہی ''فلا بعدہ'' کا ایک عجیب پرحکمت معنی بیان فرما دیا اور بتا دیا کہ ایسے موقع پر ''لا'' نفی جنس کے لیے استعمال نہیں ہوتا' بلکہ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے کہ اس شان اور مرتبہ کا کوئی نہیں ہو گا''۔ (زہق الباطل صفحہ 367)

مرزا صاحب نے یہاں خود ہی اپنے دفاع میں فرض کرلیا کہ کسریٰ و قیصر آج تک موجود ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے عین مطابق کسریٰ عراق میں اور قیصر ملک شام میں باقی نہ رہا۔ حدیث شریف میں کہا ہی یہ گیا ہے کہ دونوں اقلیم میں ان کی سلطنت نہیں رہے گی۔ سینکڑوں عراقی اور ہزاروں شامی اپنا نام کسریٰ اور قیصر رکھتے رہیں تو کیا اس سے مراد یہ ہے کہ کسریٰ اور قیصر باقی ہیں؟ قیصر تو مسلمان بھی اپنا نام رکھتے رہے ہیں اور اب تک رکھتے ہیں' تو کیا اس سے مراد یہ ہے کہ ''قیصر'' ہلاک نہیں ہوا؟ کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ کسریٰ اور قیصر سے حضور اکرم ﷺ عراق اور شام کی سلطنتوں کے خاتمے اور ان کی بادشاہت کے خاتمے کا ذکر کر رہے ہیں یا دو ناموں کا؟ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے عین مطابق کسریٰ اور کسرویت کا عراق و ایران میں مکمل خاتمہ ہوگیا اور قیصر اور قیصریت کا شام میں مکمل خاتمہ ہوگیا۔ حافظ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری میں ان دونوں اقلیم کی تخصیص کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قریش کی عادت تھی کہ سردی کے زمانہ میں یمن اور گرمی کے زمانہ میں شام کا سفر کرتے تھے اور یہی جگہ ان کی تجارت گاہیں تھیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ''رحلۃ

Marfat.com

الشتاء والصیف'' کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ جب قریش مسلمان ہو گئے تو ان کو اپنی تجارت کا خوف تھا کہ اب ہمارا یمن اور شام میں داخلہ بند کر دیا جائے گا۔ اس پر ان کی تسکین کے لیے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری تجارت گاہیں ان کے وجود سے ہی پاک کر دی جائیں گی۔ امام نووی نے بھی شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام علماء نے فرمایا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ کسریٰ عراق میں اور قیصر ملکِ شام میں باقی نہ رہے گا۔ اس لیے مرزا حضرات کا یہ کہنا کہ حدیث ''لا کسریٰ الخ'' اپنے ظاہر معنی میں مستعمل نہیں ہے' بالکل غلط ہے۔ پھر اس غلط معنی پر ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ کی معنوی تحریف کا محل کھڑا کرنا' اس سے بھی زیادہ غلط ہے۔ ان بچگانہ تاویلوں سے چٹان جیسی ان احادیث سے بچنا ناممکن ہے۔ ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ ہمیشہ سے ہی تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت کیلئے سدِ سکندری رہے ہیں۔ جس نے بھی جھوٹا دعویٰ کیا سب سے پہلے اس نے ان ہی الفاظ کی تاویل وتحریف کی کوشش کی' لیکن اس دیوار سے سر ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ فتح الباری شرح بخاری میں حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک جھوٹے مدعی نبوت نے اپنا نام ''لا'' رکھ لیا اور نبوت کا دعوے دار بن کر کہنے لگا کہ حدیث شریف میں جو یہ الفاظ ہیں: ''لا نبی بعدی'' وہ دراصل اس کے بارے میں ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد ''لا'' نامی شخص نبی ہوگا۔ اُمت نے اُس کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اسے قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ایک عورت کو جھوٹی نبوت کے دعویٰ کا جنون ہوا اور اس نے ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ کی تاویل کی کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے بعد نبی کی آمد کا انکار فرمایا ہے۔ ''نبیہ'' کا تو نہیں یعنی احادیث کے الفاظ مردِ نبی کی آمد کے انکار کے بارے میں ہیں' خواتین نبیہ آ سکتی ہیں' وغیرہ۔ لیکن ایسی بچگانہ تاویلات نہ پہلے کام آ

Marfat.com

سکی ہیں نہ مرزا صاحب کے کام آ سکتی ہیں اور نہ ان کی آل اولاد کے۔

مرزا طاہر احمد صاحب "کذابون ثلاثون" والی حدیث شریف جس میں کہا گیا ہے کہ اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا یا دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے الخ کا حوالہ دے کر اس کا جواب لکھتے ہیں:

"یہ خدا تعالیٰ کا تصرف تھا کہ سچے کی آنے سے پہلے پہلے تیس کی تعداد پوری کر دی گئی اور اگر تم یہ کہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ تک اور بھی ظاہر ہو چکے ہوں گے تو پھر اس حدیث کا عدد ہی مشکوک ہو جاتا ہے"۔ (زھق الباطل صفحہ 351)

اس کا جواب ہم نہیں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں:

ولیس المراد بالحدیث من ادعی النبوۃ مطلقًا فانھم لا یحصون کثرۃ لکون غالبھم نشأ لھم ذلك عن جنون وسوداء وانما المراد من قامت له الشوکة ۔

"اور اس حدیث میں مطلقاً ہر مدعی نبوت مراد نہیں ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں' کیونکہ یہ بے بنیاد دعوے عموماً جنون یا سودایت سے پیدا ہوتے ہیں' بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے' وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں"۔ (فتح الباری شرح بخاری 6/455)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ اکثر و بیشتر دعوائے نبوت جنون اور سودایت کا کرشمہ ہوتے ہیں' ایسے پاگلوں کی تعداد گننے کی ضرورت ہی نہیں۔ صرف وہ مجنون اور پاگل جن میں تاویل سازی کیلئے عقل موجود ہو اور جو چرب زبانی' شگون بینی' پیش گوئی' رؤیا بازی اور شعبدہ گیری کے فن میں اتنے طاق بھی ہوں کہ

Marfat.com

بھولے بھالے لوگوں کی ایک تعداد کو متاثر کر کے اپنی شوکت وحشمت قائم کر لیں۔ اس حدیث میں ان کی تعداد کی گنتی کی جا رہی ہے۔ حافظ ابن حجر ساتھ یہ بھی طے کیے دے رہے ہیں کہ کسی مدعی نبوت کے مذہب کا رواج پا جانا' اس کے متبعین کا زیادہ ہو جانا' اس کی سچائی اور حقانیت کی دلیل نہیں بلکہ تیس دجالوں میں سے ایک ہونے کی علامت ہے۔

مرزا طاہر احمد صاحب اسی حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''پس ایک بات تو قطعی طور پر ثابت ہو گئی کہ جتنے چاہیں دجال اور کذاب اور لعنتی اور جھوٹے دنیا میں آ جائیں۔ تیس آئیں یا تیس لاکھ آئیں' آنحضرت ﷺ نے آنے والے عیسیٰ یا مسیح علیہ السلام کو جو نبی اللہ کا خطاب مرحمت فرمایا ہے' اسے دنیا کی کوئی طاقت چھین نہیں سکتی' کون ہے جو حضرتِ اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے دیئے ہوئے خطاب کو چھین لے''۔

(زھق الباطل صفحہ 349)

بالکل صحیح! ایسا کون ہو گا جو حضور اکرم ﷺ کے دیئے گئے خطاب کو چھین لے' ایسا کوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن ایسا بھی کوئی نہ ہو گا جو خواہ مخواہ حضور اکرم ﷺ کے خطاب کو اپنے اوپر اوڑھ لے۔ ایسا ہی شخص تو دجال کہلاتا ہے۔ ایسا ہی شخص پھر ''مسیلمہ کذاب'' ہوتا ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے ہی فرما دیا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے بھی تو اب وہ نبی کی حیثیت سے نہیں ہوں گے۔ تو جو شخص بھی یہ کہتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نبی ہوں خواہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا روپ دھار کر آئے یا مسیح علیہ السلام کا' وہ جھوٹا ہے کاذب ہے اور تیس دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو نبوت کا دعویٰ ہرگز ہرگز نہیں کریں گے۔ سچا عیسیٰ علیہ السلام ایسا کرے گا ہی نہیں' اُسے ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ صرف اُس کا کام بولے گا' اس کا حکم بولے گا' اس کا عدل بولے گا اور اس کی

Marfat.com

قیادت بولے گی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر بحث آگے آئے گی)۔

ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر نبوت کا بالکل انقطاع تسلیم کر لیا جائے تو یہ اُمت مسلمہ کی توہین کی مترادف ہے کہ ساری اُمتیں ہمیشہ نبوت کا شرف پاتی رہیں اور یہ اس سے محروم رہے، وغیرہ۔ اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث دیکھئے:

ابو بکر افضل هذهِ الاُمّةِ اِلّا ان یکون نبی ۔

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس اُمت کے افضل ترین انسان ہیں لیکن وہ نبی نہیں''۔

ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبی ۔

''ابوبکر رضی اللہ عنہ انسانوں میں افضل ترین ہیں، لیکن وہ نبی نہیں ہیں''۔

(دیلمی بحوالہ کنوز الحقائق، طبرانی کبیر و کامل)

عن عقبہ بن عامر قال قال رسول اللہ ﷺ لو کان بعدی نبیٌّ لکان عمر بن الخطاب ۔

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے''۔

(رواہ ترمذی)

ایسی بے شمار احادیث اور وہ تمام احادیث جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے بھی ایسی ہی باتیں فرمائی گئی ہیں، ثابت کرتی ہیں کہ ان تمام میں کمالات نبوت موجود تھے، پھر بھی انہیں عہدۂ نبوت نہیں دیا گیا کیونکہ سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔ احادیث میں ''لو کان'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ''لو کان'' سے اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ لفظ ''لو'' عربی زبان میں اسی غرض کے لیے آتا ہے کہ شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں۔ لہٰذا احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور

Marfat.com

اکرم ﷺ کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا' اس لیے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی نہیں ہوئے۔

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے انقطاع سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالاتِ نبوت بھی منقطع ہو جائیں بلکہ اس اُمت میں بھی کمالاتِ نبوت موجود ہیں' البتہ عہدۂ نبوت نہیں دیا جاتا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک ایم اے' ایم ایس سی نوجوان میں لیکچرار بننے کی صلاحیت تو ہے لیکن جب تک اُسے یہ عہدہ نہیں دیا جاتا' وہ لیکچرار نہیں کہا جا سکتا۔ یا مثلاً تمام سی ایس پی افسران میں ڈپٹی کمشنر بننے کی صلاحیت اور استعداد موجود ہے مگر جسے یہ عہدہ دیا جاتا ہے وہی ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس اُمت کے فضلاء کمالاتِ نبوت سے محروم نہیں بلکہ کمالاتِ نبوت میں سے ان کو وافر حصہ ملا ہے۔ البتہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت چونکہ قیامت تک باقی اور قائم ہے' اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو عہدۂ نبوت دینے کی نہ ضرورت ہے اور نہ یہ مناسب ہے' کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت قائم ہوتے ہوئے کسی کو عہدۂ نبوت دینا حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی ہے۔ ''علماء اُمتی کل انبیاء بنی اسرائیل'' والی حدیث شریف بھی یہی نکتہ واضح کرتی ہے' جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں' اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كَادَ هٰذِهِ الامةُ ان تكونوا انبياءَ كلها .

''یہ اُمت بلحاظِ کمالات سب کے سب انبیاء ہونے کے قریب ہیں''۔

(رواہ ابوداؤد طیالسی مسند 354' وکذلک رواہ احمد وابویعلیٰ)

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مضمون حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے بحوالہ تورات وانجیل نقل کیا ہے۔ (خصائص کبریٰ صفحہ 16) اسی طرح کنز العمال میں حضور اکرم ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ نے چند صحابہ کے متعلق فرمایا:

Marfat.com

کادوا ان یکونوا انبیاء ۔

''یہ لوگ باعتبار کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہیں''۔

چنانچہ یہ طے ہے کہ اُمت مسلمہ کمالاتِ نبوت میں تمام پہلی اُمتوں سے بھی بہت آگے ہے۔ عہدۂ نبوت کا نہ ملنا چونکہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کے بقاء و قیام کی وجہ سے ہے' اس لیے یہ بھی درحقیقت اس اُمت کے لیے افضلیت کا باعث ہے۔ اُمت کے صلحاء و فضلاء میں کمالاتِ نبوت موجود ہوتے ہیں' تب بھی کوئی نبی نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ نے بے شمار احادیث میں واضح الفاظ میں اور بالکل غیر مبہم انداز میں اپنی اُمت کو خلفائے راشدین کے اقتداء کا حکم دیا' ائمہ دین اور امراء کی اطاعت کا حکم دیا' ایک بنی بریدہ حبشی غلام بھی اگر اُمت کا امیر بن جائے تو اس کی اطاعت کا حکم فرمایا۔ مواقع اشتباہ میں اہل علم و اجتہاد کی تقلید کی تاکید فرمائی' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا نام لے کر ان کی اقتداء کی دعوت دی۔ حضرت زبیر' حضرت ابوعبیدہ بن الجراح' حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لے کر انہیں واجب تکریم اور قابل اقتداء قرار دیا۔ (بخاری' مسلم' ترمذی' الریاض النضرہ 2/308' کنز العمال 6/163) حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر دی اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دی۔ (مشکوٰۃ صفحہ 573) ہر صدی میں مجددین اُمت کے آنے (کنز العمال 1/338) ملک شام میں ابدال کے پیدا ہونے اور ان کی تعداد 40 ہونے اور ان کا مستجاب الدعوات ہونے کے بارے میں بتایا (رواہ احمد مشکوٰۃ صفحہ 575) لیکن پورے ذخیرۂ احادیث میں ایک بھی حدیث نہیں۔ پھر سنئے! ایک بھی ایسی حدیث نہیں جس میں حضور اکرم ﷺ نے بتایا ہو کہ میرے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا' تم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا۔ اس کے برعکس تمام احادیث کھول کھول کر ''لا نبی بعدی لا نبی

Marfat.com

بـــعـــدی'' کا اعلان فرما رہی ہیں اور مرزا حضرات ان کی تاویلیں کرنے میں مصروف ہیں۔ ان کے دعوے دیکھئے اور بودے دلائل دیکھئے!

مرزا صاحب آپ سے درد مندانہ التماس ہے' یہ زندگی چند روزہ ہے' یہ وسیع انگلستانی تلفورڈی گدی اور اس کی جانشینی' یہ سیم وزر کے انبار' یہ چندوں اور نذرانوں کے طباق' یہ کپڑوں سے برکتیں سونگھنے' ہاتھ چومنے اور چرن چھونے والوں کی منڈلیاں' یہ گوش برآواز ہرکاروں کے پرے' سب چند روزہ دنیا کی چکاچوند ہے' آخر سب نے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔ پتہ نہیں کس کو کب بلاوا آ جائے۔ ان جھمیلوں سے نگاہیں ہٹیں تو اب بھی ایمان کی دولت مل سکتی ہے جو ابدالآباد تک رہنے والی ہے۔ جب آپ خود کہتے ہیں:

''پہلے حدیثوں کی طرف تم بہت جلدی سے گئے تھے' کیونکہ وہاں ''لا نبـی بعدی'' کی ایک ظاہری حدیث نظر آئی تھی''۔ (زھق الباطل صفحہ 411)

اور آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ''لا نبی بعدی'' والی تمام احادیث کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت منقطع ہے تو پھر چھوڑیئے تاویلوں اور ظل کاریوں کو۔ اگلے جہان میں آپ سے ''باطنی'' معنوں کی تہوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری حکم کے ہی آپ مکلف ہوں گے۔ جلد یا بدیر آج نہیں تو کل آپ نہیں تو آپ کی آل اولاد کو بالآخر ایسا ہی کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب 5: تمثیلیت موعودیت

مرزا غلام احمد صاحب کے بہت سے دعوؤں میں سے ایک بنیادی دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ آیئے! دیکھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں احادیث کیا کہتی ہیں: پہلے بخاری شریف کی احادیث پیش خدمت ہیں:

اسحاق اخبرنا یعقوب بن ابراھیم حدثنا ابی عن صالح عن ابن شھاب ان سعید بن المسیب سمع ابا ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ والذی نفسی بیدہٖ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتیٰ لا یقبلہ احدٌ حتیٰ تکون السجدۃ والواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرۃ واقراوا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہٖ قبل موتہٖ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا۔

''اسحاق' یعقوب بن ابراہیم' ان کے والد صالح' ابن شہاب' سعید بن مسیب' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے' انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے' صلیب توڑ ڈالیں گے' خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے' جزیہ ختم کر دیں

Marfat.com

گے اور مال بہتا پھرے گا حتیٰ کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا' اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر (اس کی تائید میں) تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ ''اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے''۔

ابن بکیر حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شہاب عن نافع مولی ابی قتادة الانصاری ان ابا ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم تابعہ عقیل والاوزاعی ۔

''ابن بکیر' لیث' یونس' ابن شہاب' نافع جو ابوقتادہ انصاری کے آزاد کردہ غلام ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہو گا۔ اس کے متابع حدیث عقیل اور اوزاعی نے روایت کی ہے''۔ (بخاری' کتاب الانبیاء' باب نزول عیسیٰ بن مریم)

ان تمام احادیث میں چونکہ کسی کو کوئی اختلاف نہیں' اس لیے دیگر احادیث کا صرف خلاصہ پیش کرنے کی اجازت دیجئے!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ نازل ہوں گے تو آپ کا قدوقامت درمیانہ ہو گا' رنگ سفید سرخی مائل' بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک' بالوں کا رنگ بہت سیاہ چمک دار' جیسے نہانے کے بعد بال ہوتے ہیں' بال گھنگھریالے ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں آپ کے مشابہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ابوداؤد' ابن شیبہ' احمد' ابن حبان' صححہ ابن حجر فی الفتح الباری) آپ کی خوراک لوبیا اور جو چیزیں آگ پر نہ پکیں ہو گی۔ (رواہ الدیلمی) قیامت کے قریب آپ نازل ہوں گے' نزول کے وقت دو زرد رنگ کے کپڑے

Marfat.com

پہنے ہوئے ہوں گے۔ (ابوداؤد) آپ کے سر پر لمبی ٹوپی ہوگی۔ (ابن عساکر) آپ ایک زرہ پہنے ہوں گے۔ (درمنثور) دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھے پر رکھے ہوئے اُتریں گے۔ (ابوداؤد، ترمذی، احمد) آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔ (ابن عساکر) اس وقت جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا۔ سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔ (مسلم) آپ کا نزول دمشق میں ہوگا، دمشق کی جامع مسجد میں آپ اُتریں گے، جامع مسجد دمشق کا یہ مشرقی گوشہ ہوگا اور صبح کی نماز کا وقت ہوگا، مسلمانوں کی ایک جماعت مع امام مہدی کے مسجد میں موجود ہوگی، جو دجال سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے ہوں گے۔ (مسلم) ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں ہوں گی، بوقت نزولِ عیسیٰ علیہ السلام یہ لوگ نماز کے لیے صفیں درست کرتے ہوں گے۔ اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے۔ (دیلمی) حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کیلئے بلائیں گے اور وہ انکار کریں گے۔ (مسلم، احمد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں کو امام بنائیں گے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ) پھر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں گے۔ (ابونعیم) حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال دنیا میں قیام کریں گے۔ (ابوداؤد، ابن ابی شیبہ، احمد) حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں آپ کا نکاح ہوگا اور آپ کی اولاد ہوگی۔ (فتح الباری، مقریزی) آپ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ (بخاری، مسلم) آپ نماز سے فارغ ہوکر دروازہ مسجد کھلوائیں گے جس کے پیچھے دجال ہوگا، آپ دجال اور اس کے ساتھیوں سے جہاد کریں گے، دجال کو قتل کریں گے، دجال کا قتل ارضِ فلسطین میں بابِ لُد کے پاس واقع ہوگا۔ اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی، جو یہودی باقی ہوں گے چن چن کر قتل کر دیئے جائیں گے۔ کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی، یہاں تک کہ درخت اور پتھر بول اُٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ (مسلم،

Marfat.com

احمد ابن ماجہ وغیرہ) اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔ (ابوداؤد احمد) اور جہاد موقوف ہو جائے گا کیونکہ کوئی کافر ہی باقی نہ رہے گا اور اس لیے جزیہ کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔ (بخاری مسلم احمد) مال و زر لوگوں میں اتنا عام ہو جائے گا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ (احمد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود لوگوں کی امامت کریں گے' آپ مقام فج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے' حج یا عمرہ یا دونوں ادا کریں گے۔ (مسلم' مسند احمد) آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر تشریف لے جائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سلام کا جواب دیں گے جسے سب حاضرین سنیں گے۔ (درمنثور) آپ قرآن و حدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی ان پر چلائیں گے۔ ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گی۔ (مسلم' ابوداؤد' ترمذی' احمد) سب کے دلوں سے بغض و حسد اور کینہ نکل جائے گا' ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لیے کافی ہوگا' ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لیے کافی ہوگی' ایک دودھ والی بکری ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی۔ (مسلم) ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک نکال لیا جائے گا' یہاں تک کہ اگر ایک لڑکی سانپ کے منہ میں ہاتھ دے گی تو وہ اسے نقصان نہ پہنچائے گا۔ ایک لڑکی شیر کو بھگا دے گی اور شیر اسے کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا' بھیڑیا بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسے کتا ریوڑ کی حفاظت کے لیے رہتا ہے' ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ) یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔ (مسلم' احمد) (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں) روم' لشکر مقام اعماق یا وابق میں اترے گا۔ ان سے جہاد کیلئے مدینہ منورہ سے ایک لشکر چلے گا' یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔ ان کے جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے' ایک تہائی حصہ شکست کھا جائے گا اور ایک تہائی شہید ہو جائے گا' ایک تہائی فتح پا جائے گا' قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا۔ (مسلم) عرب اس

زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور سب کے سب بیت المقدس میں ہوں گے۔ (ابوداؤد'ابن ماجہ) جس وقت وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروجِ دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی لیکن جب یہ لوگ ملک شام میں واپس آئیں گے تو دجال نکل آئے گا۔ (مسلم) مسلمان دجال سے بچ کر افیق پہاڑ (ملک شام میں) پر جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت مسلمانوں میں سخت فقر و فاقہ ہو گا یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلّا جلا کر کھا جائیں گے۔ اس وقت اچانک ایک منادی آواز دے گا کہ تمہارا فریادرس آ گیا۔ لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے کی آواز ہے۔ مسلمانوں کا ایک لشکر ہندوستان پر جہاد کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرے گا۔ (احمد' حاکم' طبرانی) یہ لشکر اللہ کے نزدیک مقبول اور مغفور ہو گا۔ جس وقت یہ لشکر واپس ہو گا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔ (ابونعیم) بنی عباس اس وقت گاؤں میں رہیں گے اور سیاہ کپڑے پہنیں گے' ان کے متبعین اہل خراسان ہوں گے۔ لوگ حضرت عیسیٰ کے اعتماد پر تمام دنیا سے مستغنی ہو جائیں گے' شام و عراق کے درمیان دجال نکلے گا۔ (ابن نجار) اس کی پیشانی پر کافر اس صورت میں لکھا ہو گا: ک' ف' ر۔ وہ بائیں آنکھ سے کانا ہو گا' داہنی آنکھ میں سخت ناخنہ ہو گا' تمام دنیا میں پھر جائے گا اور ہر جگہ فتح کر لے گا سوائے حرمین کے' مکہ و مدینہ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستے پر فرشتوں کا پہرہ ہو گا' جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے۔ جب وہ مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سنجہ (کھاری زمین) کے ختم پر جا کر ٹھہرے گا۔ اس وقت تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال دیں گے اور تمام منافق مرد و خواتین دجال کے ساتھ ہو جائیں گے' اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوں گی مگر حقیقت میں اس کی جنت' دوزخ اور دوزخ' جنت ہو گی۔ اس کے زمانہ میں پہلا دن سال بھر کے برابر اور دوسرا مہینہ کے برابر اور تیسرا ہفتہ کے برابر ہو گا اور پھر باقی ایام

حسبِ معمول ہوں گے۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو گا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہو گا۔ اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے۔ جب وہ بادل کو کہے گا' فوراً بارش ہو جائے گی اور جب چاہے گا قحط پڑ جائے گا۔ (مسند احمد) وہ مادر زاد اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔ زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آ کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے۔ دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا' پھر اس کو بلائے گا تو وہ صحیح سالم ہنستا ہوا سامنے آ جائے گا۔ اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ (طبرانی) یہودیوں کے پاس جڑاؤ تلواریں اور ساج ہوں گے۔ لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے' ایک فرقہ دجال کا اتباع کرے گا' ایک فرقہ اپنی کاشت کاری میں لگا رہے گا اور ایک فرقہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ' ابن ابی شیبہ' حاکم' بیہقی' ابن ابی حاتم) مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کے پاس ایک ابتدائی لشکر بھیج دیں گے۔ اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ یا سیاہ یا سفید گھوڑے پر سوار ہو گا اور یہ سارا لشکر شہید ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک بھی واپس نہیں آئے گا۔ دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہو گی۔ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالے گا جس کا سیلاب تمام عالم کو گھیر لے گا' اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو طور پہاڑ پر جمع فرمائیں گے۔ یاجوج ماجوج کا ابتدائی حصہ جب دریائے طبریہ پر گزرے گا تو سب دریا کو پی کر صاف کر دے گا۔ اس وقت ایک بیل لوگوں کے لیے سو دینار سے بہتر ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لیے بددعا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گلوں میں ایک گلٹی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعتہً مرے ہوئے رہ جائیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر جبلِ طور سے زمین

Marfat.com

پر اُتریں گے مگر تمام زمین یاجوج ماجوج کے مُردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہو گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے بدبو دور ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دھل جائے گی' پھر زمین اپنی اصلی حالت پر پھولوں اور پھلوں سے بھر جائے گی۔ (ابن ابی شیبہ' عباس بن حمید' حاکم' بیہقی' ابن ابی حاتم) حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے فرمائیں گے کہ وہ ان کے بعد ایک مُقعد نامی شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں۔ (الاشاعہ للبرزنجی) لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعمیل ارشاد کے لیے مُقعد کو خلیفہ بنائیں گے۔ پھر مقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔ پھر لوگوں کے سینے سے قرآن اُٹھا لیا جائے گا۔ یہ واقعہ مقعد کی موت سے تین سال بعد ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج یا عمرہ یا دونوں ادا کریں گے۔ (مسلم شریف' مسند احمد بن حنبل) آپ روضۂ اقدس رسول اللہ ﷺ پر تشریف لے جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ آپ کے سلام کا جواب دیں گے جسے سب حاضرین سنیں گے۔ (درمنثور) جبکہ دجال مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ہر راستہ پر فرشتوں پر پہرہ ہو گا جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے' دجال کو مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا حالانکہ وہ ساری دنیا فتح کر چکا ہو گا۔ (مسند احمد بن حنبل) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی اور نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہو گی۔ (مسند احمد بن حنبل' حافظ برزنجی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہ ساری تفصیلات کم و بیش ایک سو احادیث میں ایک سو اسّی نشانیوں کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔ مرزا صاحبان کا مؤقف ہے کہ یہ سب نشانیاں تمثیلی اور علامتی ہیں۔ اور تمثیلی طور پر مرزا غلام احمد پر صادق آتی ہیں۔ ان احادیث کا کوئی ظاہری معنی نہیں' ظاہری معنوں کا مذاق اُڑاتے ہوئے مرزا طاہر احمد صاحب لکھتے ہیں:

"وہ کہتے ہیں کہ آسمان سے کم از کم دو ہزار سالہ ایک بوڑھا اس طرح

Marfat.com

اترے گا کہ اس نے دو زرد چادریں پہنی ہوں جس طرح سادھوؤں نے پہنی ہوتی ہیں۔ اور اس نے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھا ہوا ہو گا اور وہ لٹکتا ہوا کسی وقت دمشق میں اترے گا اور اسے سارے لوگ دیکھ رہے ہوں گے' تالیاں بج رہی ہوں گی کہ آخر کار مسیح علیہ السلام آ ہی گئے ہیں۔ جب وہ آسمان سے اترے گا تو پھر کیا کرے گا۔ احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں بچے بھی پیدا ہوں گے۔ اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ پہلے بیوی تلاش کر کے شادی کرے گا یا پہلے دوسرے کام کرے گا۔ مسیح علیہ السلام کے دوسرے کام یہ بتاتے ہیں کہ اصلاحِ نفس کے لیے تو اس نے آنا ہی نہیں۔ اس نے تو سور مارنے آنا ہے' اس لیے وہ آتے ہی علماء سے فارغ ہو کر بیلوں اور جنگلوں میں گھس جائے گا اور ساری دنیا کے سور ختم کرے گا اور ان کا خوب تعاقب کرے گا۔ ایک بیلے سے نکل کر دوسرے بیلے میں' دوسرے سے تیسرے میں اور ہر دریا کے دونوں کناروں پر پھرے گا' کبھی اس کنارے کبھی اس کنارے اور دنیا میں کوئی ایک بھی سور باقی نہیں رہنے دے گا۔ پھر جب وہ اس کام سے فارغ ہو گا تو علماء کہیں گے: الحمد للہ! اب تو مسیح علیہ السلام ہم سے خدا کی باتیں کرے گا۔ روحانیت کے قصے سنائے گا لیکن مسیح علیہ السلام کہے گا کہ نہیں! میرے تو ابھی سارے کام ہی ختم نہیں ہوئے ہیں۔ میں نے تو ابھی ایک دجال کو مارنا ہے اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے نزول سے پہلے ایک گدھا پیدا ہو چکا ہو گا اور وہ گدھا اتنا بڑا ہو گا کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ ہو گا اور وہ واقعۃً آگ کھائے گا۔ اس پر ایک کانا دجال بیٹھا ہو گا اور وہ اتنا اونچا ہو گا کہ اس کا سر بادلوں میں چھپا ہو گا اور

Marfat.com

اس گدھے کے پیٹ کے اندر لوگ بھی بیٹھیں گے۔ آپ کو ان باتوں سے ہنسی آتی ہو گی کیونکہ آپ کا ذوقِ سلیم ان باتوں کو قبول نہیں کرتا۔ علماء کے ذوق کا جو Sense ہے' اس کے مطابق تو ذرا بھی ہنسنے کی بات نہیں ہے۔ بلکہ بالکل اسی طرح ہو گا' ادھر مسیح علیہ السلام اتر رہا ہو گا اور اُدھر کانا دجال ایک گدھے پر بیٹھا ایک آنکھ سے دیکھ رہا ہو گا اور کہہ رہا ہو گا کہ اب میں مارا گیا کیونکہ مسیح علیہ السلام مجھے مارنے کے لیے آ گیا ہے۔ مسیح جب سور مار کر فارغ ہو گا تو اس کانے دجال کے پیچھے پڑ جائے گا اور آخر کسی جگہ اس کو زیر کر لے گا۔ پھر علماء کہیں گے: الحمد للہ! اب تو مسیح علیہ السلام فارغ ہوا اور ہماری باری آئی اور اب مسیح علیہ السلام ہماری اصلاح کرے گا تو مسیح علیہ السلام کہیں گے کہ ابھی تو میں نے صلیبیں توڑنی ہیں' پھر وہ گرجوں کا رخ فرمائیں گے اور ساری دنیا کے گرجوں میں جتنی صلیبیں ہیں وہ توڑیں گے' اس کے بعد وہ عیسائیوں کے گھروں میں گھسنا شروع کریں گے اور ایک ایک گھر سے صلیبیں توڑیں گے اور ان کے کپڑے اُلٹا اُلٹا کر پھینکیں گے کہ شاید کہیں صلیب کا نشان بنا ہوا ہو یا صلیب کپڑے پر بنی ہوئی ہو' کہیں خوبصورتی سے سجائی گئی ہو' یا گلوں میں ہار کی صورت لٹکی ہو۔ الغرض! وہ ساری دنیا میں ایک بھی صلیب نہیں رہنے دیں گے اور پھر اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اگر مسیح علیہ السلام نے شادی نہیں کی تو پھر شادی کریں گے اور دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ اس ظاہری ترجمہ پر تو انہیں ذرا ہنسی نہیں آئی بلکہ کہتے ہیں کہ دیکھو! یہ کتنی معقول بات ہے''۔

(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 439-440)

مرزا حضرات کا مؤقف ہے کہ احادیث میں جس مسیح موعود کا ذکر ہے' اس سے مراد

Marfat.com

عیسیٰ ابن مریم نہیں ہیں' ان کا تو انتقال ہو چکا۔ اب جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے' وہ مثیل مسیح یعنی حضرت عیسیٰ کی مانند ایک مسیح ہے اور وہ مرزا غلام احمد ہے جو آ چکا ہے۔ مرزا غلام احمد اپنے آپ کو عیسیٰ ابن مریم قرار دینے کیلئے لکھتے ہیں:

''اس (اللہ تعالیٰ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا' پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے' دو برس تک صفت مریمیت میں مَیں نے پرورش پائی...... پھر...... مریم علیہ السلام کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینوں سے زیادہ نہیں' بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے: ''مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا' پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا'' (یعنی پہلے مریم بنے' پھر خود ہی حاملہ ہوئے پھر اپنے پیٹ سے خود ہی عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے)۔ (مرزا غلام احمد: کشتی نوح صفحہ 87 تا 89)

ملک شام کے مشہور شہر دمشق کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں...... یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں' دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے''۔

(حاشیہ ازالۂ اوہام صفحہ 63 تا 73)

احادیث میں سفید منارہ کا ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ اس کے پاس نازل ہوں گے۔ مرزا صاحب نے اس کے لیے قادیان میں اپنا منارہ خود تعمیر کروالیا۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ

السلام کو ''لُدّ'' کے مقام پر دجال کو قتل کرنا تھا' یہ موجودہ اسرائیل کے دارالسلطنت تل ابیب کے قریب Lydda ہوائی اڈہ ہے۔ مرزا صاحب نے پہلے تسلیم کیا کہ لُد بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ (ازالۂ اوہام صفحہ 220) پھر کہا کہ 'لُد ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑا کرنے والے ہوں.......... ''جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا''۔ (ازالۂ اوہام صفحہ 730) پھر فرمایا: لُد سے مراد لدھیانہ ہے اور اس کے دروازے پر دجال کے قتل سے مراد یہ ہے کہ اشرار کی مخالفت کے باوجود وہیں مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ (الہدیٰ صفحہ 91)

احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا تھا کہ وہ دو زرد چادریں پہنے ہوئے نازل ہوں گے' مرزا صاحب نے کہا کہ اس سے مراد دو بیماریاں ہیں جو مجھے لگی ہوئی ہیں۔ دجال کے بارے میں احادیث میں فرمایا گیا تھا کہ وہ یہودیوں میں سے ہوگا۔ مرزا صاحب کے دور میں چونکہ عیسائی انگریز حکومت قائم تھی' چنانچہ اِدھر اُدھر سے تاویلیں جوڑ جاڑ کر کہا گیا کہ دجال دراصل عیسائی ہوگا' دجال کے گدھے کے بارے میں کہا گیا کہ دراصل یہ انگریز کی ایجاد کردہ ٹرین (گاڑی) کا ذکر ہے۔ انجن کی ایک آنکھ یعنی لائٹ ہوتی ہے' اس کا دھواں دُم ہے۔ اس کے پیٹ میں آگ جلتی ہے' وغیرہ۔ مرزا صاحب ڈیزل اور الیکٹرک انجن کو خیال میں (Visualize) نہ لا سکے ورنہ دھواں' پیٹ میں آگ اور ایک آنکھ کے بجائے دو آنکھوں کیلئے انہیں مزید محنت کرنا پڑتی۔ دجال کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ایک شخص نہیں بلکہ ایک گروہ یا قوم کا نام ہے۔

''دجال یہود میں سے نہیں بلکہ نصاریٰ میں سے ہے اور دجال فردِ واحد نہیں بلکہ ابنیت اور تثلیث کا پروپیگنڈا کرنے والا گروہ دجال ہے''۔

Marfat.com

(القول المبین صفحہ 249)

احادیث میں بیان کردہ ہر علامت کو تمثیلی اور تلمیحی قرار دیا گیا' زرد چادریں تمثیلی' دمشق تمثیلی' لدّ تمثیلی' ابن مریم تمثیلی' ان کا نزول تمثیلی' صلیب تمثیلی' جزیہ تمثیلی' سور تمثیلی حتیٰ کہ دجال تمثیلی' لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر کوئی تمثیلی نہیں تو وہ مرزا غلام احمد ہیں' صرف وہ ''اصلی'' ہیں' باقی سب تمثیلی ہیں۔ کوئی پوچھے کہ جب دجال ایک قوم ہو سکتا ہے تو ''مسیح'' ایک قوم کیوں نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس طرح تو پھر مرزا صاحب کی ساری محنت ہی رائیگاں جاتی ہے۔ تمثیلات کا فائدہ جہاں تک ہو' وہاں تک ساری تمثیلات جائز ہیں' خواہ وہ کتنی ہی مضحکہ خیز کیوں نہ ہوں' لیکن مضحکہ خیز بڑا ہی چھوٹا لفظ ہے' اس لیے ہم اسے استعمال نہیں کریں گے۔

احادیث میں فرمایا گیا کہ مسیح موعود نازل ہو کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کا شرف ضرور حاصل کریں گے۔ حج' عمرہ ادا کریں گے اور اپنی وفات کے بعد حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر میں دفن ہوں گے۔ مرزا غلام احمد صاحب کو بھی یہ معیار تسلیم ہے۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ آپ نے حج کیوں نہیں کیا' لکھتے ہیں:

> ''ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا''۔ (مرزا غلام احمد: ایام الصلح صفحہ 168)

مولوی محمد حسین بٹالوی کے اعتراض پر کہ مرزا صاحب حج کیوں نہیں کرتے؟ مرزا صاحب نے جواب دیا:

> ''میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے' ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت ہو لے''۔ (ملفوظات احمدیہ 5/264)

اصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انتقال کے بعد حضرات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو بہ پہلو دفن ہونا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 480) مرزا صاحب اس معیارِ نبوی ﷺ کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔

''آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا' یعنی وہ میں ہوں'' (جو وہاں دفن ہوں گا)۔ (مرزا غلام احمد: کشتی نوح صفحہ 15)

لیکن مرزا غلام احمد کو نہ حج نصیب ہوا اور نہ عمرہ۔ بلکہ حرمین شریفین کی زیارت تک نصیب نہیں ہوئی اور وہ لاہور میں فوت ہو کر قادیان میں دفن ہوئے۔ اس کے لیے انہوں نے کون سی تاویل گھڑی ہے؟ اسے بھی چھوڑیئے! احادیث میں واضح لکھا ہے کہ صرف دجال کو مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہ بات ہم بلاتبصرہ چھوڑتے ہیں۔ غلام احمدی اس پر خود غور کریں۔

مرزا غلام احمد صاحب ایک اور معیار بھی خود تسلیم کرتے ہیں۔ اپنے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے حدیث شریف کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پہلا نشان: قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا ۔ (رواہ ابوداؤد)

''یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس اُمت کے لیے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کرے گا......''۔

اور یہ بھی اہل سنت کے درمیان متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا' اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے' اگر چاہو تو پوچھ لو''۔ (مرزا غلام احمد: حقیقۃ الوحی صفحہ 193)

مرزا صاحب دلائل قائم کر رہے ہیں کہ ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق ہر صدی کے

Marfat.com

سر پر ایک مجدد ہوگا۔ سب مانتے ہیں کہ آخری صدی کا آخری مجدد مسیح ہوگا۔ سب کا اتفاق ہے' بشمول یہود ونصاریٰ کے کہ مرزا صاحب کا زمانہ آخری زمانہ ہے' چنانچہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔

لیکن قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ چودھویں صدی ساری ختم ہوگئی' پندرھویں صدی شروع ہوگئی' پندرھویں صدی کا بھی ایک چوتھائی گزرا چاہتا ہے جس کا ایک مجدد بھی لازماً ہوگا' سولھویں صدی شروع ہوگی تو اس کا بھی ایک نیا مجدد ہوگا۔ طے ہوا کہ چودھویں صدی' آخری صدی اور آخری زمانہ نہ تھا۔ مرزا صاحب کا اپنے آپ کو آخری مجدد قرار دینے کا دعویٰ بھی غلط تھا' آخری مجدد نے ہی مسیح موعود ہونا ہے' چنانچہ یہ بھی طے ہوا کہ ان کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی غلط تھا۔ وہ سادہ مجدد بھی نہ ہوئے کہ سادہ مجدد بھی دروغ گو نہیں ہوسکتا' یعنی چودھویں صدی نے گزر کر تو مرزا صاحب کے جھوٹ کا پول اس وضاحت سے کھولا ہے کہ وہ اپنے تسلیم شدہ معیار کے لحاظ سے بھی ''مسیح موعودؑ'' کے بجائے کیا بن گئے ہیں۔ غلام احمدی حضرات خود غور کریں! ہم پھر اسے بلاتبصرہ چھوڑتے ہیں۔

مرزا حضرات کو اُمت مسلمہ کے احادیث کے ظاہر معنوں سے محبت پر ہنسی آتی ہے۔ پھر اس بات پر بھی ہنسی آتی ہے کہ اُمت مسلمہ کو بھی کسر صلیب اور قتل خنزیر وغیرہ کی تاویل کرنا پڑتی ہے' حالانکہ یہ تاویل نہیں تشریح ہے۔ اُمت اگر تاویل کرتی بھی ہے تو تاویل کے صحیح طریقہ پر عامل ہوکر۔ وہ صرف ان باتوں کی تاویل کرتی ہے جن کے ظاہر معنی نہ نکلتے ہوں۔ اُمت مسلمہ آپ کی طرح ''متشابہات'' اور ''محکمات'' دونوں پر ہاتھ صاف نہیں کرتی' وہ صرف ایک شخص کے جھوٹے مفاد کیلئے احادیث کو موم کی ناک نہیں بناتی وہ صرف اس متشابہ کی بہ امر مجبوری تاویل کرتی ہے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حج یا عمرہ ادا کریں گے' آخر اس کی کیا تاویل کی جائے؟ ایک

Marfat.com

جھوٹے شخص کو اس حکم کی زد سے بچانے کے لیے اب تاویل نہیں دھوکا ہی کیا جا سکتا ہے' وہ بھی کھلا دھوکہ۔ اسے تاویل اور تمثیل کے خوش کن نام دے کر جتنا چھپانے کی کوشش کی جائے گی' وہ فریب اتنا ہی آشکار ہوتا چلا جائے گا' ویسے دجال کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص سمجھتے تھے۔ ذرا احادیث شریف ملاحظہ کر لیجئے:

عن عبد اللّٰہ ابن عمر ان عمر بن الخطاب انطلق مع رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی رھط من اصحابہٖ قبل ابن صیاد...... قال عمر یا رسول اللّٰہ اتاذن لی فیہ ان اضرب عنقہ قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یکن ھؤلا تسلط علیہ وان لم یکن ھو فلا خیر لك فی قتلہٖ قال ابن عمر انطلق بعد ذلك رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بن کعب الانصاری یومان النخل التی فیھا ابن صیاد فطفق رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتقی بجذوع النخل وھو یختل ان یسمع من ابن صیاد شیئًا قبل ان یراہ وابن صیاد مضطجعٌ علی فراشہ فی قطیفۃٍ لہ فیھا زمزمۃ فرات ام ابن صیاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یتقی بجذوق النخل فقالت ای صاف وھو اسمہ ھذا محمد فتناھٰی ابن صیاد قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو ترکتہ بین قال عبد اللّٰہ بن عمر قام رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الناس فاثنٰی علی اللّٰہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انی انذرکموہ وما من نبی الا وقد انذر قومہ لقد انذر نوحٌ قومہ ولکنی ساقول لکم فیہ قولًا لم یقلہ نبیٌّ لقومہ تعلمون انہ اعور وانّ اللّٰہ لیس باعور ۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے صحابہ کی ایک

جماعت میں ابن صیاد کی طرف نکلے...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تُو اس پر مسلط نہ کیا جائے گا اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اس کے بعد آپ ابی بن کعب انصاری کو لے کر ابن صیاد کی طرف نکلے۔ آپ ان کھجوروں کے درختوں کا قصد کرتے تھے جن میں وہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنوں سے بچاؤ پکڑتے' آپ اس کو فریب دیتے تھے اور چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سنیں' اس سے پہلے کہ وہ آپ ﷺ کو دیکھے۔ ابن صیاد اپنی چادر اوڑھ کر اپنے بستر پر سویا ہوا تھا اور ایک پوشیدہ آواز نکالتا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی ﷺ کو دیکھ لیا' کہنے لگی: اے صاف! اور یہ اس کا نام تھا' یہ محمد ﷺ آ رہے ہیں۔ ابن صیاد رک گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ چھوڑ دیتی تو معاملہ ظاہر ہو جاتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا: رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے لوگوں میں کھڑے ہوئے' اللہ کی تعریف کی' جس کا وہ اہل ہے۔ پھر دجال کا ذکر کیا' فرمایا: میں نے تم کو اس سے ڈرایا تھا اور کوئی ایسا نبی نہیں جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا لیکن اس کے متعلق میں تم کو ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں کہی' جان لو کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ (متفق علیہ' مشکوٰۃ 3/39' باب قصہ ابن صیاد)

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا' وہ اس بات پر قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ میں نے کہا: تُو اللہ کی قسم اُٹھاتا ہے کہنے لگا:

Marfat.com

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنا' نبی ﷺ کے سامنے اس پر قسم اُٹھاتے تھے اور نبی ﷺ انکار نہیں کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ 3/39 باب قصہ ابن صیاد) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت کے ہاں مدینہ میں لڑکا پیدا ہوا' جس کی آنکھ مٹی ہوئی تھی اور دانت اُبھرا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ڈر گئے کہ کہیں یہ دجال نہ ہو۔ آپ ﷺ نے اس کو چادر کے نیچے سوتا دیکھا' خفیہ آواز نکال رہا تھا۔ اس کی ماں نے اس کو آواز دی: اے عبداللہ! ابوالقاسم آ رہے ہیں۔ وہ چادر سے نکل آیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے کیا ہے؟ اللہ اس کو ہلاک کرے! اگر وہ اس کو چھوڑ دیتی تو اپنا حال ظاہر کر دیتا۔ اس کے بعد اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق بیان کیا۔
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے: مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس کو قتل کر دوں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو اس کا صاحب تو نہیں ہے' اس کے صاحب عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ اگر وہ نہیں ہے تو یہ جائز نہیں ہے کہ تُو ایک ذمی آدمی کو قتل کرے۔
نبی ﷺ سوچتے رہے کہ کہیں یہ دجال نہ ہو۔

(رواہ فی شرح السنۃ' مشکوٰۃ 3/42' باب قصہ ابن صیاد)

خیر ہمیں اس سے غرض ہے نہ بحث کہ مرزا حضرات دجال کو کیا سمجھتے ہیں؟ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو کیا سمجھ کر اپنے اوپر اوڑھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے بارے میں مرزا حضرات کی تمام تمثیلوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے آیئے مرکزی نکات تک پہنچتے ہیں۔ تمثیلوں اور تاویلوں کے باوجود جن باتوں کو وہ تسلیم کرتے ہیں اور جن کی تائید کرتے ہیں' وہ یہ ہیں کہ مسیح موعود حاکم' عادل اور عظیم الشان قائد ہوں گے۔

وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''اُمت میں چالیس برس تک حکم عدل ہو کر رہیں گے اور ساری دنیا کو مسلمان بنا لیں گے تو کیا وہ مسجد بنانے کا خیال تک بھی دل میں نہ لائیں گے؟ کیا دنیا بھر میں نومسلموں کے لیے کسی ایک جگہ بھی حضرت عیسیٰ مسجد تعمیر نہ کریں

Marfat.com

گے؟ حالانکہ وہ صاحب اقتدار اور امام ہوں گے"۔

(مولانا ابوالعطاء جالندھری قادیانی: القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین صفحہ 102)

"رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوں گے"۔ (حوالہ مذکور صفحہ 166)

"اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں ایک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے"۔ (صفحہ 210)

"کہ جو زندہ رہے گا وہ عیسیٰ بن مریم کو ملے گا جو امام مہدی اور حَکَم عادل ہو گا"۔ (صفحہ 220)

اس اُمت میں ایک ایسا خلیفہ ہو گا جو ابوبکر اور عمر سے بھی بہتر ہو گا"۔

(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 306)

اوپر والا حوالہ نقل کر کے مرزا طاہر صاحب تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سیدھی بات ہے کہ امام مہدی کے متعلق بزرگانِ سلف کا جن کے میں نے نام لیے ہیں، یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ اس کا یہ مقام ہو گا۔ وہ یہ باتیں کرے گا، پس امام مہدی کے دعوے دار کیلئے ضروری تھا کہ وہ یہ دعاویٰ کرے۔ یہ اس کی سچائی کی پہچان ہے نہ کہ اس کے جھوٹ کی دلیل"۔

(حوالہ مذکور صفحہ 308-309)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اور وہ تہذیب جسے سور کی تہذیب کہا جاتا ہے، اس کے خلاف وہ جہاد شروع کر دے گا اور اس طرح سے گویا وہ سور مارنے لگ جائے گا، پھر وہ ان قوموں کے خلاف نکلے گا جنہوں نے دنیا میں دجل پھیلایا ہوا ہے...... وہ ان کے مذہب کے خلاف جہاد کرے گا اور اسلام کے غلبہ کا سامان کرے گا، ان کے ملکوں تک پہنچے گا"۔ (صفحہ 441)

Marfat.com

مرزا غلام احمد بھی حضرت مسیح موعود کو حاکم اور عادل تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''منجملہ ان دلائل کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو آنے والا مسیح جس کا اس اُمت کے لیے وعدہ دیا گیا ہے' وہ اسی اُمت میں سے ایک شخص ہو گا۔ بخاری و مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں ''امامکم منکم'' اور ''امکم منکم'' لکھا ہے' جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا اور تم ہی میں سے ہوگا۔ چونکہ یہ حدیث آنے والے عیسیٰ کی نسبت ہے اور اسی کی تعریف میں اس حدیث میں حکم اور عدل کا لفظ بطور صفت موجود ہے''۔

(مرزا غلام احمد: تحفہ گولڑویہ صفحہ 28)

مرزا غلام احمد لفظ حَکَم کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حکم اور حاکم میں یہ فرق ہے کہ حکم کا فیصلہ ناطق ہوتا ہے' اس کے بعد کوئی اپیل نہیں''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 25)

تمام تر تاویل بازی کے باوجود بہرحال مرزا حضرات یہ تسلیم کرتے ہیں کہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بہت ہی عظیم الشان رہنما ہوں گے۔

صاحب اقتدار اور امام ہوں گے'

اُمت کے لیے خلیفہ کی حیثیت رکھیں گے'

عادل اور حاکم منصف ہوں گے'

ایسے حکم ہوں گے جن کا فیصلہ ناطق ہوگا اور اس کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکے گی' یعنی اقتدار و اختیار کی چوٹی پر ہوں گے اور اُمت کیلئے اس وقت وہی Final Authority ہوں گے۔

صاحب اقتدار' حاکم' حَکَم' عادل' منصف' خلیفہ وغیرہ الفاظ کی مزید کتنی بھی تاویلیں اور تمثیلیں کر لی جائیں' بہرحال وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Marfat.com

جب تشریف لائیں گے تو پوری اُمت مسلمہ بلکہ پوری بنی نوع انسانیت کے سب سے بڑے، سب سے عظیم الشان قائد، رہنما اور لیڈر ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اتنے عظیم الشان اور صاحب اقتدار قائد ہوں گے کہ کوئی ان کی مخالفت نہ کر سکے گا۔ سارے ذخیرۂ احادیث میں کسی ایک جگہ بھی بلکہ کسی اشارہ اور کنایہ میں بھی اُن کی مخالفت کا ذکر نہیں۔ ایک بار پھر مجھے کہنے کی اجازت دیجئے کہ اصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مسیح موعود) کی ہرگز ہرگز مخالفت نہیں ہو گی۔ پوری قادیانی دنیا کو ہمارا چیلنج ہے کہ وہ کہیں کسی طور قرآن مجید، احادیث، تفسیر، آثار، تاریخ کے تمام ذخیرہ سے ہمارے چیلنج کو جھٹلا کر دکھائیں، ان کی مخالفت ہرگز ہرگز نہیں ہو گی۔ ان کی مخالفت کی ضرورت اور امکان ہے بھی نہیں۔ قائد تو قائد ہی ہوتا ہے، لیڈر لیڈر ہی ہوتا ہے، کوئی اسے تسلیم کرے یا نہ کرے، کوئی اسے مانے یا نہ مانے، کوئی اسے پسند کرے یا نہ کرے۔ وہ قوم کی قیادت کرتے ہوئے اسے منزلِ مقصود پر لے جایا کرتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ نازل ہو کر نبوت کا دعویٰ کرنا ہی نہیں تو پھر ان کی مخالفت کا امکان کیوں کر ہو؟ آخر کس بات کی مخالفت؟ نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے نہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان لائیں گے، نہ وہ نبی ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نزول فرما کر اُمت مسلمہ کی قیادت کرتے ہوئے دجال کے فتنے کا استیصال فرمائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت نہ ہونے کے بارے میں خود مرزا طاہر احمد صاحب اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''مہدی کی مخالفت کا ذکر تو ملتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کا ذکر نہیں ملتا''۔ (زھق الباطل صفحہ 395)

پھر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب میں سے درج ذیل حوالہ پیش کر کے خوش ہو رہے ہیں کہ ''یہ حوالہ بہت اہم ہے اور میں نے شکر کیا، جب یہ دستیاب

Marfat.com

ہوا''۔

''عجب نہیں کہ علماء ظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجتہدات کو ان کے ماخذ کے کمال دقیق اور پوشیدہ ہونے کے باعث انکار جانیں اور ان کو کتاب و سنت کے مخالف جانیں''۔ (مکتوبات امام ربانی' دفتر دوم' حصہ نمبر 7' مکتوب 55' بحوالہ زھق الباطل صفحہ 395)

اس مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان علماء ظاہر پر برس رہے ہیں جو ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ آپ صرف ان کے سوءِ ظن پر طنز کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عجب نہیں کہ تم شاید حضرت عیسیٰ کو بھی اپنے تئیں غلط سمجھو۔ لیکن مرزا طاہر احمد صاحب اسے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی سمجھ رہے ہیں۔ انہوں نے مجدد صاحب کے الفاظ ''عجب نہیں اور انکار جانیں (شاید) اور مخالف جانیں (شاید)'' مجدد صاحب نے مخالفت کا ذکر پھر بھی نہیں کیا' پر غور نہیں کیا' حقیقت یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت ہو گی ہی نہیں اور وہ اُمسلمہ کیلئے بلاشرکت غیرے' ایک صاحبِ اقتدار' حاکم' عادل' عظیم الشان قائد ہوں گے کہ فتنۂ دجال کا خاتمہ ہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب 6: استخراج

مرزا غلام احمد صاحب کا مؤقف یہ ہے کہ وہی مسیح موعود ہیں' یعنی وہ وہی بنی نوع انسانیت کے سب سے بڑے سب سے عظیم الشان صاحبِ اقتدار' خلیفہ' حاکم بلکہ حَکَم' عادل اور قائد ہیں جن کیلئے 100 سے زیادہ تسلیم شدہ احادیث میں 180 سے زیادہ نشانیاں کھول کھول کر بتائی گئی ہیں۔ اب اس عظیم الشان' جلالت مآب مسیح موعود کی رفعت شان ملاحظہ فرمایئے کہ صرف ایک حدیث شریف کو اپنے اوپر اوڑھنے کیلئے وہ کیسے اپنا حسب ونسب تبدیل فرماتا ہے۔

پہلے بخاری کی حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:

حدثني عبد العزيز ابن عبد الله قال حدثني سليمان بن بلال عن ثور عن ابی الغيث عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: كنا جلوسًا عند النبی ﷺ فانزلت عليه سورةُ الجمعة واخرين منهم لما يلحقوا بهم قال قلت: من هم يا رسول الله؟ فلم يراجعه حتى سال ثلاثًا وفينا سلمان الفارسي وضع رسول الله ﷺ يده على سلمان ثم قال لو كان الايمان عند الثريا لناله رجالٌ او رجلٌ من هؤلاءِ۔

''عبدالعزیز بن عبداللہ' سلیمان بن بلال' ثور' ابوالغیث' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ

Marfat.com

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی' جب آیت ''وآخرین منھم لما یلحقوا بھم'' نازل ہوئی تو میں نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ تین بار پوچھا' اور ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا' پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے قریب ہوتا تو (بھی) اس کو کچھ لوگ یا فرمایا: ان میں سے کوئی شخص اسے پالیتا''۔ (بخاری' تفسیر سورۂ جمعہ)

صرف اس ایک حدیث شریف کو اپنے اوپر اوڑھنے کیلئے اور اپنے آپ کو اس کا مصداق بنانے کیلئے مرزا صاحب نے اپنا نسب ہی تبدیل کر لیا۔ یہ بنی نوع انسان کی تاریخ میں پہلا ''نبی'' ہے جس نے خود اپنا نسب ہی مشکوک بنا کر داؤ پر لگا دیا۔ ایسا تو شاید کوئی باوقار شریف انسان بھی نہ کرے' آپ سب جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب' مرزا خاندان سے تعلق رکھتے ہیں' یعنی مغلیہ خاندان سے۔ یہ بات میں اور آپ نہیں کہہ رہے۔ خود مرزا غلام احمد صاحب نے ہی ہمیں اپنے مرزا ہونے کا بتایا ہے.. انہوں نے خود ہی ہمیں بتایا' بلکہ بتاتے رہے کہ وہ وسطی ایشیا کے مغلوں کی برلاس شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (کتاب البریہ صفحہ 134' II ایڈیشن' 1932ء)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات جو اب تک محفوظ ہیں' معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے تابع اور خدام اور اہل وعیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے''۔ (مرزا غلام احمد: روحانی خزائن 13/162' حاشیہ)

Marfat.com

مسیح موعود بننے میں اب سب سے بڑی رکاوٹ ان کا یہی مغل ہونا تھا' کیونکہ احادیث کے لحاظ سے کسی مرزا مغل کا تو کوئی چانس ہی نہیں بنتا تھا' چنانچہ پہلے انہوں نے ایک ''علامت'' کا مصداق بننے کیلئے چینی بننے کی کوشش کی:

''شیخ محی الدین ابن العربی اپنی کتاب فصوص میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا......اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں''۔

(تحفۂ گولڑویہ صفحہ 40)

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم اسرائیلی تھی' اس لیے اسرائیلی بننے کی کوشش بھی کی۔

''رجل فارسی کا زمانہ' مہدی کا زمانہ' مسیح کا زمانہ اور اکثر لوگوں نے قلت تدبر سے ان تین ناموں کی وجہ سے تین علیحدہ علیحدہ شخص سمجھ لیے ہیں اور تین قومیں ان کے لیے مقرر کی ہیں۔ ایک فارسیوں کی قوم' دوسری بنی اسرائیل کی قوم' تیسری بنی فاطمہ کی قوم۔ مگر یہ تمام غلطیاں ہیں' حقیقت میں یہ تینوں ایک ہی شخص ہے جو تھوڑے تھوڑے تعلق کی وجہ سے کسی قوم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے' مثلاً ایک حدیث سے جو کنز العمال میں موجود ہے' سمجھا جاتا ہے کہ اہل فارس یعنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں' پس اس طرح پر وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے ساتھ اُمہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا' پس گویا وہ نصف اسرائیلی ہوا اور نصف فاطمی ہوا''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 29)

پھر انہوں نے احادیثِ مہدیت کے مطابق ''سیّد'' بننے کی کوشش کی:

''اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے'' الحمد للّٰہ الذی جعل لکم

الصھر والنسب اشکر نعمتی رئیت خدیجتی ''یعنی تمام حمد اور تعریف اس خدا کیلئے جس نے تمہیں فخر دامادیٔ سادات اور فخر علو نسب جو دونوں مماثل و مشابہ ہیں' عطا فرمایا' یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی اور نیز بنی فاطمہ اُمہات میں سے پیدا کر کے تمہارے نسب کو عزت بخشی اور میری نعمت کا شکر کر کہ تُو نے میری خدیجہ کو پایا''۔

اس ''الہام...... سے ایک لطیف استدلال میرے بنی فاطمہ ہونے پر پیدا ہوتا ہے کیونکہ صہرہ اور نسب اس الہام میں ایک ہی جعل کے نیچے رکھے گئے ہیں اور ان دونوں کو قریباً ایک ہی درجہ کا امر قابل حمد ٹھہرایا گیا ہے اور یہ صریح دلیل اس بات پر ہے کہ جس طرح صہر یعنی دامادی کو بنی فاطمہ سے تعلق ہے' اس طرح نسب میں بھی فاطمیت کی آمیزش والدات کی طرف سے ہے اور صہر کو نسب پر مقدم رکھنا اسی فرق کے دکھلانے کے لیے ہے کہ صہر میں خالص فاطمیت ہے اور نسب میں اس کی آمیزش ہے''۔

''یہ الہام براہین میں درج ہے' اس میں بطور پیشگوئی اشارۃً یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ تمہاری شادی جو سادات میں مقدر ہے' ضروری طور پر ہونے والی ہے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اولادِ خدیجہ کے نام سے یاد کیا''۔

(تحفۂ گولڑویہ صفحہ 30)

لیکن جب انہیں محسوس ہوا کہ اس نصفا نصفی اور آمیزش سے بات کچھ بنی نہیں بلکہ اور بگڑتی جا رہی ہے تو انہوں نے باقی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر صرف محولا بالا حدیث شریف پر ہی اپنی ساری توجہ مرکوز کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کا مصداق بننے کیلئے اپنے آپ کو فارسی الاصل قرار دے لیا:

''یہ حدیث ہے:''لو کان ایمان معلقا بالثریا لنا له رجل من فارس''

Marfat.com

اور چونکہ اس فارسی شخص کی طرف وہ صفت منسوب کی گئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی سے مخصوص ہے' یعنی زمین جو ایمان اور توحید سے خالی ہو کر ظلم سے بھر گئی ہے' پھر اس کو عدل سے پُر کرنا لہٰذا یہی شخص مہدی اور مسیح موعود ہے اور وہ میں ہوں''۔

''اور پیش گوئی اپنے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ یہ شخص آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ لوگوں کے ایمانوں میں بہت ضعف آ جائے گا اور فارسی الاصل ہوگا اور اس کے ذریعہ سے زمین پر دوبارہ ایمان قائم کیا جائے گا......اس پیش گوئی ''لنا له رجل من فارس'' کا مصداق میں ہوں''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 28)

میرا خاندان'' یہ فارسی خاندان ہے اور مجھ کو ابناء فارس کہہ کر پکارا ہے''۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 80 ' روحانی خزائن جلد 22)

لیکن بڑے مرزا صاحب آخر بڑے تھے' انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ یہ بات کسی طرح بھی ثابت نہ کر سکیں گے۔ اس کی جتنی بھی تاویلیں کی جائیں گی' عذر گناہ بدتر از گناہ بن جائیں گی' چنانچہ انہوں نے چھچھورے پن کے بجائے کھلے دل سے اعتراف کر لیا:

''ہاں میرے پاس فارس ہونے کے لیے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 29)

لیکن چھوٹے مرزا صاحب آخر چھوٹے ہی نکلے' انہوں نے اس ناقابل دفاع بات کا بھی دفاع کرنے کا بیڑا اُٹھایا اور اسے بالآخر بدتر از گناہ بنا کر ہی چھوڑا۔ لکھتے ہیں:

''جس کے خاندان میں یہ شبہ ہو کہ وہ فارسی الاصل ہے یا مغل ہے یا اس کے آباء و اجداد میں سیّد عورتیں تھیں یا نہیں تھیں......ان تینوں چیزوں میں کوئی تضاد ہی نہیں (انہوں نے چوتھی بات آدھا اسرائیلی ہونا چھوڑ دی ہے: ناقل) یہ محض ان کی کم فہمی ہے جو ایسا تضاد دیکھ رہے ہیں۔ امر واقعہ

Marfat.com

یہ ہے کہ تینوں باتیں بیک وقت درست ہیں''۔

''چنانچہ جب میں نے اس سلسلہ میں تحقیق کی تو پتہ چلا کہ تاریخ کے ساتھ ساتھ جغرافیہ بھی بدلتے رہتے ہیں اور ملکوں کی کوئی ایسی Boundry Line نہیں ہوتی (Boundary کے غلط سپیلنگ ملاحظہ فرمائیں حالانکہ رہتے لنڈن میں ہیں: ناقل) جو ہمیشہ سے ایک جیسی چلی آ رہی ہو' چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد 9 بیان کرتا ہے کہ:

''شہنشاہ ایران فیروز شاہ پور یعنی یہ وہ بادشاہ جو آنحضرت ﷺ سے تقریباً تین سو سال پہلے تھا' اس کے زمانہ میں سمرقند ایرانی سلطنت کی سرحدی ریاست سوگ دیانہ کا دارالخلافہ تھا اور سمرقند سے سرحد کا فاصلہ ایک سو بیس کلومیٹر سے بھی زیادہ تھا۔ اس حد تک ایرانی ریاست آگے بڑھی ہوئی تھی' پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب خدا نے خبر دی تھی جو بالکل سچ ہے اور آپ کے ان بیانات میں کوئی تضاد نہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء و اجداد سمرقند سے آئے تھے اور اس وقت سمرقند اہل فارس کا حصہ تھا''۔

(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 283-284)

ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ مرزا صاحبان خلط مبحث کیلئے ''اصولِ عینیت'' ہی تبدیل کر دینے کے ماہر ہیں۔ اب ذرا مرزا طاہر احمد صاحب کی دلیل پر غور کریں۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ مرزا غلام احمد نسلی طور پر مغل ہیں یا فارسی' لیکن وہ نسل و نسب کی جگہ بحث کو اس طرف لے گئے کہ مرزا صاحب سمرقندی ہیں یا نہیں اور سمرقند کبھی ایران کا حصہ رہا ہے یا نہیں؟ گویا ان کی نسل و نسب کی بات گئی بھاڑ میں۔ بات یہ ہونے لگی کہ وہ سمرقندی ہیں یا مشہدی؟ لاہوری ہیں یا پنڈل وال؟ اوّل تو سمرقند ایرانی سرحد سے بھی ایک سو بیس

Marfat.com

کلومیٹر دور ہی رہا لیکن اگر وہ ایرانی سرحد میں بھی شامل تھا تو مرزا طاہر احمد صاحب کے مطابق اگر نسل شہر سے چلتی ہے تو پھر دہلی میں آباد افغانوں کو برہمن الاصل قرار دے دینا چاہیے۔ مرزا طاہر صاحب فرماتے ہیں کہ فلاں بادشاہ کے دور میں سمرقند ایران کے ماتحت تھا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد فارسی النسل ہیں۔ اس طرح تو چونکہ سکندر اعظم نے پنجاب فتح کیا تھا' اس لیے سارے پنجابی یونانی النسل ہو گئے۔ پاک و ہند پر چونکہ انگریز قابض رہے' اس لیے سارے ہندوستانی پھر تو انگریز بن گئے۔

سندھ پر محمد بن قاسم کا قبضہ ہوا' چنانچہ سارے سندھی' عرب ہو گئے۔ بنگال پر بختیار خلجی کا قبضہ ہوا' چنانچہ سارے بنگالی خلجی ہو گئے۔ ایسے استدلال پر شرم آنی چاہیے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سچ بھی تو اُگلوانا تھا۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد اپنے بزرگ کا دفاع کرنے چلے تھے۔ کیا دفاع فرمایا ہے کہ خود ہی بول اُٹھے ہیں کہ ان کے ''عظیم الشان نبی'' اور ''مسیح موعود'' کو اپنی نسل و نسب کا ہی علم نہیں تھا' اس بے چارے نے دوسروں کی کیا رہنمائی کرنی تھی۔ پہلا ''نبی'' دیکھا ہے جس کے شجرۂ نسب پر خود اس کی اولاد شک کر رہی ہے۔

> ''یہ بھی ایک بے معنی اور بے حیثیت اعتراض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مغل تھے یا نہیں؟ آپ تو فرماتے ہیں کہ ہمیں مغل کہا جاتا ہے' میں نہیں جانتا کہ حقیقت حال کیا ہے' ہوسکتا ہے کہ تاریخ کی بات غلط ہی ہو''۔ (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 284-285)

آگے چلتے ہیں:

دجال کے بارے میں آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ جماعت احمدیہ دجال کو عیسائی گروہ سمجھتی ہے اور عیسائی حکومت کی زیادتیوں اور ظلم کو ان کا دجل قرار دیتی ہے اور انگریز عیسائی حکومت کی ریل گاڑی کو دجال کا گدھا قرار دیتی ہے' وغیرہ وغیرہ۔ جماعت احمدیہ

Marfat.com

کا عقیدہ ہے کہ ان ہی عیسائی دجالوں کے خاتمے کیلئے مرزا غلام احمد مسیح موعود بن کر آئے' لیکن اب اسی عظیم الشان ''مسیح موعود'' صاحب جن کی آمد کا مقصد اوّلین ہی ''انگریز عیسائی دجالوں'' کا خاتمہ ہے' ان ہی کو وہ اپنا سرپرست قرار دیتے ہیں اور اپنے آپ کو ان کا ''خود کاشتہ پودا'' قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے!

> ''جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں' اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے''۔

(مرزا غلام احمد: کتاب البریہ روحانی خزائن 13/350)

مرزا غلام احمد نے ساری زندگی انگریزوں کی کاسہ لیسی فرمائی' ان کی تعریفوں کے پل باندھے۔ انگریز عیسائی برطانوی ملکہ کو قیصرہ ہند کو سایۂ خدا قرار دے کر اس کی چاپلوسی کرتے رہے' جہاد کو ممنوع قرار دے کر عیسائی حکومت کے خلاف جہاد نہ کرنے کی تلقین کرتے رہے' اور اپنے آپ اور غلام احمدیت کے مذہب کو ان کا خود کاشتہ پودا کہتے رہے جو برطانوی عیسائی حکومت کے مفادات کے تحفظ کی خاطر لگایا گیا تھا۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں' نہ اس میں کسی کو اختلاف ہے۔ مرزا طاہر احمد صاحب خود اعتراف کرتے ہیں کہ:

> ''پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واقعی انگریز کی تعریف فرمائی اور متعدد بار فرمائی ہے''۔ (زھق الباطل صفحہ 28)
>
> ''پس سنو! اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا' بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست

Marfat.com

اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لیے ہم پر تلواریں چلاتی ہے۔قرآن شریف کی رُو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے''۔

(مرزا غلام احمد: کشتی نوح۔روحانی خزائن 19/75 'بحوالہ زھق الباطل صفحہ 30-31)

مرزا صاحب نے انگریزوں کا احسان نہ ماننے والوں کو''حرامی اور بدمعاش'' کا لقب دیا' ملاحظہ ہو: ''شہادت القرآن'' صفحہ 3' انہوں نے اپنی 19 سالہ انگریزوں کی خدمت کا بار بار حوالہ دیا ہے اور خود بتایا ہے کہ انہوں نے 24 کتابوں میں انگریز حضور کی چاپلوسی کی ہے' ملاحظہ ہو: کتاب البریہ صفحہ 7۔انہوں نے اپنے پیروکاروں کیلئے اپنی بیعت کے الفاظ میں بھی انگریزوں کی اطاعت کے الفاظ شامل کیئے' ملاحظہ ہو: مشق نمبر 4' بیعت کتاب البریہ۔

''میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا''۔(مرزا غلام احمد انگریز عیسائیوں کی ''متواتر خدمات'' کا اعتراف کر رہے ہیں)

(کتاب البریہ روحانی خزائن 13/340 'بحوالہ زھق الباطل صفحہ 31)

''عظیم الشان مسیح موعود' جس کی آمد کا بنیادی مقصد ہی ''عیسائی دجال'' کا خاتمہ تھا' خود ہی معترف ہے کہ وہ اُسی کا خود کاشتہ پودا ہے اور اس کی متواتر خدمات کیلئے ہمہ وقت حاضر باش۔مرزا طاہر احمد صاحب نے اس کا بھی دفاع کرنے کی کوشش فرمائی اور اسے بھی عذر گناہ بدتر از گناہ بنا کر چھوڑا۔لکھتے ہیں:

''یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مؤقف تھا' لیکن وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ آپ نے انگریزوں کی تعریف کی ہے' اس لیے انگریز کا ایجنٹ ہونا ثابت ہوگیا۔

اب ان کے کلیات سنئے! (زھق الباطل صفحہ 31) آگے انہوں نے بہت سے مشاہیر کے حوالے پیش کیے ہیں کہ فلاں فلاں نے بھی حکومت انگلشیہ کی تعریف کی تھی' یعنی ان کا پہلا دفاع یہ ہے کہ چونکہ فلاں فلاں نے بھی انگریز کی تعریف کی' اس لیے مرزا غلام احمد نے بھی کی۔ فلاں فلاں نے بھی انگریزوں کی تعریف کی ہوگی لیکن کسی نے اپنے آپ کو خود کاشتہ پودا پھر بھی نہیں کہا۔ کسی نے مسیح موعود کا دعویٰ کر کے ان کی تعریف نہیں کی' کسی نے نبوت کا دعویٰ کر کے ایسا نہیں کیا۔ نہ وہ ''عظیم الشان مسیح موعود'' تھے اور نہ وہ ''نبی'' تھے۔ نہ انہوں نے عیسائیوں کو دجال سمجھا تھا اور نہ وہ دجال کے خاتمہ کیلئے اُٹھے تھے۔ انہوں نے جو کچھ کہا' ان کا جواب وہ خود دیں گے' لیکن مرزا صاحب آپ اپنی بات کریں۔ شاید آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دوسرے سوسمار کے سوراخ میں گھسیں گے تو آپ بھی گھس جائیں گے۔ دوسرے دریا میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لیں گے تو آپ بھی ایسا ہی کریں گے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ دوسرے عام لوگوں ہی کی طرح ہیں۔ نبوت کا صرف ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ آپ اپنے دعوے دیکھیں اور عیسائیوں کی کاسہ لیسی دیکھیں۔ دوسرے بھی ایسے ہی دعووں کے ساتھ یہی حرکتیں کرتے تو ان سے بھی یہی سلوک ہوتا۔

مرزا طاہر صاحب نے ''خود کاشتہ پودا'' کا ایک اور دفاع بھی کیا ہے' کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے یہ الفاظ جماعت احمدیہ کیلئے نہیں کہے بلکہ اپنے خاندان کے لئے کہے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''انگریزوں کی تعریف کا احمدیت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ درحقیقت احمدیت کا وجود ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوتا ہے اور آپ

Marfat.com

علیہ السلام جن کی بریت فرما رہے ہیں اس (مرزا صاحب کے) خاندان کے لوگ ہیں''...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خاندان کی خدمات بتا کر اور ان سرٹیفکیٹس کے نتیجہ میں جو انگریزی حکومت کی طرف سے جاری ہوئے' اسے خودکاشتہ پودا قرار دیا''۔ (زھق الباطل صفحہ 39-40)

کہہ رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب یعنی نبی صاحب نے جو بھی بھک منگی کی وہ صرف اپنے خاندان کیلئے کی' جماعت احمدیہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے جو التجائیں بھی کیں اور خودکاشتہ پودا جتا جتا کر جو کچھ بھی آقاؤں سے مانگا' اپنی خدماتِ متواترہ کا جہاں جہاں واسطہ دے کر اور آقاؤں کی طرف سے جاری کردہ ''Loyal غلام'' کے سرٹیفکیٹس دکھا دکھا کر جو کچھ کشکول میں ڈلوایا' وہ صرف اپنے خاندان کیلئے تھا۔ جماعت احمدیہ کیلئے نہیں تھا۔ خاندان میں ظاہر ہے' مرزا غلام احمد صاحب خود بھی شامل ہیں۔ اپنے خاندان کا کیس پلیڈ کر رہے ہیں' وہ خاندان سے باہر کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ کوئی انوکھی بات تو ہے نہیں۔ ''خودکاشتہ پودا'' تسلیم کرنے سے پہلے وہ بات کا آغاز اپنے آپ سے ہی کرتے ہیں' خود دیکھ لیجئے:

''مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں' میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعی اُمور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں' اس لیے اندیشہ ہے کہ ان کے ہر روز کی مفتریانہ کاروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کہ وہ تمام جانفشانیاں...... ضائع اور برباد نہ ہو جائیں''۔

(مرزا غلام احمد: کتاب البریہ۔ روحانی خزائن 13/349' بحوالہ زھق الباطل)

جانفشانیوں کے لفظ کے بعد مرزا طاہر احمد صاحب نے جگہ خالی چھوڑ دی' کیونکہ

Marfat.com

آگے جنگ میں مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی مدد کرنے کا ذکر ہے۔

چنانچہ اپنے الفاظ میں تشریح کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں:

''جانفشانیوں کی جو لمبی تحریر ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ ہمارے خاندان نے سکھوں کی خلاف اور بعض دوسری لڑائیوں (مسلمانوں کے خلاف: ناقل) میں بھی تمہارا انگریزوں کا ساتھ دیا ہے اور اپنے خرچ پر تمہیں فوجی دستے مہیا کیے۔ ان ساری باتوں کو بھلا کر تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ تمہارے کسی دشمن خاندان کی کاروائیاں ہیں جو تمہیں تباہ کر دیں گی......اس پس منظر میں اس خاندان کی خاطر آپ نے ایسا لکھا اور حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے ان چھٹیات کا ذکر کیا' جو اس خاندان کے بزرگوں کو ان کی وفاداری اور جاں نثاری سے متعلق حکومت نے لکھی تھیں''۔ (زھق الباطل صفحہ 38-39)

مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ نوٹ فرمائیں کہ وہ خود اپنے خاندان میں شامل ہیں کہ نہیں۔ ''مجھے متواتر''۔ ''بوجہ اختلافِ عقیدہ''۔ ''میرے دوستوں کے دشمن''۔ ''میری نسبت''۔ ''میرے دوستوں کی نسبت''۔ ''وہ تمام جانفشانیاں'' (میری اور میرے خاندان کی) وغیرہ۔ یعنی مرزا غلام احمد اگر اپنے خاندان کیلئے جو کچھ مانگ رہے ہیں اُس میں وہ کھلم کھلا اپنے آپ کو آگے آگے رکھ رہے ہیں۔ لیکن شاید یہودا اسکریوطی نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس طرح نہیں چھوڑا ہوگا جس طرح جماعت احمدیہ نے اپنے ''نبی'' کو چھوڑ دیا۔

''ان تمام تحریرات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت احمدیہ کا کوئی ذکر نہیں فرمایا بلکہ نام بھی نہیں لیا......وہ (خاندان) انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔ اگر وہ تھا تو ہوتا پھرے ہمیں تو اس سے کوئی فرق نہیں

Marfat.com

پڑتا۔ جماعت احمدیہ کا اس خاندان سے کیا تعلق ہے؟''

(مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 38-40)

لیجئے! مرزا صاحب کا اپنا خون ہی انہیں ان کے خاندان کے ساتھ اکیلا چھوڑ چھاڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بہر حال ایک بات طے ہوگئی کہ مرزا صاحب جس خاندان کے چشم و چراغ تھے' جس کا وہ اٹوٹ انگ تھے اور جس کیلئے وہ انگریزوں سے التجائیں کر رہے تھے وہ عیسائیوں کا خود کاشتہ پودا تھا۔

1857ء کی جنگ آزادی کے دوران مرزا غلام احمد کے والد' مرزا غلام مرتضٰی نے انگریزوں کی بہی خواہی اور خیر خواہی میں پچاس گھوڑے اور پچاس جنگجو سپاہی اپنے خرچ پر انگریزوں کو فراہم کیے اور اس طرح انگریزوں سے جہاد کرنے کے بجائے مسلمانوں کے خلاف انگریز عیسائیوں کی مدد کر کے مسلمانوں سے بدترین غداری کا ثبوت دیا۔ مرزا طاہر احمد صاحب اس کا دفاع کرتے ہوئے کئی جگہ لکھتے ہیں کہ سکھوں کے مقابلہ میں انگریزوں کی حمایت کی تھی' حالانکہ 1857ء کی جنگ آزادی کے دوران سکھ حکومت تھی ہی نہیں' پنجاب کی سکھ حکومت آٹھ سال 1849ء میں پہلے ہی ختم ہو چکی تھی اور پنجاب پر بھی اس دور میں انگریزوں کا قبضہ تھا۔

> ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خاندان کی خدمات بتا کر اور ان سرٹیفکیٹس کے نتیجہ میں جو انگریزی حکومت کی طرف سے جاری ہوئے' اسے خود کاشتہ پودا قرار دیا''......انگریزی حکومت کے زمانہ میں امن کی حالت میں یہ خاندان واپس آ کر قادیان میں آباد ہوا۔ پس یہ وہ احسان ہے جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو خود کاشتہ پودا قرار دے رہے ہیں......پنجاب کے الحاق کے وقت......دو تین گاؤں پر مالکانہ حقوق (دیئے گئے) تھے اور مرزا غلام مرتضٰی اور ان کے بھائیوں کے

Marfat.com

لیے سات سو روپے کی ایک پنشن مقرر کر دی گئی"۔ (چیفس اینڈ فیملیز آف نوٹ ان دی پنجاب 2/85) (مرزا طاہر احمد: زھق الباطل صفحہ 39 تا 41)

یعنی یہ بات وہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس خاندان کو انگریز عیسائیوں نے ہی قادیان میں بسایا' کچھ گاؤں بھی دیئے' پنشن جاری کی۔ یہی خاندان 1857ء کی جنگ آزادی میں ان کا حلیف رہا' پھر متواتر ان کا وفادار اور جاں نثار رہا۔ یہی خاندان سرکار انگریزی کا قدیم سے پکا خیر خواہ اور خدمت گزار تھا۔ اسی خاندان کیلئے انگریز سرکار نے "وفادار غلام" کے سرٹیفکیٹس جاری کیے اور مستحکم رائے سے چٹھیات میں اس کی گواہی دی۔ اسی خاندان کے چشم و چراغ حضرت مرزا غلام احمد صاحب تھے' اس خاندان میں وہ شامل تھے' اس خاندان کی سفارش کرنے میں بھی وہ شامل تھے' ان کے ساتھ ان کا عقیدہ شامل تھا' اور عقیدہ کے ساتھ جماعت احمدیہ شامل تھی کیونکہ مرزا صاحب کے الفاظ "بوجہ اختلاف عقیدہ" صاف بتا رہے ہیں کہ اُس وقت وہ عقیدہ کی بنیاد پر اپنی جماعت بنا چکے تھے۔ اب سوال ہے کہ کیا مرزا صاحب کا ان کے والد سے نسلی و صلبی رشتہ توڑا جا سکتا ہے؟ کیا جماعت احمدیہ کو اس کے عقیدہ سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ How can we know the dancer from the dance۔ چنانچہ طے ہوا کہ خود کاشتہ پودا وہ خود بھی تھے' ان کا خاندان بھی اور ان کی جماعت احمدیہ بھی۔ اپنے خاندان کی عین روایات کے مطابق مرزا غلام احمد صاحب نے بھی خدمات متواترہ میں مزید نکھار پیدا کرتے ہوئے انگریز عیسائیوں کے خلاف جہاد ایسے کیا کہ ان کے خلاف جہاد کرنا ہی حرام قرار دے دیا۔

دجال کے ساتھ جنگ ایسے کی کہ اُمت کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا اور اپنوں میں ہی پھوٹ ڈال کر دجال کی ڈھال بن گئے۔ صلیب اس طرح توڑی کہ ہلال کے ہی ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ خنزیر اس طرح مارا کہ خنزیر خوروں کی ایڑیاں چومنے اور تلوے

Marfat.com

چاٹنے لگے' عیسائیت کو اس طرح ختم کیا کہ مذہب اسلام کو ہی اس کا تتبع بنانے کی کوشش کی۔ پوری دنیا میں ایک مذہب اس طرح پیدا کیا کہ اسلام ہی کو ایک نہ رہنے دیا' فرقہ فرقہ کر دیا۔

جن نصرانیوں کو مرزا غلام احمد ''ضالین'' قرار دیتے رہے' ان کی نصرانی ملکہ وکٹوریہ کے تلوے کیسے چاٹ رہے ہیں (دھتکارے جانے کے باوجود) اور وہ بھی صرف ملکہ کے اک اشارہ اَبرو کی خاطر' صرف ایک ''کلمۂ شاہانہ'' کی خاطر۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں:

''اس عاجز (مرزا غلام احمد) کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکۂ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے' جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا ہوں جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرۂ ہند دام اقبالہا کے نام تالیف کر کے اور اس کا نام ''تحفۂ قیصریہ'' رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا' اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور اُمید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا...... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمۂ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیۂ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفۂ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں' یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اس حسن ظن نے جو حضور ملکۂ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں' مجھے مجبور کیا کہ اس

Marfat.com

تحفہ یعنی رسالہ تحفۂ قیصریہ کی طرف جنابہ ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں' اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں''۔

''میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرۂ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے' اپنی پاک فراست سے شناخت کر لیں اور رعیت پروری کی رُو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرماویں''۔

(مرزا غلام احمد: ستارہ قیصریہ صفحہ 2-4)

کیا یہ چرب زبانی اور کیا یہ ملکہ کے تلوے چاٹتے ہوئے الفاظ' کسی جلیل القدر مسیح موعود یا کسی ''نبی'' کے ہو سکتے ہیں۔ ''نبی'' کا تو ذکر ہی کیا۔ کیا یہ الفاظ کسی درویش صفت باوقار آدمی کے بھی ہو سکتے ہیں' یہ الفاظ کسی خودکاشتہ پودے کے ہی ہو سکتے ہیں جو صلیب پرست' خنزیر خور' غسلِ جنابت سے محروم' نجس ملکہ کو اپنی اطاعت و وفا شعاری' بندگی و غلامی کا خط لکھ لکھ کر یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہے اور ملکہ حقارت سے ان پے در پے خطوط کا نوٹس تک نہیں لے رہی اور خطوط کی وصولی کی رسید تک بھیجنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ ادھر ''نبی'' صاحب ہیں کہ ایک کلمۂ شاہانہ کے لیے مرے جا رہے ہیں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ کو ہی اپنی دنیوی اور اُخروی ''سرفرازی'' کا موجب سمجھ رہے ہیں۔ مرزا طاہر صاحب ان کا ''دفاع'' کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ فلاں فلاں نے بھی ایسا کیا تھا' کیا ہو گا لیکن کسی نے نبی ہو کر اور مسیح موعود بن کر ایسا نہیں کیا۔ اپنے دعوے دیکھیں اور قابل نفرین حرکتیں دیکھیں۔

''فلاں فلاں'' پر بھی ایسی چاپلوسی کا الزام لگاتے ہوئے مرزا طاہر احمد صاحب

لکھتے ہیں:

”جو کل انگریز کا پودا تھے وہ آج بھی انگریز کا پودا ہیں اور جن کا انگریز سے کل کوئی تعلق نہیں تھا' آج بھی ان کا کوئی تعلق نہیں“۔ (زھق الباطل صفحہ 46)

بالکل صحیح فرماتے ہیں: یہی خاندان آج بھی ٹلفورڈ لنڈن میں انگریز عیسائیوں کی پناہ میں ہے۔ آج بھی اس پودے کو انگریزی پانی ہی سینچ رہا ہے اور آج بھی یہ پورا اُنہیں تمام کی تعریف وتوصیف میں کس طرح گل افشاں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”اب دیکھیں وہ ایک دنیاوی حکومت ہے۔ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ مذہبی حکومت نہیں کہلاتی لیکن اخلاق کا یہ (عظیم) معیار ہے“۔

(مرزا غلام احمد: زھق الباطل صفحہ 565)

حقیقی مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں احادیث شریف میں جو نشانیاں بتائی گئی ہیں وہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہر نشانی کو تاویل' تمثیل اور تلمیح کی چادروں میں لپیٹ دیا ہے۔ انہوں نے ہر جگہ تاویل وتمثیل کی دیواریں کھڑی کر کے حقیقت کو نظروں سے اوجھل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ایک جگہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ جہاں قسم کھائی جائے' وہاں تاویل نہیں کی جاتی:

والقسم يدل على ان الخبر محمولٌ على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء .

”قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے' اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء“۔ (مرزا غلام احمد: حمامۃ البشریٰ صفحہ 14)

بالکل صحیح' حقیقت یہی ہے کہ قسم اس جگہ کھائی جاتی ہے جہاں حقیقت کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جانے کا امکان ہوتا ہے' یا وہ مخاطبین کو کچھ عجوبہ یا اچنبھا معلوم ہوتی ہو' یا وہ اسے بغیر تاویل کے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوتے ہوں۔ اب دیکھئے! حضور اکرم

Marfat.com

ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا' قسم کھا کر فرمایا:

والذی نفسی بیدہٖ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب الخ ۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے' پس صلیب کو توڑیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں گے اور لڑائی ختم کر دیں گے"۔

(صحیح بخاری)

چنانچہ جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ پر ایمان ہے' وہ آپ ﷺ کی قسم پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کے ارشادات کو بھی بغیر تاویل کے تسلیم کرتے ہیں۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی قسم ہے' میری یا آپ کی قسم نہیں ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ ہی قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نے نازل ہونا ہے تو جو لوگ اس میں شک کر کے اس ارشاد کو کسی اور پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ دراصل آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے' بہر حال تمام تر تاویلوں' تمثیلوں اور تلمیحوں کے باوجود مرزا صاحب بھی یہ مانتے ہیں کہ مسیح موعود نے "یضع الحرب" کرنا ہے' قتل الخنزیر کرنا ہے اور کسر الصلیب کرنا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے انہیں کیسے کیا ہے۔

صحیح بخاری بلکہ متفق علیہ حدیث شریف میں "یضع الحرب" کے الفاظ موجود ہیں' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام لڑائی اور جنگ ختم کر دیں گے۔ دوسری روایات میں "یضع الجزیہ" کے الفاظ ہیں' یعنی جزیہ موقوف کر دیں گے۔ یعنی دنیا میں جنگ و جدال کا خاتمہ ہو جائے گا' عام لوگ ایک ہی مذہب اسلام پر آ جائیں گے' لوگوں کے درمیان عداوت و کدورت ختم ہو جائے گی' چونکہ تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور جنگ و جدل

Marfat.com

بھی نہ رہے گی' اس لیے جزیہ بھی مٹ جائے گا۔ خود معترف ہیں (مسیح موعود کے زمانہ میں اتنا امن ہوگا کہ) شیر اونٹوں کے ساتھ' چیتے گائے بیلوں کے ساتھ' بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے لیکن وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ (مرزا محمود احمد: حقیقۃ النبوۃ صفحہ 192)

لیکن! مرزا صاحب کی شکل میں یہ کیسا "مسیح موعود" آیا ہے کہ دو عالمگیر جنگیں چھڑ گئیں۔ ان دونوں عالمگیر جنگوں میں اتنے انسان قتل ہوئے کہ زمانہ قبل از تاریخ سے لے کر جدید دور تک اگر تمام جنگوں کے مقتولین کا حساب کیا جائے' تب بھی وہ کم ہیں۔ ان دو جنگوں میں ساری تاریخ کے مجموعے سے بھی زیادہ انسان قتل ہوئے۔ ایٹمی بم چلائے گئے اور کروڑوں انسان زخمی' معذور' بے خانماں و بے در ہوئے۔ صرف برصغیر میں ہی دیکھیں تو مرزا صاحب کی زندگی کے آغاز کے ساتھ 1857ء کی جنگ میں مسلمانوں کی بدترین ہزیمت ہوئی۔ لاکھوں انسانوں کو تہ تیغ کر دیا گیا' لاکھوں کو پھانسی دی گئی اور لاکھوں کو کالا پانی کی سزا سنائی گئی۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد تقسیم پنجاب اور تقسیم بنگال میں' پھر لاکھوں انسانوں کا قتل ہوا' لاکھوں انسان تبادلۂ آبادی میں خانماں برباد ہوئے اور لاکھوں عصمت دریاں ہوئیں' اس سے ذرا پہلے تحریک ہجرت اور تحریک عدم تعاون میں بھی جان و مال کا بے حد و حساب نقصان ہوا۔ مرزا صاحب نے یہ کیسی "یضع الحرب" کی تاریخ کی بدترین جنگیں اور تاریخ کے بدترین انخلاء کروا دیئے۔ یہ کیسا "یضع الجزیہ" کیا کہ سارا برصغیر عیسائیوں کا ٹیکس گزار بن گیا۔ مسیح موعود کے والد خود 50 گھوڑے' 50 سپاہی انگریز کو پیش کرتے رہے اور وہ خود اور اب اولاد لنڈن میں ان کی ٹیکس گزار ہے۔

احادیث شریف کے عین مطابق اصل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے تشریف لا کر "کسرِ صلیب" کرنا ہے۔ بگاڑ کی ساری بنیاد عقیدہ تثلیث' کفارہ اور صلیب پرستی پر مبنی

Marfat.com

ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے واضح ہو جائے گا کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں' خدا کے بیٹے نہیں۔ لہٰذا تثلیث کی تردید ان کا سراپا وجود ہو گا۔ کفارہ اور صلیب پرستی کا مدار اس پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ سولی پر لٹکایا گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بقید حیات ہونا عیسائیوں کے عقیدۂ کفارہ اور تقدس صلیب کی نفی ہو گی۔ اس لیے تمام عیسائی اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے۔ خنزیر خوری ان کی ساری معاشرتی بُرائیوں کی بنیاد تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ ڈالیں اور خنزیر کو قتل کریں گے جس سے عیسائیوں کے اعتقادی اور معاشرتی بگاڑ کی ساری بنیادیں منہدم ہو جائیں گی۔ چنانچہ عیسائیت ختم ہو جائے گی۔

لیکن! مرزا صاحب کی شکل میں یہ کیسا مسیح موعود آیا ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہی عیسائیت بن گیا ہے۔ اس سے پہلے اسلام اور بدھ مت کے مقابلہ میں دنیا میں یہ تیسرے نمبر پر تھا اور برصغیر میں تو یہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ مرزا صاحب کے دور میں برصغیر میں اس کا عروج شروع ہوا۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ ملاحظہ فرمایئے:

"اور جب تیرھویں صدی کچھ نصف سے زیادہ گزر گئی تو ایک دفعہ دجالی گروہ کا خروج ہوا اور پھر ترقی ہوتی گئی' یہاں تک کہ اس صدی کے اواخر میں بقول پادری ہیگر صاحب پانچ لاکھ تک صرف ہندوستان میں ہی کرسٹان شدہ لوگوں کی نوبت پہنچ گئی اور اندازہ کیا گیا کہ قریباً بارہ سال میں ایک لاکھ آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہو جاتا ہے"۔

(مرزا غلام احمد: ازالۂ اوہام صفحہ 491)

مرزا صاحب کی وفات کے بعد صرف برصغیر میں عیسائیت کی اشاعت کا کیا حال تھا۔ خود احمدیوں کے اخبار کی رپورٹ ملاحظہ فرمایئے:

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے 137

Marfat.com

مشن کام کر رہے ہیں' یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہیڈ مشنوں میں اٹھارہ سو سے زائد پادری کام کر رہے ہیں اور تقریباً 1100 اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں' 51 کالج' 617 ہائی سکول اور 61 ٹریننگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں' مکتی فوج میں 308' یورپین 2886 ہندوستانی مناد کام کرتے ہیں' ان کے ماتحت 507 پرائمری سکول ہیں جن میں 18675 طالب علم پڑھتے ہیں۔ اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں 3290 آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے اور ان سب کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ روزانہ 224 مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں'' (یعنی 81760 (اکیاسی ہزار سات سو ساٹھ) آدمی سالانہ کے حساب سے صرف ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں''۔

(اخبار الفضل قادیان' 19 جون 1941ء' صفحہ 5)

یعنی ''مسیح موعود'' صاحب نے کسرِ صلیب اس طرح فرمائی کہ دنیا میں سب سے بڑا مذہب عیسائیت بن گیا۔ یہ سب کچھ تو ہونا ہی تھا' جب خود مرزا صاحب نے تسلیم کر لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) واقعی صلیب پر چڑھائے گئے۔ اور یہ بھی تسلیم کر لیا کہ وہ فوت ہو گئے تو عیسائیوں کے دونوں عقائد کی تائید تو ہو گئی۔ پھر مرزا صاحب نے بروز کا نظریہ پیش کر کے عیسائیوں کے اس نظریہ کو بالکل ہی ثابت کر دیا کہ خدا مسیح میں حلول کر سکتا ہے۔

مرزا صاحب نے ''مرزا عین محمد ہے'' کا نظریہ ایجاد کر کے عیسائیت کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ عیسائی اب ڈھٹائی سے کہنے لگے کہ اگر مسیح موعود عین محمد ہو سکتا ہے تو مسیح ابن مریم بھی عین خدا ہو سکتا ہے۔ اگر مرزا صاحب بروز محمد ہونے کی وجہ سے عین محمد ہیں' تو

عیسیٰ ابن مریم بروز خدا ہونے کی وجہ سے عین خدا ہیں' اس طرح عیسائیت کو نئی زندگی مل گئی۔ چنانچہ عیسائیت نے تو پھیلنا ہی تھا۔ مرزا صاحب کی یہ کسر صلیب ہے یا اشاعت صلیب۔ دعویٰ یہ بھی ہے کہ میں اشاعت دین اسلام کی تکمیل کیلئے آیا ہوں' لگتا ہے اشاعت صلیب کے لیے آئے تھے۔

مرزا صاحب نے اس کی تاویل کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں نے عیسائیوں کے خدا کو ہی مار دیا' لیکن اگر صرف اس حوالے سے بھی دیکھیں تو یہ کام سر سید ان سے پہلے کر چکے تھے۔ سر سید نے اپنی تفسیر قرآن میں قرآن مجید سے ہی حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت کر دی تھی۔ ان کے ساتھ ان کے رفقاء کا ایک بہت بڑا طبقہ جن میں حکیم نور دین' مولوی عبدالکریم' مولوی محمد احسن امروہوی وغیرہ شامل تھے' وفاتِ مسیح کا عقیدہ رکھتا تھا' اگر وفاتِ مسیح ثابت کرنا ہی کسر صلیب ہے' تب بھی ''مسیح موعود'' تو خیر بہت ہی دور کی بات ہے' کاسر صلیب بھی مرزا غلام احمد نہیں' سر سید ہیں۔

مرزا صاحب نے اس کی ایک اور تاویل کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ انہوں نے عیسائیت کا علامتی انداز میں خاتمہ کیا ہے۔ اس حوالے سے بھی دیکھیں تو مارٹن لوتھر اور Protestant تحریک یہ کام بہت پہلے کر چکے تھے۔ خود عیسائیت کے اندر رینان (Renan) اور برٹرینڈ رسل (Bertand Russel) وغیرہ نے عیسائیت کی بنیادوں پر اعتراض کر کے اس کی Refoundation کر دی تھی' اگر یہی کسر صلیب ہے تو پھر بھی کاسر صلیب مرزا غلام احمد نہیں مارٹن لوتھر ہے۔

اصل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ قتل دجال ہوگا۔ دجال کے بارے میں احادیث آپ پڑھ چکے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کو دجال بھی مصنوعی تیار کرنا پڑا۔ پہلے انہوں نے تمام عیسائیوں کو ''ضالین'' کہہ کر دجال قرار دیا۔ پھر رینج چھوٹا کر کے عیسائی پادریوں کو گروہ دجال قرار دیا اور کہنے لگے کہ میں نے انہیں دلائل سے

Marfat.com

شکست دے کر دجال کا قتل کر دیا ہے' وغیرہ۔

لیکن! عیسائی پادری ہی دجال ہیں تو کیا حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں وہ موجود نہ تھے؟ اگر یہی دجال ہوتے تو آنحضرت ﷺ اپنے زمانے میں ہی ان کے بارے میں فرما دیتے کہ یہ دجال ہیں۔ جب نجران کے عیسائی پادریوں نے حضور اکرم ﷺ سے آ کر بحث کی تھی اور حضور اکرم ﷺ نے دلائل اور پیش کشِ مباہلہ سے انہیں شکست فاش دی تھی' یعنی بقول مرزا صاحب دجال قتل ہو گیا تھا' پھر اب مرزا صاحب کس مرض کی دوا ہیں۔

چلئے! اس بات کو بھی جانے دیجئے! مرزا صاحب نے یہ کیسے دجال ختم کیے کہ یہ پوری دنیا میں ہی پھیل گئے۔ یہ قتل دجال کیسا ہے کہ عیسائی پادریوں کی تعداد بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ جہاں پہلے ایک مشن ہوتا تھا وہاں اب دس دس مشن چلے آ رہے ہیں' مختلف فرقوں کے ناموں سے اور مختلف ملکوں کی آشیرباد سے۔ افریقہ کے گھنے جنگلوں سے لے کر انٹارکٹک کی یخ بستہ فضاؤں میں ہر طرف عیسائی پادری ہی پادری ہیں۔ یہ کیسا قتلِ دجال ہے کہ ہر طرف دجال ہی دجال پھیل گیا ہے۔

مسیح موعود اور نبی کی حیثیت تو کسی صورت میں بھی مرا غلام احمد پر نہیں پھبتی' بلکہ اس کا تو شک بھی نہیں پیدا ہوتا' یہ تو خیر بہت ہی بڑی بڑی باتیں ہیں۔ ایک عام دنیوی سادہ سے رہنما کی حیثیت سے بھی دیکھیں کہ آیا مرزا صاحب نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے' تب بھی جواب نفی میں ہے۔ آخر انہوں نے کون سا کارنامہ کیا ہے۔ اُمت کے لحاظ سے دیکھیں تو انہوں نے اُمت میں فرقہ بازی پیدا کی' نکبت و ادبار بڑھایا' محکومی برقرار رہی' ذلت قائم رہی' انتشار بڑھ گیا' تمدنی طور پر یہود و نصاریٰ کا اتباع زیادہ ہو گیا' حتیٰ کہ لوگ اخلاقی لحاظ سے بھی مزید زوال کا شکار ہوئے۔

صرف روحانی انقلاب کے لحاظ سے بھی دیکھیں تو مرزا صاحب کی ''اعلیٰ و اکمل

Marfat.com

روحانیت'' نے دنیا میں آ کر کون سا روحانی انقلاب برپا کیا ہے؟ ان کے ''بدرکامل'' نے دنیا کو کون سی روشنی عطا کی ہے؟ ان کے ''روحانی علاج'' نے مادیت کے سیلاب کے سامنے کون سا بند باندھ دیا ہے؟ ہر چیز کو جھٹلایا جا سکتا ہے لیکن یہ تو بدیہی حقائق ہیں' میرے اور آپ سب کے سامنے ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ۔مرزا صاحب کی ''بعثت ثانیہ'' پر پوری ایک صدی کا عرصہ گزر چکا ہے۔ دنیا کے حالات بدتر سے بدتر ہو گئے ہیں اور یہ ہم سب کے سامنے ہیں' ساری دنیا کو چھوڑیئے! صرف برصغیر' چلئے! صرف ان کی جنم بھومی پنجاب کو دیکھ لیں! کیا یہاں کوئی روحانی انقلاب برپا ہوا ہے؟ کیا مرزا صاحب کے بلند آہنگ دعوؤں بلکہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دینے والے دعوؤں نے دنیا کا رخ بدلا ہے؟ فسق و فجور' ظلم و عدوان' کفر و ارتداد میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے؟ ان تمام کو چھوڑیئے! خود مرزا صاحب کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت کی اور سالہا سال ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ سوال ہے کہ مرزا صاحب کی ''اعلیٰ و اکمل روحانیت'' نے آ کر ان کی زندگیوں میں کون سا انقلاب برپا کر دیا۔ وہ خود 1893ء سے ''اشتہار التوائے جلسہ'' ملحق ''شہادۃ القرآن'' میں اپنی جماعت کے بیشتر افراد کو ''نااہل' بے تہذیب' ناپاک دل' للّٰہی محبت سے خالی' پرہیزگاری سے عاری' کج دل' متکبر' بھیڑیوں کی مانند' سفلہ' خودغرض' لڑاکے' حملہ آور' گالیاں بکنے والے' کینہ ور' کھانے پینے پر نفسانی بحثیں کرنے والے' نفسانی لالچ کے حریص اور درندوں سے بدتر'' قرار دیتے ہیں۔ اور ان کی زندگی کے آخری دور اور ان کی آخری کتاب میں بھی ان لوگوں کی اخلاقی پستی اُسی طرح برقرار ہے' جیسے شروع میں تھی:

> ''ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں' اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں

Marfat.com

سے متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف"۔ (مرزا غلام احمد: براہین احمدیہ پنجم صفحہ 87)

مرزا صاحب کی پچیس تیس سالہ "نبوت" کے اثرات بقول ان کے یہ ہیں کہ "جیسے کتا مردار کی طرف" تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے بعد ان کی جماعت کی "روحانی عظمت" کا معیار کیا ہوگا۔ لاہوری گروپ نے قادیانی گروپ کے امام مرزا محمود اور اس کے مقتدر لیڈروں پر' اسی طرح قادیانی گروپ نے لاہوری گروپ کے امیر مسٹر محمد علی اور اس کے ممتاز رہنماؤں پر جو تمام کے تمام مرزا غلام احمد صاحب کے "صحابی" ہیں' الزامات کی جو بوچھاڑ کی ہے' وہ سب کے سامنے ہے۔ ان میں اخلاقی الزامات' زنا' لواطت' چوری' بدکاری' قتل' تکبر' حرام خوری' خود غرضی' فریب کاری' مغالطہ انگیزی اور بددیانتی سے لے کر دینی الزامات' کفر' شرک' ارتداد' نفاق' تحریف اور تلبیس وغیرہ سب شامل ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو مرزا صاحب کی "اقویٰ اور اکمل اور اشد روحانیت" نے برسہا برس تک تربیت فرمائی تھی اور جن کے بارے میں انہوں نے "الہامی بشارتیں" سنائی تھیں۔ انہوں نے سر بازار ایک دوسرے کے خلاف جو حرکتیں کیں اور پھر عدالتوں کے کٹہرے تک پہنچے' یہ سب مرزا صاحب کے "روحانی انقلاب" کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کی "میسحیت اور نبوت" سے پورے معاشرے کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ بلکہ اُلٹا بداثرات نمودار ہوئے' ان کے بڑے بڑے دعوے دیکھیں اور ان کے صرف معاشرتی اثرات کا جائزہ لیں' تب بھی سوائے مایوسی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے۔ مرزا طاہر صاحب خود اعتراف کرتے ہیں کہ مسلم معاشرے کا حال حسب سابق دگرگوں ہی رہا۔

وہ اخبار "الجمعیۃ" دہلی 4 اپریل 1926ء کا حوالہ دیتے ہیں:

''دفعۃً پردہ اُٹھ گیا' دنیا کو صاف نظر آ گیا کہ اُمت مسلمہ اگر کسی مجتمع شیرازہ اور کسی بندھی ہوئی تسبیح کا نام ہے تو آج صحیح معنوں میں اُمت مسلمہ ہی موجود نہیں ہے بلکہ منتشر اوراق ہیں۔ چند بکھرے ہوئے دانے ہیں' چند بکھری ہوئی بھیڑیں ہیں جن کا نہ کوئی ریوڑ ہے اور نہ گلہ بان''۔

اخبار ''زمیندار'' 18 ستمبر 1925ء کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ اس میں آنحضرتؐ مسلمانانِ ہند سے مخاطب ہیں:

''تم کہلاتے تو میری اُمت ہو مگر کام یہودیوں' بت پرستوں کے کرتے ہو' تمہارا شیوہ وہی ہو رہا ہے جو عاد اور ثمود کا تھا کہ رب العالمین کو چھوڑ کر بعل' یغوث' نسریٰ اور یعوق کی پرستش کر رہے ہو' تم میں سے اکثر ایسے ہیں جو میری توہین کرتے ہیں''۔

اخبار ''وکیل'' 11 جنوری 1927ء کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

''اس مرض کا حدوث آج سے نہیں بلکہ آج سے بہت پہلے شروع ہو چکا ہے۔ مسلمانوں نے پہلے انفرادی زندگی میں یہود اور نصاریٰ کی اتباع کی اور اب اجتماعی زندگی میں کرنے لگے' اس کا نتیجہ تنسیخ خلافت ہے''۔

پھر مرزا طاہر احمد صاحب اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسی پس منظر پر ذرا نظر دوڑائیں اور دیکھیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے پہلے اُمت مسلمہ کا جو حال تھا وہ بعد میں بھی جاری رہا تو عقل بے اختیار بول اُٹھتی ہے کہ...... اسے مارنے کی کیا ضرورت تھی''۔ (زھق الباطل صفحہ 242-243)

مرزا طاہر احمد صاحب فرما رہے ہیں کہ اُمت مسلمہ کا جو بُرا حال پہلے تھا سو وہی بُرا حال ''مسیح موعود'' صاحب کی آمد کے بعد بھی جاری رہا' لیکن حسب معمول انہوں نے

اس کا بھی ''دفاع'' کرنے کی کوشش فرمائی اور اسے بھی بدتر از گناہ بنا دیا۔ کہتے ہیں کہ:

''ہاں اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ آنے والا آیا اور اکٹھا کر گیا' کچھ جان پیدا کر گیا' ایک ولولہ بخش گیا' خواہ وہ مخالفت ہی کا منطقی ولولہ تھا''۔ (زھق الباطل صفحہ 247)

دیکھیے! اللہ تعالیٰ کیسے سچ اُگلواتا ہے' تسلیم کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے منفی کام کیا اور اس سے ولولہ پیدا کر دیا۔ یعنی کہہ رہے ہیں کہ اگر کسی نے قتل کر دیا تو کوئی حرج نہیں' کم از کم اتنا تو ہوا کہ سنسنی پھیل گئی۔ کوئی بات نہیں' اس بہانے معصوم کی لاش پر سب اکٹھے تو ہو گئے۔ کہہ رہے ہیں کہ کسی نے ڈاکہ ڈالا تو چلو کوئی ڈاکو ڈاکہ ڈال کر سب محلہ داروں کو متحد تو کر گیا کہ سارے مل کر ڈاکو کے خلاف متحدہ محاذ بنا رہے ہیں' کوئی زنا کر کے رجم کیلئے پکڑا تو گیا کہ چلو سب مل کر ولولہ سے اسے پتھر تو ماریں گے' کیسی جان پیدا ہو جائے گی' کیسی سنسنی ہو گی' کیسا ولولہ انگیز منظر ہو گا۔

حقیقت یہی ہے کہ مرزا غلام احمد نے کوئی مثبت کام سرانجام دیا ہی نہیں' انہوں نے اسلام کی حمایت کیا کرنی تھی' اپنی چودھراہٹ کی حمایت ہی کرتے رہے۔ اُمت کے لیے کام تو کچھ بھی نہ ہوا' البتہ ایک ننھی منھی نئی اُمت اس میں سے توڑ کر علیحدہ بنا دی۔ اُمت مسلمہ میں اختلاف بڑھ گیا' ہر طرف صلیب پھیلی' سور پھیلے' دجال پھیلے' یہودیت پھیلی' اتنی کہ دو ہزار سال میں انہیں پہلی بار اپنی مملکت اسرائیل مل گئی۔ ہندومت پھیلا اتنا کہ انہیں بھی ڈیڑھ ہزار سال میں پہلی بار ایک نہیں بلکہ کئی کئی خودمختار مملکتیں انڈیا' برما' نیپال' بھوٹان' سکم وغیرہ مل گئے۔ پہلی بار اُن کی ہمتیں اتنی بڑھیں کہ انہوں نے شدھی اور سنگھٹن جیسی تحریکیں چلا کر مسلمانوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ بدھ مت پھیلا' تاؤ مت پھیلا' شنٹومت پھیلا اور تاریخ میں پہلی بار یہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر ''اسلام'' کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے لگے۔

Marfat.com

حالانکہ خود معترف ہیں:

"اس کے (مسیح موعود علیہ السلام) زمانے میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور صرف اسلام ہی رہ جائے گا"۔

(مرزا غلام احمد: حقیقۃ النبوۃ صفحہ 192)

مرزا غلام احمد صاحب کے دعوے دیکھیں اور اگر کوئی کام کیا ہو تو کام دیکھیں' آخر بھولے بھالے لوگوں کے ایمان سے کھیلنے کے لیے کچھ تو بنیاد ہو۔ کوئی کارنامہ تو ہو' برصغیر سے عیسائی حکومت اگر ختم کی تو سرسید' جوہر اور محمد علی جناح نے' قوم زندہ کی تو حالی' اقبال اور ظفر علی خاں نے' علم دیا تو شبلی وندوی نے' جہاد کیا تو سیّد احمد شہید اور نواب مظفر خاں نے۔ آخر یہ کیسا مسیح ہے' جس نے کیا کچھ نہیں' بس دعوے ہی دعوے کرتا رہا یا دوسروں کے کارنامے اپنے بنا کر پیش کرتا رہا۔

مرزا غلام احمد صاحب کے دعووں کو ایک اور زاویہ سے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ کوئی نبی بھی جب مبعوث کیا گیا' خواہ اسے کسی بھی قوم اور کسی بھی زمانے میں بھیجا گیا' وہ اس قوم اور اس دور کا سب سے بہترین انسان ہوا کرتا تھا۔ اس دور اور اس قوم میں اس سے بہتر پھر کوئی اور شخص کبھی بھی نہیں تھا۔ حضرت عزیر علیہ السلام آئے تو توریت کا ان سے بڑا عالم کوئی اور نہ تھا' حضرت داؤد علیہ السلام لحن میں سب سے بہتر اور پھر لوہے کے استعمال میں سب سے بہتر تھے۔ حکومت و سربراہی میں حضرت سلیمان علیہ السلام سب سے بہتر تھے' انتظامِ سلطنت اور تاویل رؤیا میں حضرت یوسف علیہ السلام سب سے بہتر تھے۔ روحانی اور جسمانی اصلاح میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب سے بہتر تھے' ناخدائی میں حضرت نوح علیہ السلام سب سے بہتر تھے' دانش و عقل میں حضرت دانیال علیہ السلام سب سے بہتر تھے۔ اطاعت و رضا میں حضرت اسماعیل علیہ السلام سب سے بہتر تھے۔ صبر میں حضرت ایوب علیہ السلام سب سے بہتر تھے۔ استغفار میں حضرت یونس علیہ

Marfat.com

السلام سب سے بہتر تھے' برداشت میں حضرت زکریا علیہ السلام سب سے بہتر تھے اور تبلیغ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام سب سے بہتر تھے۔ یہ تمام غیر تشریعی نبی بھی اپنے زمانے میں اپنے اپنے خاص وصف کے ساتھ دنیا کے سب سے بہتر انسان ہوا کرتے تھے۔

مرزا غلام احمد صاحب نہ تو اپنے ہم عصروں سے بہتر ہیں نہ خلف سے اور نہ سلف سے' جس طرح کہ دعوے انہوں نے کیے ہیں' اتنے چھوٹے منہ سے اتنی بڑی بڑی باتیں تاریخ میں اور کسی نے نہیں کیں۔ شاید کسی میں اتنی ڈھٹائی نہ تھی' باقی باتیں چھوڑیں! صرف مذہبی خدمات کے میدان میں دیکھ لیتے ہیں کہ کیا مذہبی خدمات اور اثرات کے لحاظ سے مرزا صاحب کا کام (خواہ منفی ہی سہی) امام غزالی' عبدالقادر جیلانی' شہاب الدین سہروردی کے کام سے زیادہ ہے؟ چلیے! باقی ساری دنیا چھوڑ دیتے ہیں' صرف برصغیر تک محدود رہتے ہیں۔ سارے نہیں صرف چند نام۔ سلف میں سے مجھے بتایئے کیا ان کا کام مجدد الف ثانی' شاہ ولی اللہ' شاہ عبدالعزیز' سید احمد شہید' سید اسماعیل شہید' شاہ عبدالحق' شاہ عبدالقادر رحمہم اللہ سے کسی لحاظ سے بھی بہتر ہے؟ کیا ان کا کام داتا گنج بخش' معین الدین چشتی' بابا فرید شکر گنج' صابر کلیار' نظام الدین اولیاء' بہاؤ الدین زکریا' شاہ رکن عالم اور دیگر بے شمار قابل احترام مشائخ عظام کے کام سے زیادہ مؤثر ہے؟ ہرگز نہیں! کام کی عظمت کو چھوڑیئے! مغربی دنیا کے معیار کے مطابق صرف اثرات کے لحاظ سے بھی مرزا صاحب ان کے قریب تک نہیں پھٹک سکتے۔

اب ان کے ہم عصروں میں سے دیکھ لیتے ہیں اور وہ بھی صرف برصغیر سے' صرف مذہبی میدان سے اور مذہبی اختلاف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف کام کے اثرات کے لحاظ سے دیکھ لیتے ہیں۔ کیا مرزا صاحب' شبلی نعمانی' الطاف حسین حالی' مولانا قاسم نانوتوی' مولانا احمد رضا خاں بریلوی' خواجہ قمرالدین سیالوی' مولانا محمد حسین بٹالوی' مولانا

Marfat.com

نذیر حسین دہلوی' مولانا عبدالحق دہلوی' مولانا علی حائری' مولانا ثناء اللہ امرتسری اور پیر مہر علی شاہ سے کسی طرح بھی بہتر ہیں؟ ہرگز نہیں!

مرزا صاحب کے بعد تو ایک بہت ہی لمبی لسٹ ہے' لیکن صرف چند نام۔ کیا مرزا صاحب کا کام مولانا محمود حسن امیر مالٹا' مولانا حسین احمد مدنی' مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا رشید احمد گنگوہی' پیر غلام محی الدین بابو جی' مولانا عبیداللہ سندھی' مولانا اشرف علی تھانوی' محمد علی جوہر' علامہ اقبال' محمد علی جناح رحمہم اللہ کے کام سے کسی میدان اور کسی طور بھی زیادہ مؤثر ہے؟ ہرگز نہیں! اپنی قائم کردہ پیری مریدی ٹائپ گدی کے لحاظ سے بھی دیکھیں تو صرف پنجاب میں ہی اتنی بڑی بڑی گدیاں قائم ہیں کہ مرزا صاحب کی تلفورڈی لنڈنی گدی جیسی سینکڑوں گدیاں اس میں سما جائیں اور پتہ بھی نہ چلے۔

یہ کیسا نبی ہے بلکہ یہ کیسا عظیم الشان مسیح موعود ہے جو نہ اپنے سلف سے بہتر ہے نہ خلف سے' نہ اپنے عمر رسیدہ ہم عصروں سے' نہ کم سن ہم عصروں سے' نہ اپنے ساتھیوں اور سنگیوں سے اور نہ اپنے ہم عمروں سے' کسی ایک صرف ایک میدان میں بھی نہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب کو بھی اس کا احساس تھا کہ وہ احادیث میں موجود مسیح موعود کی نشانیوں میں سے کسی ایک نشانی بلکہ اس کے ایک جزو اور اس جزو کے عشر عشیر کے مصداق بھی نہیں ہیں۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں:

> "ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانے میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آ سکیں' کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا بلکہ غربت اور درویشی کے رنگ میں آیا ہے"۔ (مرزا غلام احمد: ازالۂ اوہام صفحہ 200)

مرزا صاحب! "ممکن" نہیں بلکہ قطعی اور یقینی ہے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے الفاظ ہیں اور آپ ﷺ نے قسم کھا کر بتایا ہوا ہے۔ صرف "ممکن" مت کہئے' ایسا ہی ہوگا اور

Marfat.com

یقیناً ہوگا' انشاء اللہ! میرے آقا رسول اللہ ﷺ کا حلفیہ بیان پورا نہ ہو' یہ ناممکن ہے۔
مرزا صاحب آپ نے تو مسیح موعود کی 180 تسلیم شدہ نشانیوں میں سے کسی ایک نشانی کے کسی جزو کے ہزارویں حصے کو بھی پورا نہیں کیا ہے۔ لاکھوں تاویلوں' کروڑوں تمثیلوں اور اَن گنت ''رنگوں'' میں رنگے جانے کے باوجود جھوٹ' جھوٹ ہی رہا ہے۔ مرزا صاحب! آپ کو کسی زاویے سے بھی دیکھ لیا جائے' کسی حوالے سے بھی جانچ لیا جائے' کسی انداز سے بھی آنک لیا جائے' کسی معیار پر بھی ناپ لیا جائے' کسی کسوٹی پر بھی پرکھ لیا جائے' آپ پر مسیح موعود ہونے کا شبہ تک نہیں کیا جا سکتا۔

آپ کے اپنے معیار کے مطابق:

''اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں''۔

''پس اگر مجھ سے کروڑوں نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت نمائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں''۔

(مرزا غلام احمد: خط بنام قاضی نذر حسین' مندرجہ اخبار بدر' 19 جولائی 1906ء)

چنانچہ طے ہوا کہ آپ کے اپنے معیار کے مطابق بھی مرزا غلام احمد صاحب آپ جھوٹے ہیں۔

☆☆☆☆☆

باب 7: قادیانیت کا اصل جرم

غلام احمدی حضرات مرزا غلام احمد کے جھوٹے دعووں پر جس طرح ایمان لا کر آمنا وصدقنا کہہ چکے ہیں اور جس قسم کے عقائد وضع کر کے ایک نئی ایمانیات ڈھال چکے ہیں، اس کی تفصیل آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔ اس ایمانیات کا بدیہی تقاضا اور منطقی نتیجہ بھی یہی بنتا ہے کہ مرزا صاحب کی پوزیشن خود بخود حضور اکرم ﷺ کے برابر ہو جاتی ہے بلکہ ان سے افضل ہو جاتی ہے۔ یہ عقائد انہیں اس بنیادی نکتے پر لائے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ مرزا غلام احمد کے دعووں کا مقصود بھی یہی تھا۔ ان کا دلائلی منتہا اور مناظراتی منزل حضور اکرم ﷺ بننا اور زیادہ شان سے بننا تھا، اور ہے۔ کیا قادیانیت کا اس سے بھی بڑا کوئی جرم ہو سکتا ہے، ان عقائد ونظریات سے اُمت مسلمہ کے دل پر کیا کچھ گزرتی ہے، اس کا تصور بھی آپ نہیں کر سکتے۔ کسی کو ماں بہن کی غلیظ گالیاں بھی اتنی تکلیف نہ دیتی ہوں گی جتنی حضور اکرم ﷺ (میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں!) کی اس دیدہ دلیرانہ توہین پہنچاتی ہے اور پہنچا رہی ہے۔ اُمت مسلمہ کے دل پر کس طرح کے کچوکے لگتے ہیں اور کیسے کیسے آرے چلتے ہیں اور وہ کس طرح خون کے گھونٹ پی کر دل مسوس کر رہ جاتی ہے۔ اس کا تھوڑا سا اندازہ کرانے کے لیے قادیانی قاری کو ایک مثال سے بات واضح کرنے کی اجازت دیجئے۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کے دل کے قفل کو کھول دے۔

آپ تصور کر لیں اور فرض کر لیں کہ کسی چیچوں کی ملیاں کے کسی دور افتادہ چک

نمبر 420 کے کسی محلہ چکاریاں کی کسی گلی میں ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ آپ کے والد کی اولاد ہے اور کہتا ہے کہ صرف وہی جائز اولاد ہے۔ ہم اس بات کو چھوڑتے ہیں کہ اس طرح پھر آپ کی ولادت کیا ثابت ہوتی ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ چونکہ وہی آپ کے والد کی جائز اولاد ہے' اس لیے آپ کے والد کے ترکے کا صرف وہی مالک ہے' پھر اس کے لواحقین سے کچھ لوگ اس کی بات پر یقین کر لیتے ہیں' پھر وہ آپ کے پاس آ کر یہی دعویٰ دُہراتا ہے اور دُہراتا رہتا ہے۔ پہلے تو آپ سب بہن بھائی اس کی بات بھی سننا گوارا نہیں کرتے۔ وہ بار بار کوشش کرتا ہے' اس کے ساتھ کچھ معتبر سے لوگ بھی آ جاتے ہیں تو آپ اس کی بات سننے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ جیسے ہی آپ اس کی بات سننے پر تیار ہوتے ہیں' وہ اپنے دعوے میں مزید نکھار پیدا کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ دراصل آپ کے والد مرحوم کی طرح ہے۔ پھر کہتا ہے کہ وہ آپ کا اصل والدِ مرحوم ہی ہے۔ جس گھر میں آپ رہ رہے ہیں' یہ سب مال و جائیداد سمیت اُسی کا ہے۔ پھر وہ آپ کی والدہ کو اپنی بیوی قرار دیتا ہے (اس بھونڈی مثال پر قارئین سے معذرت' لیکن مجبوری ہے) آپ کی والدہ کا نام لے کر وہ کچھ کہتا ہے جو اپنی بیوی سے کہا جاتا ہے' جیسا کہ مرزا صاحب نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا' جو سب کی ماں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے:

اذکر نعمتی رائیت خدیجتی .

''میری نعمت کو یاد کر' تُو نے میری خدیجہ کو دیکھا''

اشکر نعمتی رائیت خدیجتی .

''میری نعمت کا شکر کر کہ تُو نے میری خدیجہ کو دیکھا''۔

(مرزا غلام احمد: تذکرہ صفحہ 387-37-109)

جمہور اُمت اب ایک چھوٹا سا سوال کرتی ہے کہ اے قادیانی قاری! کیا آپ اس

کا دعویٰ مان لیں گے؟

ایک اور مثال دیکھیے! فرض کیجیے کسی دورافتادہ قصبے جام معشوق کے کسی دورافتادہ گاؤں کے محلہ فلاں کے کسی فلاں خاندان کا ایک شخص جو پہلے قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا تھا' بہت پڑھ لکھ گیا۔ مرزا صاحب کا سارا لٹریچر اُسے ازبر ہے۔ قادیانیت کا بڑا پرزور مبلغ ہے' لیکن اچانک وہ دعویٰ کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد دوبارہ اس کی شکل میں دنیا میں آگئے ہیں۔ اب وہ جو کچھ کہے گا وہی مرزا صاحب کا کہا تسلیم ہوگا۔ وہ مرزا صاحب کے لٹریچر میں سے حوالوں پر حوالے نکال کر دکھا رہا ہے۔ اُلٹی سیدھی تشریحات کر کر کے اپنے دعویٰ کو ثابت کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے: لنڈن میں جو جماعت احمدیہ کام کر رہی ہے' اس کی اب کوئی حیثیت نہیں۔ مرزا بشیر' مرزا ناصر' مرزا طاہر' مرزا مسرور صاحبان وغیرہ قطعی طور پر غلط' ناری' جہنمی اور صراطِ ابلیس پر ہیں۔ صرف وہ ہی اب صراطِ مستقیم پر ہے' کیونکہ اب وہی مرزا غلام احمد ہے۔ جماعت احمدیہ میں سے جو اسے تسلیم کرلے گا' وہی صحیح احمدی ہوگا۔ جو اس کا منکر ہوگا بشمول مرزا صاحب کے صاحبزادگان اور آل اولاد کے' وہ کافر ہوگا وغیرہ۔ اس کے اردگرد اور اس کی اپنی قماش وقبیل کے کچھ لوگ اس کی بات مان بھی لیتے ہیں۔ وہ ایک چھوٹا سا گروہ بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اب وہ منظم طریقے پر آپ تمام اصلی غلام احمدیوں کے خلاف دلائل بازی شروع کرتا ہے۔ آپ سے بحث پر بحث کیے جا رہا ہے۔ آپ کے اپنے لٹریچر سے نکتے پر نکتہ نکال نکال کر دکھا رہا ہے۔ شعبدہ بازی سے صحیح کو غلط' غلط کو صحیح' اُلٹے کو سیدھا' سیدھے کو اُلٹا کیے جا رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ تو مرزا صاحب کے منہ کی ہی باتیں ہو بہو دُہرا رہا ہے' پھر آپ اُسے کیوں توجہ سے نہیں سن رہے؟ وہ کہتا ہے: جو کچھ مرزا غلام احمد نے فرمایا ہے وہ اسی کی تصدیق اور توثیق کر رہا ہے۔ مرزا صاحب کا ہر ارشاد اب دراصل اُسی کا ہے کیونکہ اس میں اور مرزا صاحب میں کوئی فرق نہیں۔ وہ کہتا ہے ''براہین احمدیہ'' کی یہ تمام

جلدیں اس پر دوبارہ نازل ہوئی ہیں۔ اُسے پھر سے ''کشتی نوح'' وحی کر دی گئی ہے۔ حیران نہ ہوں یہ بالکل وہی انداز ہے جو مرزا غلام احمد صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اپنایا ہے۔ وہی دعوے دار بالکل اُسی طرح جس طرح مرزا صاحب نے قرآن مجید کے بارے میں دعوے کیے' مثلاً:

انا انزلناہ قریبًا من القادیان بالحق انزلناہ ۔

''قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہو گیا ہے حق کے ساتھ''۔

(تذکرہ صفحہ 76)

''پھر اسی کتاب میں یہ وحی اللہ ہے: 'محمد رسول اللّٰہ والذین معہ......' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی''۔

(مرزا غلام احمد: ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 23)

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فی اتبعونی یحببکم اللّٰہ ۔

''ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری (مرزا صاحب) پیروی کرو تا کہ خدا بھی تم سے محبت کرے''۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 82' طبع لاہور' 1952ء)

سلام [20] علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی ۔

''یعنی سلام ہے ابراہیم پر' یعنی اس عاجز پر ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دی اور تم جو پیروی کرتے ہو تم اپنی نماز گاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ' یعنی کامل پیروی کرو تا نجات پاؤ......اور یہ جو فرمایا کہ 'واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی ' یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ ابراہیم جو بھیجا گیا (یعنی

میں مرزا) تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بنو"۔

(مرزا غلام احمد: اربعین جلد 3 صفحہ 37-38' ضمیمہ تحفۂ گولڑویہ صفحہ 30)

"قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں"۔

(تذکرہ صفحہ 674' طبع چہارم)

"اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں' اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے' خدا کا کلام یقین کرتا ہوں"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 211' مندرجہ روحانی خزائن صفحہ 220-222)

مرزا صاحب نے قرآن مجید کی بے شمار آیاتِ کریمہ کو اپنے اوپر دوبارہ نازل کروا کرانہیں اپنے لیے مخصوص کیا ہے کہ میں بھی ان میں شریک ہوں' مثلاً:

ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللّٰه ۔ (دافع البلاء صفحہ 76)

وما ارسلنٰك الا رحمة العالمین ۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 82)

وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی ۔ (اربعین جلد 2 صفحہ 32)

وغیرہ وغیرہ' اسی طرح وہ احمدی دعوے دار بھی یہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب کے تمام الہامات اس پر دوبارہ وحی کی شکل میں نازل ہوئے ہیں کیونکہ وہ دراصل مرزا صاحب ہی ہے۔ مؤمنین کی ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ حوالہ ملاحظہ کر ہی چکے ہیں' اب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دیکھئے:

"حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں"۔ (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ صفحہ 9)

اور وہی احمدی دعوے دار اپنے دور افتادہ گاؤں کو تمام دنیا کی بستیوں کی ماں قرار دیتا ہے اور آپ کے عقائد کے مطابق اُسے قادیان' مکہ اور مدینہ سے بھی بلکہ آج کل

آپ کے لنڈن میں قائم شدہ ''اسلام آباد'' سے بھی زیادہ مقدس قرار دیتا ہے' جس طرح کہ مرزا صاحب نے ''قادیان'' کو قرار دیا تھا۔

''قادیان کو تمام دنیا کی بستیوں کی اُم قرار دیا ہے...... جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے' پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا' تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے' پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے' کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟'' (حقیقۃ الرؤیا صفحہ 46)

''زمین قادیان اب محترم ہے۔ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے''۔

(ذرثمین صفحہ 52)

''قادیان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کا ثواب حج مقبول کے ثواب سے زیادہ ہے''۔ (ملاحظہ ہو! آئینہ کمالات اسلام صفحہ 352)

اور وہی احمدی دعوے دار صاحب اپنے آپ کو خدا کی مانند ہونے کے ثبوت پیش کرتا ہے جس طرح کہ مرزا صاحب نے کیے تھے:

انما امرك اذا اردت شیئًا ان تقول لہٗ کن فیکون ۔

''(اے مرزا) تیری شان یہ ہے کہ جب تُو کسی چیز کا ارادہ کرے تو تُو اس سے کہہ دے کُن اور وہ فیکون ہے یعنی ہو جا اور وہ ہو جائے گی''۔

(تذکرہ صفحہ 525)

انت اسمی الاعلٰی ۔

''میرا نام ''الاعلٰی'' ہے''۔ (تذکرہ صفحہ 338)

انت منی وانا منك ۔

''تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں''۔ (تذکرہ صفحہ 426)

Marfat.com

وغیرہ وغیرہ! تو اے تمام غلام احمدی حضرات! بشمول مرزا صاحب کے صاحبزادگان' جمہور اُمت آپ سے ایک چھوٹا سا سوال کرتی ہے کہ کیا آپ اس دعوے دار کی بات مان لیں گے؟ ممکن ہے اب آپ اس سابقہ غلام احمدی سے پوچھ ہی بیٹھیں کہ اے سابقہ غلام احمدی! کیوں خدا تعالیٰ پر بھی افتراء باندھ رہے ہو؟ خدا تعالیٰ کی اتنی توہین تو نہ کرو! اگر اس نے ہمارے مرزا غلام احمد صاحب کو دوبارہ نبی بنا کر بھیجنا ہی تھا تو کیا تم جیسے مراقی' ہسٹریائی' قولنجی' تشنجی' ذیابیطسی' سلی ء دقی' برازی اور اسہالی کو ہی مرزا صاحب بنا کر بھیجنا تھا (یہ محض اتفاق ہے کہ یہ ساری بیماریاں مرزا غلام احمد کو بھی تھیں' ملاحظہ ہو: سیرۃ المہدی' مکتوباتِ احمدیہ' تریاق القلوب وغیرہ)۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو! کیوں اللہ تعالیٰ پر بہتان لگا رہے ہو؟ لیکن ٹھہریئے! وہ مرزا غلام احمد صاحب کے ہی انداز اور الفاظ میں کہتا ہے: ''نبی انسان ہی ہوتے ہیں' بیمار بھی ہوتے ہیں' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کی زبان میں لکنت بھی ہو سکتی ہے'' بلکہ یہ سب بشری تقاضے تو اس کی نبوت کا ثبوت اور اس کا مرزا صاحب کا بروز ہونے کی اصل پہچان ہیں۔ ممکن ہے آپ اس سے پوچھ بیٹھیں کہ نبی تو اپنے دور کا سب سے بہتر' سب سے اعلیٰ' سب سے ارفع اور سب سے بڑا عالم ہوتا ہے۔ وہ زمین پر خدا کا نمائندہ ہوتا ہے۔ وہ ہر لحاظ سے اور ہر پہلو سے اتنا بلند قامت اور اتنا عظیم ہوتا ہے کہ اس کی موجودگی میں دنیا کا ہر انسان اس سے کم تر ہوتا ہے۔ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ ارفع و اعلیٰ تکمیل شدہ مخلوق ہوتی ہے۔ اس کا تو کام بولتا ہے' دعوے نہیں۔ دعوے تو کوئی بھی کر سکتا ہے' دعوے بازی چھوڑو! ذرا اپنا کام دکھاؤ' کردار دکھاؤ' کارنامے دکھاؤ' آخر تم نے کیا کیا ہے؟ تیر کون سا مارا ہے؟ وغیرہ۔ لیکن وہ جواب میں کہتا ہے کہ مرزا صاحب کے تمام کارنامے دراصل میرے ہی تو ہیں۔ یہ ساری کتابیں جو مرزا صاحب نے لکھی ہیں وہ میری ہی لکھی ہوئی ہیں' کیونکہ میں ہی مرزا غلام احمد ہوں۔ یہ سارے تیر میرے ہی مارے ہوئے

Marfat.com

ہیں۔ اب میں ہی ان کی تشریح اور توضیح کا حق رکھتا ہوں۔ آپ تمام غلام احمدی بشمول مرزا صاحب کے صاحبزادگان اب کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ ''براہین احمدیہ'' کی تمام جلدیں' یہ ''کشتی نوح'' یہ ''تحفۂ گولڑویہ'' وغیرہ سب ''میرے ہی منہ کی باتیں ہیں''۔ آپ کہتے ہیں کہ اے سابقہ غلام احمدی! مانگے کی عظمتیں اپنے اوپر نہ چپکاؤ' ہمارے مرزا صاحب کے کارناموں کومت اپنے اوپر اوڑھو' ایسا تو کوئی بھی کرسکتا ہے' کسی کی زبان تو پکڑی نہیں جاتی' تم کوئی اپنا کام دکھاؤ' کوئی اپنی ''براہین احمدیہ'' دکھاؤ' خواہ مخواہ لوگوں کو دھوکہ تو نہ دو۔

وہ کہتا ہے کہ جس طرح مرزا صاحب نے اپنی نبوت کے بغیر اسلام کو ''مردہ اسلام'' قرار دیا تھا۔ (ذکر حبیب مؤلفہ مفتی محمد صادق قادیانی صفحہ 146) (اخبار الفضل قادیان جلد 6' شمارہ 19' اکتوبر 1928ء) تمہاری غلام احمدیت بھی اب مردہ غلام احمدیت ہے اور جس طرح مرزا صاحب نے اپنی نبوت کے بغیر اسلام کو ''لعنتی قابل نفرت اور شیطانی'' کہا تھا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ' حصہ پنجم صفحہ 138) میں بھی تمہاری غلام احمدیت کو مردہ' لعنتی' قابل نفرت اور شیطانی کہتا ہوں۔ جب تک تم سب غلام احمدی بشمول مرزا صاحب کے صاحبزادگان کے مجھے نبی' مرزا غلام احمد کا عین ظل' عین بروز نہیں مان لیتے' تمہاری غلام احمدیت کفر ہے اور آپ سارے کافر ہیں۔

آپ تمام احمدی بشمول مرزا صاحب کے صاحبزادگان کے اس سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تحریروں میں سے کوئی ثبوت دکھاؤ! وہ کہتا ہے: مرزا صاحب کی تمام تحریروں میں اس کی آمد' اس کی نبوت اور اس کے ظہور اور اس کے بروز کی واضح دلیلیں موجود ہیں' لیکن ''اے جاہلو! وہ تمہیں سمجھ نہیں آ رہی ہیں' وہ تو تمثیلی اور علامتی ہیں''۔ ان تمثیلوں اور علامتوں کو تو صرف میں ہی سمجھ سکتا ہوں' صرف میں! کیونکہ میں ہی مرزا صاحب ہوں' میں جو کچھ کہوں گا وہی حق ہوگا' وہی اصل غلام احمدیت ہوگی' میری تشریح و

Marfat.com

توضیح ہی اصل غلام احمدیت ہے' میرے علاوہ اور جو کوئی بھی جو کچھ کہتا ہے وہ شیطانی ہے' میرے بغیر کسی کو تشریح و توضیح کا حق نہیں ہے' کیونکہ میں ہی مرزائے موعود اور مرزائے معہود اور مرزائے مسیح ہوں' وغیرہ۔

آپ تمام اصل احمدی اس سے کہتے ہیں کہ جو بات مرزا صاحب کو سمجھ نہ آئی' جو ان کے پہلے خلیفہ کو سمجھ نہ آئی' جو ان کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی اور دیگر خلفاء کو سمجھ نہ آئی حتیٰ کہ جو ظہیر الدین اروپی' خلیفہ نور الدین اور انجمن اشاعت اسلام کو بھی سمجھ نہ آئی' تمہیں وہ کیسے سمجھ آ گئی' کیا ہم سب پاگل ہیں یا تم پاگل ہو؟ جو بات غلام احمدیت کی پوری صدی کی تاریخ میں کسی غلام احمدی عاقل' بالغ' عالم' محدث' مفسر' فلسفی' مفکر' فاضل کو سمجھ نہ آ سکی اور جو معنی تم مرزا صاحب کی تحریروں سے نکال رہے ہو' وہ خود مرزا صاحب کو سمجھ نہ آ سکے' ہم کیسے مان لیں کہ تمہارے اخذ شدہ معنی ٹھیک ہیں اور تمہارے دعوے سچے ہیں' وہ کہتا ہیں کہ جنہیں مرزا صاحب کی تعلیمات میں یہ معنی نہیں مل سکے وہ سب کم فہم' کم عقل اور کم علم تھے' وہ تو تمثیلوں اور علامتوں کو سمجھتے ہی نہیں' میں بھیجا ہی اس لیے گیا ہوں کہ تمہیں اصل بات سمجھاؤں۔ میرے سچے ہونے کا کیا یہ کم ثبوت ہے کہ پوری صدی میں صرف میں نے ہی مرزائے موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا کسی اور نے دعویٰ کیا؟ نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ میں سچا ہوں۔

اب بھی آپ تمام اصلی غلام احمدی بشمول مرزا صاحب کے صاحبزادگان کے ان تمام دعوؤں کو ایک پاگل جنونی' ناقص العقل اور فاتر العقل کی ہرزہ سرائی اور خرافات سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں۔

لیکن جب اس کی چیخ و پکار اور ہاہا کار بہت ہی بڑھ جاتی ہے اور جب آپ حیرانی سے دیکھتے ہیں کہ اس شور شرابا مچانے والوں میں اس کے ساتھ چند وہ اصلی غلام احمدی بھی شامل ہو گئے ہیں جو بظاہر آپ کو کچھ معزز اور معتبر لگتے تھے اور جب آپ دیکھتے

Marfat.com

ہیں کہ وہ احمدی دعوے دار صاحب آپ کی جماعت کے کام میں ہر جگہ میں رخنہ ڈالنے لگے ہیں اور جب آپ دیکھتے ہیں کہ وہ صاحب آپ کی اصل جماعت کو بدنام کرنے جگہ جگہ پہنچ رہے ہیں۔ اور جب آپ دیکھتے ہیں کہ کئی بے خبر اور بے علم غلام احمدیت میں دلچسپی رکھنے والے اور غلام احمدیت کو قبول کرنے پر تیار لوگ اس دعوے دار کے جھوٹے شور شرابے کا شکار ہو کر اُسے واقعی میں مرزا صاحب کا دوبارہ ظہور سمجھنے لگے ہیں اور اس کے گرد اکٹھا ہو رہے ہیں اور جب آپ دیکھتے ہیں کہ وہ اور اس کے کارندے نیویارک کے بروکلین اور لنڈن کے ہارلے اور فرانس کے شانزے لیزے اور گھانا اور نائیجریا کے جنگلات میں بھی پہنچ کر آپ کی ساری تبلیغ کے ثمرات خود سمیٹ لے جاتے ہیں تو ممکن ہے آپ خم ٹھونک کر اس دعوے دار کے سامنے آ ہی جائیں اور اس سے پوچھیں کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے؟ وہ کیوں ناسور کی طرح ان کے جسم میں سرایت کرتا جا رہا ہے؟ وہ کیوں کینسر کی طرح آپ کے جسم میں جڑیں پھیلاتا جا رہا ہے؟ آپ اب سنجیدہ ہو کر اس سے کہتے ہیں کہ اگر تمہارے دعووں میں کوئی ذرا سی بھی حقیقت ہے تو اسے ہمارے سامنے پیش کر۔ لا کہاں ہے مرزا صاحب کی تحریروں میں تیری آمد اور تیرے ظل ہونے اور تیرے بروز ہونے اور تیرے مرزا ہونے کا ثبوت۔ سب کچھ تمثیلی ہی ہے یا کچھ حقیقی بھی ہے۔

اگر تیری ہی طرح سارے غلام احمدی مرزا صاحب کی تحریروں سے اپنی اپنی تمثیلیں اور اپنی اپنی علامتیں نکال نکال کر اپنے اپنے معنی پہنانے لگ جائیں تو سب کی ''براہین احمدیہ'' اپنی اپنی ہو جائے۔ سب کی غلام احمدیت ہی الگ الگ ہو جائے۔ پھر تو غلام احمدیت کی وحدت ہی ختم ہو جائے۔ وہ تو بحیثیت کمیونٹی زندہ ہی نہ رہے۔ اس کا تو الگ حیثیت اور وجود ہی ختم ہو جائے۔ تیرا تو نظریہ ہی خطرناک ہے' تیرا تو عقیدہ ہی غلام احمدیت کیلئے زہر ہے۔ اگر تمہاری بروزیت مرزا مان لی جائے تو پھر ہندوؤں کا

Marfat.com

حلول بھی ماننا پڑے گا اور عیسائیوں کا ابن اللہ بھی ماننا پڑے گا' اگر تجھ میں ذرا سی بھی سچائی ہے تو کوئی واضح ثبوت' کوئی ٹھوس دلیل پیش کر' کوئی عقلی جواز فراہم کر۔ اس دورِ جدید میں تُو نے کیا جہلاء کی سی باتیں شروع کر دی ہیں۔ تمثیلوں' علامتوں' ظلووَں' بروزوں' آواگونوں' حلولوں' تناسخوں' بدھوں کی جنم جانکاؤں' جاتک داستانوں اور دلائی لاموں کی لامکاؤں وغیرہ جیسی ازکارِ فتنہ دنیا سے اب نکل بھی آؤ۔ ایسی باتیں تو ہر ہذیانی' جنونی' بدد ماغی جب جی میں آئے' کہتا ہے' اسے کون روک سکتا ہے۔

وہ جواب دیتا ہے کہ آپ دراصل تمثیلوں اور علامتوں کو سمجھے ہی نہیں۔ وہی سمجھانے تو میں دوبارہ نازل ہوا ہوں۔ آپ سب کہتے ہیں کہ سب تمثیلیں اور علامتیں صرف تیرے ہی فائدے کی ہیں یا کچھ ہمارے لیے بھی ہیں۔ یہ ساری اُلٹی سیدھی نشانیاں' ساری ٹیڑھی میڑھی پیش گوئیاں' ساری ٹنڈ منڈ تمثیلیں' سارے نابکار خواب' ساری پریشان فکریاں' ساری ابلیسی رویائیں اور تلمیحیں صرف تمہارے لیے ہی خاص آخر کیوں ہیں' کچھ ہمارے لیے عمومی (Generalise) بھی آخر کیوں نہیں۔ کچھ دم خم ہے تو ہٹاؤ مرزا صاحب کی بیساکھیاں اپنی بغل سے اور اپنے قد سے کھڑے ہو کر دکھاؤ۔ مت لو سہارا مرزا صاحب کی کتابوں کا' مت لو سہارا مرزا صاحب کے کارناموں کا' مت بنیاد بناؤ ان کی کارگزاریوں کو' یہ سہارے تمہاری بغلوں سے نکلے تو ابھی تمہارا اصل قد و قامت' اصل گٹھ مٹھیا پن' اصل بونا پن' اصل ٹھگنا پن اور اصل بالشتیا پن سامنے آ جائے گا۔ پہلے یہ ساری بیساکھیاں ہٹا کر دعوے کرو' تمہاری جھوٹی شان اور تمہارے جھوٹے کارناموں سے دعوے نکال دیے جائیں تو باقی صفر رہ جائے گا۔ چھوڑو ان بیساکھیوں کو جن کو پکڑ کر تم مرزا صاحب کی برابری کرنے چلے ہو۔ ہٹاؤ ان سہاروں کو' ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نہیں کر سکتا تو جا اپنے نام سے جو چاہے کرتا پھر' مرزا صاحب کا نام تو بدنام نہ کر۔

Marfat.com

اُمت مسلمہ پوچھتی ہے کہ اے غلام احمدیو! کیا مرزا غلام احمد صاحب نے اسی ''جھوٹے دعوے دار غلام احمدیت'' کی طرح ہی نہیں کیا ہے؟ کیا اُمت مسلمہ ان کو وہی جواب نہیں دے رہی جو آپ اُسے دے رہے ہیں۔ کیا اُمت مسلمہ آپ ہی کی طرح یہ حق نہیں رکھتی کہ مرزا صاحب سے پوچھے کہ حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمتوں' شانوں اور رفعتوں کو اپنے اوپر اوڑھنے اور سجانے کے بجائے وہ ذرا ان سہاروں کو ہٹا کر کیوں بات نہیں کرتے؟ ذرا ان بیساکھیوں' تکیوں اور سہاروں کو ہٹا کر دیکھئے! کیا ان کے بغیر مرزا غلام احمد صاحب کا اپنا اصل بونا پن' اصل جھوٹا پن اور اصل بودا پن چھپتا ہے؟

اے بھولے بھالے احمدیوں! جن کے ایمانوں سے کھیلا جا رہا ہے اور جن بے چاروں کی آنکھوں اور کانوں پر تاویلوں اور تمثیلوں کے پردے تان دیئے گئے ہیں۔ آپ سے دست بستہ' دل کی گہرائیوں کی دردمندی کے ساتھ عرض ہے کہ وہ ہماری گزارشات کو ایک بار پھر ٹھنڈے دل و دماغ سے پڑھیں۔ وحدانیت کے وہ بھی شیدا ہیں اور مؤحد کہلانا انہیں بھی دل و جان سے عزیز ہے لیکن وہ تھوڑا سا غور فرمائیں کہ قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین کی جو تشریح مرزا صاحبان فرماتے ہیں' وہ عقیدۂ وحدانیت کے ہی خلاف ہے۔ پوری اُمت مسلمہ کے عقیدہ کے علی الرغم انہوں نے اس آیت کریمہ سے یہ معنی اخذ کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نبیوں کی مہر ہیں اور وہ اپنی مہر لگا کر جسے چاہیں نبی بنا سکتے ہیں' قیامت تک نبی بنا بنا کر بھیجنے پر قادر ہیں اور بھیجتے رہیں گے۔ یعنی انہوں نے اب خدا کا منصب پیغمبر ﷺ کو دے دیا ہے' اب خدا نہیں بلکہ پیغمبر ﷺ نبی بھیجا کریں گے۔ اب نبی خدا کا پیغامبر نہیں بلکہ رسول کا پیغامبر ہوگا۔ خود غور فرمائیں کہ یہ کتنا بڑا شرک ہے۔ اُمت مسلمہ نے تو فرقہ فرقہ ہو کر' غلو در غلو کر کے' اپنے اپنے بزرگوں کی پوجا در پوجا کر کے' آستانوں اور قبور پر سجدہ در سجدہ کر کے' اپنے

Marfat.com

محبت کے علم کو خدا تعالیٰ کے علم سے ملا کر بھی یہ شرک نہیں کیا۔ اور آپ نے ایک سیالکوٹی منشی کی خاطر پورا عقیدۂ وحدانیت داؤ پر لگا دیا۔ کیوں اپنے ایمان کے پیچھے پڑے ہو اور وہ بھی بغیر کسی فائدے کے' اُلٹا نقصان ہی نقصان ہے۔ مرزا صاحب کے صاحبزادگان کو تو یہ بات سمجھنے میں دیر لگ سکتی ہے کہ مفادات کی ایک وسیع دنیا ان کے سامنے ہے' جس پیروی مریدی کا مذاق مرزا صاحب اُڑاتے رہے' اسی کی ترقی یافتہ گدی کا وہ خود آغاز کر گئے اور ان کے صاحبزادگان کے سامنے بدترین توہم پرستی اور گھناؤنی نسل در نسل گدی ان کے زیر قبضہ ہے۔ لیکن آپ کیوں ایک بے حقیقت عقیدہ کے پیچھے ہلاک ہو رہے ہو' جو نہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے نہ احادیث سے' نہ آثار سے' نہ تاریخ سے' نہ حقائق سے اور نہ عقل و دانش سے۔ تاویلیں ہی تاویلیں ہیں' تمثیلیں ہی تمثیلیں ہیں' شاید یہ ہو' شاید وہ ہو۔ ممکن ہے یہ معنی ہوں' ممکن ہے وہ معنی ہوں' آخرت میں کیا جواب دیں گے؟ کیا یہی کہ اے اللہ تعالیٰ! تیرے ظاہری واضح احکام کے بجائے ہم نے ''تاویلی'' معنی تلاش کر لیے تھے اور وہ بھی ''تیر تکوں'' سے اور اس طرح ہم وحدانیت کو ہی داؤ پر لگا بیٹھے تھے؟

غلام احمدیوں کو ایک اور بات سے بھی مسحور کیا جاتا ہے کہ اُمت مسلمہ کا حضرت عیسیٰ کے بارے میں جو عقیدہ ہے' اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برتری ہو جاتی ہے' جبکہ مرزا صاحب کا عقیدہ حضور اکرم ﷺ کو برتری دلاتا ہے' وغیرہ۔ اوّل تو جب خود حضور اکرم ﷺ نے ہی قسم کھا کر حضرت عیسیٰ کی آمد کا بتایا ہے تو ہمیں یہ بات بغیر کسی ردّ و قدح کے مان لینی چاہیے۔ ویسے بھی اُمت مسلمہ کو تو اس میں کوئی خاص بلند تر شان نظر نہیں آتی۔ جب حضرت عیسیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے ایک اُمتی کی حیثیت سے آنا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے ایک ادنیٰ پیروکار کی حیثیت سے آنا ہے تو اس میں تو حضور اکرم ﷺ کی شان ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ چلئے! اگر اس میں کوئی شان

Marfat.com

ہے بھی تو ہم مانگے کی شان اور وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھین کر حضور اکرم ﷺ کو کیوں دیں؟ الحمد للہ! حضور اکرم ﷺ کی اپنی شان ہی ان کے لیے کافی ہے۔ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھین کر اور اسے توڑ مروڑ کر حضور اکرم ﷺ پر چسپاں کی ہوئی شان نہیں چاہیے۔ قرآن مجید جو شان بھی جس کسی رسول کو دیتا ہے ہم اُسے کیوں چھین جھپٹ کر اپنے رسول کو دیں؟ ہمارے پیغمبر کی شان تو پہلے ہی سب شانوں کا نکتۂ کمال ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام بن باپ کے پیدا کیے گئے' حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ گل وگلزار بنا دی گئی' حضرت یونس علیہ السلام کے لیے مچھلی کا پیٹ محفوظ پناہ گاہ بنا دیا گیا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ قرار دیا گیا' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ قرار دیا گیا۔ یہ سب شانیں حضور اکرم ﷺ میں موجود تو ہیں لیکن انہیں دیگر رسولوں سے چھین تو نہیں سکتے۔ کیا ہم اس لیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بن ماں باپ ہونے کا انکار کر دیں کہ حضورِ اکرم ﷺ ایسے نہیں۔ کیا ہم اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ ہونے کا انکار کر دیں کہ حضور اکرم ﷺ ایسے نہیں۔ کیا ہم اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پنگوڑے میں بات کرنے کا انکار کر دیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ یہ تو پھر سیدھا قرآن مجید کا انکار ہوا۔

جب قرآن مجید خود فرماتا ہے: ''تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض'' تو پھر ہم کون ہیں' اس میں مین میخ نکالنے والے۔ دیگر تمام رسولوں کی جتنی بھی فضیلتوں کا ذکر آیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ تمام فضیلتیں ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ میں سب مجتمع ہو گئی ہیں۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ دیگر پیغمبر علیہم السلام ان سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ یا ان سے یہ فضیلتیں چھین کر حضور اکرم ﷺ کو دے دی گئی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جتنے بھی معجزات ہیں' ان کی جتنی بھی فضیلتیں ہیں' وہ صرف بنی اسرائیل پر نعمتوں کے اتمام کی علامت ہیں۔ انہیں معجزات اللہ نے دیئے تھے' بنی

Marfat.com

اسرائیل پر اتمامِ حجت کیلئے۔ اب وہ تشریف لائیں گے تو حضور اکرم ﷺ کے اُمتی کی حیثیت سے اور یہ تمام فضیلتیں حضور اکرم ﷺ کے ماتحت ہو کر آئیں گی۔ مرزا غلام احمد صاحب نے خواہ مخواہ سستی جذباتیت پیدا کر کے پہلے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا انکار کیا' پھر ان کے زندہ ہونے کا انکار کیا' پھر ان کے معجزات کا انکار کیا تا کہ وہ خود کوئی معجزہ نہ دکھا سکیں جیسا کہ ہرگز نہیں دکھا سکتے تھے تو کوئی اعتراض نہ ہو سکے۔

پھر غور کر لیں کیا آج تک کوئی ایسا نبی اللہ نے بھیجا ہے جو بھیجا تو گیا ہو برطانیہ میں اور وحی وصول کرتا ہوں جاپانی زبان میں' پیدا تو ہوا چین میں اور وحی وصول کرتا ہو فرانسیسی زبان میں' بھیجا تو گیا ہو عرب میں لیکن وحی وصول کرتا ہو پنجابی زبان میں۔ مرزا صاحب! کیسے نبی ہیں' پیدا ہوئے اور بھیجے گئے پنجاب میں اور وحی وصول کرتے ہیں عربی میں۔

غلام احمدیوں کو ایک اور مسحور کن بات سے بھی ترنگ میں رکھا جاتا ہے کہ دیکھو! اگر ہم غلط ہوتے تو ہمارا فرقہ زندہ نہ رہتا' یہ کب کا ختم ہو چکا ہوتا' اس فرقہ کا قائم رہنا ہی اس کی سچائی کی دلیل ہے' وغیرہ وغیرہ۔

غلام احمدی حضرات سے التماس ہے کہ وہ اس خوش فہمی میں بالکل نہ رہیں کہ چونکہ ان کا فرقہ قائم ہے' اس لیے وہ ٹھیک ہیں۔ فرقہ کی حیثیت سے قائم رہنا سچائی کی کوئی دلیل نہیں۔ فرقہ کی حیثیت سے تو خارجی بھی زندہ رہے بلکہ ہزاروں سالوں تک پوری اُمت میں دندناتے رہے۔ ابن مقنع کے پیروکار' فرقہ راوندیہ کے پیروکار' فرقہ درشنیہ کے پیروکار' سب زندہ رہے' موجودہ دور میں امریکہ میں شیطان کے پجاریوں کا ایک نیا مذہبی فرقہ عرصے سے زندہ ہے۔ اکٹھے خودکشی کرنے والے' ہندو بت پرست' تاؤمت کے پجاری' شنتومت کے پجاری' سب ہماری آنکھوں کے سامنے قائم و دائم ہیں۔ حتیٰ کہ یہودی بھی زندہ قائم و دائم ہیں جن پر اللہ کی طرف سے مستقل لعنت ذلت و مسکنت

طاری کر دی گئی ہے' یہ سب قائم ہیں' سچائی کی یہ کوئی علامت نہیں۔ اللہ کی مشیت اور سنت جسے چاہتی ہے زندہ رکھتی ہے' نمونۂ عبرت کے طور پر کہ دیکھو' دنیا میں اس قسم کی کج بحثی اور کم عقلی بھی انسان سے سرزد ہو سکتی ہے۔ اور وہی انسان جو اپنی عقل و دانش سے اشرف المخلوقات ہے' اُسی کی کج روی سے کیسے قعر مذلت میں گرتا ہے۔ دیکھو اور بطورِ عبرت دیکھتے رہو۔

مرزا غلام احمد کے دعویٔ نبوت کو اگر خالصتاً فلسفیانہ تناظر میں بھی دیکھیں تو کسی اُمت میں کسی نبی کی آمد سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اُمت ایک گھٹنے چلتے بچے سے زیادہ صلاحیتCalibre کی مالک نہیں۔ نبی آ کر اس گھٹنے چلتے اور چُسنی پیتے بچے کی انگلی پکڑ کر اسے چلانا سکھاتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرزا صاحب کے اس سارے دعویٰ کا اسی نکتہ نگاہ سے جائزہ لیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے اُس وقت تشریف لائے' جب اُسے عقل استقرائیہ کے قابل بنانے کا وقت آ چکا تھا۔ حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین نے عین اس وقت تشریف لا کر پوری بنی نوع انسانیت کی انگلی پکڑ کر اسے چلنا سکھا دیا اور اسے بچپن سے نکال کر جوانی کی شاہراہ پر گامزن فرما دیا۔ حضور اکرم ﷺ کی بنی نوع انسانیت پر یہ سب سے بڑی رحمت ہے۔ اسی طرح نبی کی آمد سے مراد اللہ کی طرف سے آخری حجت کی آمد ہوتی ہے وہ Final Authority ہوتا ہے۔ پھر اس کے سامنے کوئی عقل' کوئی دانش' کوئی مرضی' کچھ نہیں چلتی' اس کی بات آخری ہوتی ہے۔ کوئی بحث نہیں' کوئی تکرار نہیں' کوئی اختلاف کی گنجائش نہیں' سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں' عقل و دانش کے تمام سُوتے' اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد اب کسی نبی کی آمد سے مراد یہ ہے کہ جوان ہونے والی اُمت کو پھر بچہ بنا کر گھٹنوں کے بل چلایا جائے۔ پھر اس کی انگلی پکڑ کر اس کی نئے سرے سے رہنمائی کی جائے' یعنی اس سے کہا جائے کہ وہ پندرہ سو

Marfat.com

سالہ سفر لوٹا کر پھر سے صفر سے آغاز کرے۔ عقل و دانش بند، فکر و آگہی بند، تعلیم و تعلم، سیکھنا سکھانے کا فطری عمل بند۔ یہی وجہ ہے کہ اُمت میں رہنما، لیڈر، قائد نے تو آنا ہے، یعنی مسیح یا مہدی نے تو آنا ہے لیکن ''نبی'' نے نہیں، جس نے بھی آنا ہے اب اُمتی بن کر آنا ہے، نبی بن کر نہیں۔ ''وحی'' کے ساتھ نہیں ''الہام'' کے ساتھ، ان کی آمد ثانی کو اسی لیے حضور اکرم ﷺ کی شریعت کے ماتحت کہا گیا ہے۔ یہی وحی اور الہام میں فرق ہے۔ ''وحی'' نبی پر آتی ہے، وہ قطعی رہنمائی ہے، وہ صرف بے چون و چرا ایمان اور اتباع کی مقتضی ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں الہام Final اور قطعی نہیں۔ الہام ملہم کیلئے تو حجت ہوسکتا ہے، پوری اُمت کیلئے نہیں جبکہ وحی سب کے لیے حجت ہوتی ہے۔

جوان ہو چکنے والی اُمت مسلمہ کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب نے کیسی بچوں والی حرکت کی کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا، یعنی اُمت سے کہنے لگے: جوانی سے پیچھے ہٹو۔ پھر سے بچہ بن کر گھٹنوں کے بل چلنے لگو۔ یعنی تحرک اور عمل کا درس دینے کے بجائے وہ اُمت کو سلانے کی کوشش کرنے لگے، لیکن ابھی اُمت اتنی بھی گئی گزری نہ تھی کہ زہر اور تریاق کا فرق نہ سمجھ سکتی۔ اُمت نے ان کا جھوٹا دعویٰ یکسر مسترد کر دیا، خود آزادی حاصل کی، خود ترقی کی، خود اپنا نظام قائم کیا، بُرا بھلا جیسا بھی چلایا خود ہی چلایا اور چلا رہی ہے، چھوٹی موٹی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں، یہ کوئی انوکھی باتیں نہیں، ٹھڈے ٹھوکریں کھا کھا کر سنبھلنا، عین فطری بات ہے۔ سیکھنے سکھانے اور اصلاح کرنے کے اس فطری عمل کی شاہراہ پر وہ ڈیڑھ ہزار سال سے گامزن ہے، اس شاہراہ پر حضور اکرم ﷺ ہی چلا کر گئے تھے۔ اپنی تمام تر غلطیوں، خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود اُمت مسلمہ نے حضور اکرم ﷺ کی خاتمیت پر کبھی کوئی زد نہیں آنے دی، یہی ان کی کامیابی ہے کہ انہوں نے مرکز کبھی نہیں چھوڑا، سارے حضور اکرم ﷺ کی مرکزیت کے گرد لوہ چون کی طرح چمٹے رہے۔ تمام فرقے حضور اکرم ﷺ کے گرد بہر حال Intact رہے۔ لیکن احمدیت نے تو

Marfat.com

اس مرکزیت پر ہی حملہ کر دیا۔ انہوں نے تو خاتمیت ہی حضور اکرم ﷺ سے چھین کر مرزا غلام احمد کو دے دی۔ اس طرح انہوں نے تاریخ میں پہلی بار فرقہ بنانے کے بجائے اُمت توڑنے کی بدترین حرکت کی۔ اور پھر پوچھتے ہیں کہ ان کا جرم کیا ہے؟

قسم ہے اس بزرگ و برتر ذات کی جس کے قبضے میں ہماری جان ہے۔ اے غلام احمدیو! آپ لوگوں نے تو حضور اکرم ﷺ کی توہین کا وہ جرم کیا ہے جس کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے تو حضور اکرم ﷺ سے (میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں!) ان کا اپنا آپ ہی چھین لیا ہے۔ آپ نے ان ﷺ کی مرکزیت ہی اُچک لی' جب حضور اکرم ﷺ خود ہی مرزا صاحب کی شکل میں تشریف لے آئے تو اب مرزا غلام احمد ہی مرکز ہو گئے نہ کہ اصل حضور اکرم ﷺ۔ جب مرزا صاحب ہی حضور اکرم ﷺ کی تکمیلی شکل میں یعنی اشاعت دین کی تکمیل کیلئے ظہور پذیر ہو گئے ہیں تو اصل کی اب کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟ اب مرجع محمد ﷺ عربی نہیں بلکہ مرزا صاحب ہو گئے۔ اب مرکز نگاہ محمد ﷺ مدنی نہیں مرزا صاحب بن گئے' اب رجوع مدینہ کی طرف نہیں قادیان کی طرف ہو گیا۔ آپ نے تو اسلام کی جڑ پر ہی حملہ کر دیا۔ آپ نے تو بنیاد ہی ڈھا دی۔ آپ نے تو محور ہی بدل کر اُمت ہی نئی بنا ڈالی۔ آپ نے ظلم در ظلم یہ کیا ہے کہ نہ صرف مرزا صاحب کو حضور اکرم ﷺ کی عظمت و شان میں شریک کیا بلکہ مرزا صاحب کی شان دوچند کر دی۔ اب آپ لاکھ کہتے رہیں کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں' مرزا صاحب تو صرف ماتحت نبی ہیں' وہ تو ظلی ہیں' بروزی ہیں' اُمتی ہیں' وغیرہ۔ لیکن افسوس ایسی مناظراتی چالیں بھی آپ لوگوں کی گھٹی میں ڈال دی گئی ہیں کہ کئی کئی پوزیشنیں اکٹھی لے کر آگے بڑھو۔ اعتراض آئے تو مرزا صاحب اُمتی نبی ہیں' حضور اکرم ﷺ کے خادم اور غلام ہیں' اگر کوئی مان لے اور جب کوئی مرزا صاحب کو نبی مان لے تو لامحالہ اس نتیجے پر پہنچ کر ہی مانے گا کہ مرزا صاحب حضور اکرم ﷺ کے مشن کی تکمیل کیلئے

Marfat.com

آئے ہیں۔ یعنی حضور اکرم ﷺ نعوذ باللہ ادھورے تھے' ان کی تکمیل مرزا غلام احمد نے آ کر کر دی اور حضور اکرم ﷺ تو صرف ہلال تھے اصل بدرِ کامل تو مرزا صاحب ہیں' وغیرہ۔ یہ بات تسلیم نہ کی جائے تو پھر مرزا صاحب کی آمد اور ان کی ''نبوت'' کی ضرورت ہی ثابت نہیں ہوتی۔

غلام احمدی حضرات پھر ایک بار سوچو! ہم نے حضرات ابوبکر' عمر' عثمان' علی رضوان اللہ اجمعین کو بھی حضور اکرم ﷺ والا مقام نہیں دیا۔ ہم نے تو حضرات حسن و حسین' باقر' جعفر اور دیگر ائمہ کرام اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہ مقام نہیں دیا' ہم نے تو تابعین' تبع تابعین' شہداء' صلحاء' غوثوں' قطبوں' ابدالوں' قلندروں اور ولیوں کو بھی یہ مقام نہیں دیا' ہم نے تو فرقہ فرقہ ہو کر' ٹکڑے ٹکڑے ہو کر' گروہ در گروہ' جماعت در جماعت تقسیم ہو کر' غلو در غلو کر کے' اپنے اپنے بزرگوں کی پوجا پاٹ کر کے بھی کسی کو حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ (میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں) کا مقام دینا تو کیا پاسنگ ہونا بھی قرار نہیں دیا۔ اور اے غلام احمدیو! تم لوگوں نے ایک ہی جھٹکے میں ایک گورداسپوری جونیئر کلرک' انگریز مسیحیوں کے ادنیٰ غلام اور محمد شاہ رنگیلے کے ایک بیٹے کو حضور اکرم ﷺ کے برابر کر دیا بلکہ حضور اکرم ﷺ ہی بنا دیا۔ نعوذ باللہ! پھر کہتے ہو کہ تمہیں اُمت مسلمہ نے اپنے سے الگ کیوں کاٹ کر پھینک دیا ہے' تم نے تو اپنی جڑ ہی کاٹ لی' عمارت کی بنیاد پر ہی حملہ کر دیا' تم نے تو سرچشمۂ ہدایت بدل لیا' تم نے تو مرکز ہی دوسرا بنا لیا' تم نے تو اپنا قبلہ ہی تبدیل کر لیا' تم نے تو وہ شاخ ہی کاٹ لی جس پر تم بیٹھے تھے۔

اور اب ایک آخری بات کاش یہ بات صرف یہی بات ہی تم لوگوں کی آنکھیں کھولنے' رونگٹے کھڑے کر دینے کیلئے کافی ہو کہ اگر تمہارے مذہب میں ذرا سی بھی سچائی کا عنصر ہوتا تو تمہیں کبھی بھی اور کسی صورت بھی حرمین شریفین کی حاضری سے روکا نہ جا سکتا' خود مشیت ایزدی نے تمہیں دھتکار دیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

Marfat.com

باب 8:

حواشی

حوالہ جات

اور تشریحات

Marfat.com

1: تاریخ پیدائش

مرزا غلام احمد صاحب کی اپنی تصریحات کے مطابق ان کی تاریخ پیدائش 1839ء یا 1840ء ہے' لیکن بعد میں ان کے اپنے خاندان میں ان کی تاریخ پیدائش کی تعیین میں اختلاف رونما ہوئے' ان کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد نے ''سیرتِ مہدیؑ'' میں پہلے ان کی تاریخ پیدائش 1836ء یا 1837ء قرار دی۔ (سیرتِ مہدی 2/150) پھر کچھ سوچ بچار کے بعد 13 فروری 1835ء قرار دی۔ (سیرتِ مہدی 3/76) پھر ایک اور حساب سے 1831ء قرار دی۔ (حوالہ مذکور صفحہ 74) معراج دین نے اسے 7 فروری 1832ء قرار دیا۔ (حوالہ مذکور صفحہ 302) کچھ اور لوگوں کے مطابق یہ 1833ء یا 1834ء ہے۔

(حوالۂ مذکور صفحہ 194)

اگر مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش 1839ء تسلیم کر لی جائے جو انہوں نے خود بتائی ہے تو اُن کی عمر 64 سال بنتی ہے (1839ء پیدائش اور 1908ء وفات) اور یہی بات ان کے صاحبزادوں کو قبول نہیں۔ اصل میں چھٹی صدی ہجری کے ایک بزرگ نعمت اللہ ولی نے اپنی ایک نظم میں مستقبل کے بارے میں کچھ پیش گوئیاں کی تھیں۔ اس میں کہا گیا تھا کہ 13 صدی کے آخر میں یا 14 صدی کے آغاز میں مسلمانوں میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو شریعت کو زندہ کر دے گا۔ مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ وہی شخص ہیں۔ نظم کے ایک شعر میں یہ بھی پیش گوئی کی گئی تھی کہ اپنے ظہور کے بعد وہ چالیس سال

Marfat.com

تک زندہ رہے گا۔ مرزا صاحب نے اس لفظ کے معنی پر تبصرہ کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چالیس سال کی عمر میں مامور کیا گیا ہے اس لیے ان کا ظہور چالیس سال کی عمر سے تسلیم کیا جانا چاہیے اور وہ آئندہ چالیس سال مزید زندہ رہیں گے۔ اس طرح وہ تقریباً اسّی سال کی عمر میں فوت ہوں گے۔ (نشانِ آسمانی صفحہ 15) بعد میں انہوں نے پھر کہا کہ انہیں وحی آئی ہے: ''اطال اللّٰہ بقائك'' اسّی پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم' یعنی اللہ نے مجھے ایک لمبی عمر عطا کی ہے' 84 یا 85 سال یا اس سے چار پانچ سال کم۔ 1902ء کی طبع شدہ کتاب تحفۂ گولڑویہ میں انہوں نے پھر دعویٰ کیا کہ خدا نے ان سے کہا ہے: ''ثمانین حولاً او قریباً من ذلك او تذید علیه سنینا وترٰی نسلا بعیدا'' یعنی تیری عمر اسّی برس ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 26) اس طرح ان کی وحی کے مطابق انہیں 75 سال سے 85 سال کے درمیان وفات پانا تھی۔ اس سلسلے میں بھرپور کوششیں کی گئیں کہ کسی نہ کسی طرح مرزا صاحب کی عمر کم از کم 75 سال تو ثابت ہو جائے۔

''سیرتِ مہدی'' کے مصنف مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد جب مرزا صاحب کی سوانح حیات لکھ رہے تھے تو انہیں ایک قادیانی مبلغ مولوی عبدالرحیم درد ایم اے کا خط موصول ہوا۔ جس میں انہوں نے مرزا بشیر احمد کی تحقیق پر انہیں شاباش دی کہ آپ مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش کے بارے میں کمال تحقیق کر کے اسے صحیح خطوط پر آگے بڑھا رہے ہیں' آپ مزید کوشش کر کے اسے کسی نہ کسی طرح 1836ء یا 1837ء کے درمیان لے آئیں۔ مولوی درد صاحب نے مرزا صاحب کی 80 کے قریب عمر والی تمام پیشین گوئیوں اور وحیوں کا حوالہ دیتے ہوئے اربعین 3/36' تحفۂ گولڑویہ صفحہ 29' ازالۂ اوہام صفحات 634 تا 638 لکھا کہ مرزا صاحب کی ان تمام بیان کردہ پیشین گوئیوں کا مطلب یہ ہے کہ:

Marfat.com

''ظاہرہ الفاظ سے عمر 74 سے 86 کے درمیان آتی ہے' اگر ہجری یا انگریزی کیلنڈر سے مرزا صاحب کی عمر اس کے درمیان کہیں طے ہو جائے تو پیشین گوئی پوری ہو جائے گی۔ کوئی حرج نہیں اگر یہ 1836ء یا 1837ء کے درمیان ثابت ہو جائے''۔ (سیرت مہدی جلد 3 صفحہ 76-187-188) چنانچہ مرزا بشیر احمد نے اسے 13 فروری 1835ء قرار دے کر ہجری سن کے حساب سے مرزا صاحب کی عمر 75 سال بنا دی۔

لیکن لائیڈن کے مطابق (1/30 طبع 1979ء) مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش 1255/1839 ہے۔ The Ahmadiya Movement)H.A. Walter W.C. (Indian Islam P:226, dated:1930)M.Titus(1918 Smith(Modern Islam in India P:298, dated:1946) نے بھی اسی تاریخ پیدائش کو تسلیم کیا ہے۔ محمد علی (The Religion of Islam' طبع 1936 لاہور' خیر البشر 1917) کمال الدین: (The Ideal Prophet لندن 1925۔ Islam and Christianity طبع 1932) وغیرہ نے بھی یہی تاریخ پیدائش تسلیم کی ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ پاکستان نے فیصلہ پٹیشن نمبر 1984 17/1 اور نمبر 1984 2/L بتاریخ 28 اکتوبر 1984 نے مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش 1839ء یا 1840ء لکھی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر چونکہ خود مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی تاریخ پیدائش یہی بتائی ہے' اس لیے ہم نے اسی تاریخ کو قبول کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

2: براہین احمدیہ

1879ء میں مرزا غلام احمد صاحب نے ایک رسالہ میں اشتہار دیا کہ وہ پچاس جلدوں میں ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ وہ اس میں تین سو ایسے دلائل پیش کریں گے جن سے عیسائیت اور ہندومت پر اسلام کی فوقیت ثابت ہو جائے گی۔ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس کتاب کی قیمت یا چندہ انہیں پیشگی روانہ کر دیں کیونکہ ان کے پاس اسے چھپوانے کے پیسے نہیں ہیں' انہوں نے اپنی کتاب (حقیقۃ الوحی صفحہ 337) میں بتایا کہ جب انہوں نے ''براہین احمدیہ'' کی پہلی جلد لکھ لی تھی تو ان کے پاس اسے چھپوانے کیلئے رقم نہ تھی۔ اس پر انہوں نے اللہ سے دعا کی' انہیں الہام ہوا کہ اس کے لیے خطوط لکھو' انہوں نے ایسا ہی کیا تو انہیں مختلف ذرائع سے رقم مل گئی۔

بہت سے لوگوں نے کتاب کی رقم پیشگی روانہ کر دی لیکن 1884ء تک ''براہین احمدیہ'' کی چار جلدیں چھپ سکیں' ابھی کتاب بالکل نامکمل تھی۔ بیس سال سے زائد عرصہ گزر گیا اس دوران انہوں نے 80 کے قریب اور بہت سی کتابیں لکھ دیں لیکن ''براہین احمدیہ'' کی پانچویں جلد مکمل نہ ہو سکی' آخر رقم پیشگی ادا کرنے والوں کی طرف سے سخت احتجاج اور شدید تنقید (ملاحظہ ہو! براہین احمدیہ 5/1) کے بعد اسے 1905ء میں شائع کیا گیا۔

1882ء میں پہلی جلد 82 صفحات پر مشتمل تھی۔ 1970ء کے ایڈیشن میں اس کے

Marfat.com

صرف 25 صفحات بنے۔ اس میں صرف یہ ذکر تھا کہ کتاب لکھنے کی کیوں ضرورت پڑی۔ چند نظمیں تھیں۔ چندہ دینے والوں کی فہرست تھی اور ایک اشتہار تھا کہ اُسے دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا جو اپنی مذہبی کتابوں سے اس کتاب کے ایک بٹا پانچ دلائل (آئندہ جب کبھی پیش کیے جائیں) توڑ کر دکھا سکے۔ ''براہین احمدیہ'' کی دوسری جلد صرف 55 صفحات کی تھی (نئے ایڈیشن میں 40 صفحات) اور یہ صرف ''پیش لفظ'' پر مشتمل تھی۔ تیسری جلد 143 صفحات کی تھی (نئے ایڈیشن میں 100 صفحات) یہ 1882ء میں شائع کی گئی تھی۔ چوتھی جلد 1884ء میں شائع ہوئی اور اس کے 282 صفحات تھے جو نئے ایڈیشن میں صرف 191 صفحے بن سکے۔

(تاریخ اشاعت کیلئے دیکھئے: مرزا بشیر احمد: سیرت مہدی 2/151)

پہلے کتاب کی قیمت مسلمانوں کیلئے 10 روپے اور دوسروں کیلئے 25 روپے رکھی گئی (دیکھئے: براہین احمدیہ تیسری جلد ایڈیشن 1970ء ٹائٹل کی پشت) دو جلدوں کی اشاعت کے بعد مسلمانوں کیلئے اس کی قیمت 10 سے 15 روپے اور دوسروں کے لیے 100 روپے کر دی گئی۔ (حوالہ مذکور صفحہ 67)

پانچویں جلد کے صفحہ 1 پر مرزا صاحب نے پھر ایک بار دُہرایا کہ وہ اس کتاب کو 50 جلدوں میں لکھنا چاہتے تھے اور اس سلسلہ میں بہت سے لوگوں کی طرف سے رقم وصول ہوئی تھی لیکن پچاس کی بجائے پانچ جلدوں میں ہی ان کا وعدہ پورا ہو گیا ہے' کیونکہ 50 اور 5 میں صرف صفر کا فرق ہے اور صفر کی کیا حیثیت ہے؟

(ملاحظہ ہو: براہین احمدیہ جلد 5 صفحہ 1)

اُس دور میں چونکہ انگریزی حکومت قائم تھی اور عیسائی مبلغ دندناتے پھر رہے تھے' اس لیے اکثر مسلمانوں نے مرزا صاحب کی طرف سے کتاب کی اشاعت کے اشتہارات میں خاصی دلچسپی لی تھی کہ مرزا صاحب کے وہ کون سے تین سو دلائل ہوں گے

Marfat.com

جن کے توڑنے پر 10 ہزار روپے کا انعام رکھا گیا ہے۔ پھر بھی مرزا صاحب چندوں اور پیشگی وصول ہونے والی رقوم پر شاکی رہے۔ انہوں نے معاشرہ کے امیر طبقات پر خاص طور پر تنقید کی کہ وہ اس میں کیوں خاطر خواہ حصہ نہیں ڈال رہے' حالانکہ کئی افراد نے اکیلے ہی ایک ہزار اور 500 روپے یکمشت یا قسطوں میں مرزا صاحب کو بھجوائے جو آج کل کے حساب سے بلا مبالغہ لاکھوں روپے بنتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: براہین احمدیہ جلد 1' 1970ء ایڈیشن' پبلشرز نوٹ) مرزا صاحب کی پیسوں میں دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے خود اعتراف کیا کہ ان کے تین لاکھ الہامات میں سے پچاس ہزار الہام پیسوں کے بارے میں ہی ہیں کہ وہ کب اور کیسے وصول ہوں گے۔

''براہین احمدیہ'' میں مرزا صاحب نے عیسائیت اور ہندومت پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کیلئے تین سو دلائل تو کیا پیش کرنے تھے' صرف اپنی برتری ثابت کرتے رہے۔ ہر دوسرے فقرہ میں اپنے منہ میاں مٹھو بن کر اپنے الہامات کے تواتر پر رطب اللسان ہی رہے۔ پہلے یہی ثابت کرتے رہے کہ الہامات اور وحی آتی ہی اُس پر ہے جو اس کا اہل ہو (ان کا دعویٰ ہے کہ وہی سب سے زیادہ اہل ہیں) تیسری اور چوتھی جلد میں انہوں نے اپنے ان الہامات اور نظریات کو بتکرار پیش کیا جن کی رُو سے آئندہ انہوں نے اپنے آپ کو مسیح موعود اور مہدی معہود ثابت کرنا تھا' ویسے تیسری جلد میں وہ اپنے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ فرما چکے تھے۔ (ملاحظہ ہو: سیرت مہدی 2/151) چوتھی جلد میں انہوں نے بتا دیا کہ انہیں ''مجددیت'' کا نشان مل چکا ہے (ملاحظہ ہو: براہین احمدیہ 4/502' اور عبدالقادر حیات طیبہ صفحہ 69) اور آخری جلد تک پہنچتے پہنچتے وہ ''نبی'' بن چکے تھے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

3: لاہوری گروپ

مرزا غلام احمد 1908ء میں فوت ہوئے تو مولوی نورالدین کو ان کا خلیفہ بنایا گیا' ان کی حیات تک احمدی ایک جماعت ہی رہے۔ 1914ء میں مولوی نورالدین کی وفات ہوئی تو ایم محمد علی نے احمدی جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے ایک نیا گروپ تشکیل دیا' یہ لاہوری جماعت کہلاتی ہے۔

جماعت احمدیہ سے لاہوری گروپ کا بنیادی اختلاف یہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے' ان کا مؤقف ہے کہ مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا' وہ مرزا صاحب کو صرف مسیح موعود' مہدی موعود' مجدد اور محدث مانتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ مرزا صاحب کی مختلف کتابوں کے حوالے دیتے ہیں' مثلاً ازالۂ اوہام' نشان آسمانی' آئینہ کمالاتِ اسلام' حمامۃ البشریٰ' ایام الصلح وغیرہ کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں۔

فیڈرل شریعت کورٹ پاکستان میں لاہوری گروپ کے کیپٹن عبدالواجد نے اس سلسلہ میں ایک شریعت پٹیشن No: 2/L 1984 داخل کی کہ لاہوری گروپ کو غیر مسلم قرار نہ دیا جائے جس طرح کہ قادیانیوں کو قرار دیا گیا ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ میں سماعت کے دوران جب ان سے کہا گیا کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں ان کی 1901ء سے 1908ء کے دوران لکھی گئی کتابوں' خاص طور پر ''ایک غلطی کا ازالہ''

سے اپنا نکتہ ثابت کریں تو وہ یہ نہ کر سکے۔ کیپٹن عبدالواجد ان ہی پرانی کتابوں ازالۂ اوہام' نشان آسمانی وغیرہ سے ہی ایسے حوالے پیش کرتے رہے جو غیر متعلقہ تھے۔

انہوں نے لاہوری گروپ کی ممبر کی حیثیت سے یہ بھی بتایا کہ لاہوری گروپ منکر مرزا کو "کافر" نہیں سمجھتا جیسا کہ قادیانی حضرات سمجھتے رہے ہیں۔ ان کے نزدیک کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہے' لیکن جب ان سے پوچھا گیا کہ جو مرزا غلام احمد کو کافر سمجھتا ہو' اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ ایسا شخص کافر ہے۔

(ملاحظہ ہو: Judgement of the Federal Shariat Court In Shariat Petitions. No: 17/1 of 1984, No:2/L of 1984, Published by Ministry of Religious Affairs and Minorities Affairs Government of Pakistan, Islamabad. P:75)

فیڈرل شریعت کورٹ نے فیصلہ میں لکھا: "یہ دونوں بیانات ہی بے بنیاد ہیں۔ مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ واضح درج ہے کہ انہوں نے نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ لاہوری گروپ کے بانی ایم محمد علی نے 1914ء تک انہیں نبی تسلیم بھی کیا اور اس سن میں وہ احمدی جماعت کی مرکزی تنظیم سے علیحدہ ہوئے۔ اس سلسلہ میں عبدالقادر کی لکھی گئی مرزا صاحب کی سوانح "حیاتِ طیبہ" کے صرف دو حوالے ہی کافی ہیں۔ صفحہ 299 پر لکھا ہے کہ مولوی کرم الدین کیس میں 1904ء میں محمد علی مدعی کی طرف سے پیش ہوئے اور کہا:

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے' مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے"۔

صفحہ 300 پر ایم محمد علی کے اخبار "پیغامِ صلح" بتاریخ 16 اکتوبر 1913ء کا ایک اقتباس بھی درج کیا گیا ہے:

"ہم حضرت مسیح موعود و مہدی موعود کو اس زمانے کا نبی' رسول اور نجات

Marfat.com

دہندہ مانتے ہیں"۔

ان اقتباسات سے صاف ظاہر ہے کہ ایم محمد علی بھی اور ان کے ساتھی بھی مرزا صاحب اور ایم نورالدین کی زندگی میں مرزا صاحب کو نبی مانتے تھے۔ احمدیوں کی عمومی تنظیم سے علیحدگی کے بعد ہی ایم محمد علی نے نبوت کے دعویٰ کے بارے میں مختلف مؤقف اختیار کیا جبکہ ان کا اپنے آپ کو اُمت کا ایک رکن بتانا ایک دروغ گو کا عمل ہے۔

مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ اس وقت بھی لگایا گیا تھا جب ان کا دعویٰ مہدی موعود اور مسیح ہونے تک محدود تھا۔ یہی فتویٰ ان کے پیروکاروں پر بھی لاگو تھا' مولانا محمد حسین بٹالوی جنہوں نے "براہین احمدیہ" کے کچھ حصے لکھنے پر مرزا صاحب کی بہت تعریف کی تھی' وہی مرزا صاحب کے ان دعوؤں پر جلد ہی ان سے برافروختہ ہو گئے اور ان کے سخت مخالف بن گئے۔ انہوں نے نہ صرف خود ان پر کافر ہونے کا فتویٰ جاری کیا بلکہ اس پر ہندوستان کے تمام علاقوں کے علماء کے دستخط بھی حاصل کیے۔

(عبدالقادر: حیاتِ طیبہ صفحہ 132)

تاہم ان فتوؤں سے متاثر ہوئے بغیر اس نکتہ پر معروضی انداز میں بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ مرزا صاحب کی تحریروں اور ان کے جانشینوں کے حوالوں سے یہ بات طے ہے کہ مرزا صاحب نے نبی ہونے کا غیر مبہم دعویٰ کیا تھا' اور ان تمام کی مذمت "کافر" کہہ کر کی تھی جنہوں نے ان کا دعویٰ قبول نہیں کیا تھا۔ چنانچہ جو لوگ ایک کافر کی پختہ کفر کاریوں پر آنکھیں بند کر لیں اور اسے مامور من اللہ' مجدد' مسیح موعود' مہدی سمجھیں' جو وہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ تو خود دائرۂ اسلام سے خارج ہے' ایسے لوگوں کے بارے میں اسلام کا کیا نظریہ ہے؟ کیا کفر کی حمایت کافرانہ عمل نہیں ہے؟

اسلام کا طے شدہ اصول ہے کہ جو کفر کو اچھا گردانے' اس سے متفق ہو یا اس پر

Marfat.com

شاداں و فرحاں ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مولانا انور شاہ کشمیری: اکفار الملحدین صفحہ 59)
بحرالرائق جلد 5 صفحہ 24 میں بھی کہا گیا ہے کہ جو کوئی یہودی ربی کے وعظ کے بارے میں اچھی رائے رکھے یا کسی لفظ کے واضح معنی کے بجائے تاویل کے ذریعے مختلف تشریح کرے، وہ غیر مؤمن ہے۔ مرزا صاحب نے اسی اصول کو ذرا مزید سختی کے ساتھ اس طرح پیش کیا تھا، جب انہوں نے کہا تھا: ''ایک ایسا شخص جو کافر کو مؤمن کہے، خود کافر ہو جاتا ہے''۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 164)

قرآن مجید کی آیت کریمہ 2/256 اس سلسلہ میں تائیدی حکم رکھتی ہے:

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللّٰہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا واللّٰہ سمیع علیم O

''دین کے معاملہ میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے، صحیح بات غلط سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے، اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے''۔

قرآن مجید میں ''طاغوت'' کا لفظ بہت سے مقامات پر اللہ کے متضاد کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اسی لفظ کو مندرجہ بالا آیت کریمہ اور آیت: 16/36، اور آیت: 4/76 میں دیکھئے۔ یہ شیطان، جادوگر، کاہن یا ایسا جو راہِ حق سے بھٹکا دے، کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جوہری نے لکھا ہے:

والطاغوت الکاھن والشیطان و کل رأس فی الضلال ۔

''طاغوت ایک کاہن ہے، شیطان ہے یا ایسا جو بھٹکا دے''۔

یہ الفاظ ''کل رأس فی الضلال'' ایسا جو راہِ حق سے بھٹکا دے، اپنے اندر ہر شخص

کو شامل کیے ہوئے ہیں جو ایسے مذہب کا بانی ہو جس سے لوگ بھٹک جائیں۔ یا کوئی ایسا نظریہ جو صراطِ مستقیم سے ہٹا دے۔

(دیکھیے: ضیاء القرآن از پیر محمد کرم شاہ جج سپریم کورٹ شریعت بنچ' جلد 1 صفحہ 179-180)

لفظ طاغوت کی جو آیت 2/256 میں استعمال کیا گیا ہے' اُس کی مختلف مفسروں نے مختلف انداز میں تفسیر کی ہے۔ پکتھال نے اسے جھوٹا معبود (False Deity) کہا ہے۔ آربری نے اس کا ترجمہ ''بت'' (Idol) کیا ہے۔ مولانا محمود الحسن کا ترجمہ ہے: ''گمراہ کرنے والا'' یہی ترجمہ سب سے زیادہ مناسب اور سب مفاہیم کا نمائندہ ہے۔ اس میں وہ شخص شامل ہے جو کافرانہ مذہب کی بنیاد رکھے۔

کسی بھی مؤمن یا مسلم کی یہ خوبی ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے اور طاغوت کا انکار کرے یا اس پر ایمان نہ لائے اور طاغوت میں جھوٹا نبی شامل ہے۔ پس ایسا شخص جو ایک ایسے جھوٹے نبی کا منکر نہ ہو' جس نے بھٹکا دیا ہو' ایک ایسے مذہب کی بنیاد رکھ دی ہو جو اسلام سے انحراف پر مبنی ہو' وہ اللہ پر ایمان رکھنے کے باوجود مسلماں نہیں ہو سکتا۔ ایسا شخص جو طاغوت پر ایمان رکھتا ہے اور ساتھ ہی اللہ پر بھی' اس کا معاملہ تو اور بھی بدتر ہے۔ کسی بھی رورعایت سے اسے مسلمانوں کے برابر نہیں رکھا جا سکتا ''سدِ ذرائع'' کے اصول کے مطابق اس کو افتراق سے بچانے کیلئے ایسے گمراہ شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جانا چاہیے تاکہ طاغوت پر اس کے ایمان کی زہرناکی کی وجہ سے اُسے مسلم اُمہ سے دور رکھا جا سکے۔ (فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ: حوالہ مذکور صفحہ 75 تا 78)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

4: مرزا طاہر احمد

چوتھے سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی جماعت کے بانی' مرزا غلام احمد کے پوتے اور مرزا بشیر الدین محمود کے بیٹے تھے۔ مرزا طاہر احمد 18 دسمبر 1928ء کو قادیان' بھارت میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج' لاہور سے گریجویشن کے بعد سکول آف افریقن اینڈ اورینٹل سٹڈیز لنڈن یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہے۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف تھے اور ہومیو پیتھک طریق علاج میں بھی شہرت رکھتے تھے۔ 1984ء سے وہ لنڈن میں جلاوطنی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ 74 سال کی عمر میں صبح 9 بج کر 30 منٹ پر بعارضہ بخار 22 اپریل 2003ء کو لنڈن میں انتقال کیا۔

☆☆☆☆☆

5: مرزا مسرور احمد

پانچویں سربراہ مرزا مسرور احمد' قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد کے پوتے اور مرزا منصور احمد کے بیٹے ہیں' آپ 15 ستمبر 1950ء کو پیدا ہوئے۔ فیصل آباد زرعی یونیورسٹی پاکستان سے ایگری کلچر میں MSC کیا۔ مرزا طاہر احمد کی وفات کے بعد 23 اپریل 2003ء کو انہیں قادیانی جماعت کا پانچواں خلیفہ چنا گیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

6: جہاد

مرزا غلام احمد نے سن 1900ء میں ہر قسم کا جہاد بلا استثناء منسوخ کرنے کا اعلان کیا۔ انہوں نے اپنی کتاب ''اربعین'' جلد 4 صفحہ 15 میں لکھا کہ وہ بحیثیت مسیح موعود ایسا کر رہے ہیں اور وہ حضرت محمد ﷺ کی رحمت کا مظہر بن کر آئے ہیں کیونکہ احادیث میں ''یضع الحرب'' کے الفاظ ہیں۔ ''مجموعہ اشتہارات'' جلد 3 صفحہ 19' سن 1848ء تا 1908ء میں مرزا صاحب نے لکھا کہ جیسے جیسے ان کے پیروکار بڑھتے چلے جائیں گے' وہ لوگ جو جہاد پر ایمان رکھتے ہیں کم ہوتے چلے جائیں گے کیونکہ انہیں مسیح اور مہدی ماننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ جہاد کے اصول سے انکار کر دیا جائے۔ ''جہاد اور گورنمنٹ انگریزیہ'' میں انہوں نے لکھا: دیکھو! میں ایک ایسی نص کے ساتھ آپ کے پاس آیا ہوں جس سے اب کے بعد آئندہ کیلئے تلوار کا جہاد بند ہے۔ اب تو صرف ایک ہی جہاد باقی ہے' وہ ہے اپنے آپ کا تزکیہ۔ (صفحہ 14) (مزید ملاحظہ کیجئے: خطبہ الہامیہ صفحہ 29' تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ 4' تریاق القلوب صفحہ 332)

ایک جگہ کسر صلیب کی تشریح کرتے ہوئے مرزا صاحب نے لکھا کہ کسر صلیب سے یہ مراد نہیں کہ وہ لکڑی کی صلیب جو عیسائی پہنتے ہیں' مسیح موعود کے ذریعے توڑ دی جائے گی..... اس میں ایک اور حقیقت کی طرف اشارہ ہے جو میں لے کر آیا ہوں۔ ہم کھول کھول کر اعلان کر چکے ہیں کہ اب سے جہاد ممنوع ہے۔ کیونکہ مسیح موعود کا تو کام

Marfat.com

ہی امن قائم کرنا ہے۔ جنگ سے پیچھا چھڑانا اس کی ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کیلئے ضروری تھا کہ ہم جہاد کے امتناع کا فتویٰ دیں۔ چنانچہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اب سے مذہب کے نام پر تلوار کھینچنا یا ہتھیار اُٹھانا بدترین گناہ ہے۔

(ملاحظہ ہو: ملفوظات جلد 4 ' طبع 1902ء ' صفحہ 18)

ایک اور جگہ انہوں نے لکھا کہ ان کا ایمان' ان کا نظریہ اور رہنمائی کے لیے ان کی ہدایات کسی بھی قسم کی جنگ اور تشدد سے تعلق ہی نہیں رکھتیں۔ (ملاحظہ ہو: مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 19) ''ضمیمہ تحفۂ گولڑویہ'' صفحہ 42 میں ان کا عربی زبان میں جہاد کے امتناع کا فتویٰ اور صفحہ 39 پر ان کی نظم کے الفاظ: ''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال......اور حرام ہے اب جنگ اور قتال'' وغیرہ کا حوالہ پہلے ہی آ چکا ہے' جس میں کسی بھی قسم کے جہاد کا کوئی استثناء موجود نہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

7: بروز

مرزا صاحب نے ''بروز'' کے لفظ کے معنی کی تشریح کرتے ہوئے خود لکھا کہ اس کے معنی ''اوتار'' کے ہیں۔ 2 نومبر 1904ء کو سیالکوٹ میں اپنے ایک خطبے میں انہوں نے اعلان کیا کہ خدا کی طرف سے ان کا ظہور صرف مسلمانوں کیلئے ہی نہیں ہے بلکہ وہ تو تینوں مذاہب اسلام' ہندومت اور عیسائیت کی اصلاح کیلئے آئے ہیں' جس طرح مسیح موعود کی حیثیت سے اللہ نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے بھیجا ہے' اُسی طرح ''میں ہندوؤں کیلئے ''اوتار'' ہوں' مجھے بتایا گیا ہے کہ کرشن جی مہاراج دراصل ایک اکمل شخص اپنے دور کے اوتار اور پیغمبر تھے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ آخری دور میں اللہ ان کا بروز یعنی اوتار تخلیق کرے گا''۔ (صفحہ 23)

''ضمیمہ رسالہ جہاد'' (طبع 1900ء) میں انہوں نے لکھا کہ اللہ نے مجھے یسوع علیہ السلام کے اوتار کی حیثیت سے نازل کیا ہے۔ اسی طرح اللہ نے میرا نام احمد اور محمد رکھا اور مجھے پیغمبر محمد صلعم کا اوتار بھی بنایا۔ میرے فضائل اور میری عادات بھی محمد صلعم جیسی بنائیں اور مجھے محمد صلعم کا لباس بھی اوڑھا دیا تاکہ میں اللہ کی وحدانیت کو پھیلاؤں۔ میں یسوع مسیح بھی ہوں' محمد بھی ہوں اور مہدی بھی ہوں اور میرا ظہور اصطلاحی اعتبار سے وہی ہے جسے اسلام میں بروز کہا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ضمیمہ رسالہ جہاد طبع 1900ء' صفحہ 7-6)

حالانکہ شریعتِ اسلام میں کسی بروز' حلول' تناسخ اور اوتار وغیرہ کا کوئی تصور موجود

Marfat.com

نہیں ہے۔ یہ مزدک اور لامن کے عقائد ہیں۔ اسی طرح ''ظلیت بھی قطعاً غیر اسلامی نظریہ ہے''۔ (انور شاہ کشمیری: خاتم النبیین صفحہ 210) ''تمام مذاہب عالم کے مطالعہ کے بعد یوں لگتا ہے کہ ظلیت' بروزیت اور اوتاریت خالص ہندوانہ عقائد ہیں اور اسلام میں ان کی کوئی گنجائش نہیں''۔ (مولانا محمد یوسف بنوری: موقف الامت الاسلامیہ) ''حلول'' وغیرہ کا عقیدہ قطعاً غلط' بے بنیاد اور احمقانہ ہے''۔ (ملاحظہ ہو: عبدالقادر بغدادی متوفی 429ھ: اصول الدین صفحہ 72) ''اگرچہ پیغمبریت اور رسالت اللہ تعالیٰ کی قربت کو ظاہر کرتی ہیں لیکن ان میں ظلیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا''۔ (مجدد الف ثانی: مکتوب نمبر 301) علامہ اقبال نے ''بروزیت'' کو مجوسی عقیدہ قرار دیا اور اس کے ماننے والے کو مسلمان کے بجائے مجوسی کہا۔ (حوالہ کے لیے دیکھئے: حاشیہ نمبر 10' اقبال)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

8: کافر

مرزا غلام احمد نے پہلے اپنے مخالفین کو ''کفر کے امام'' کہہ کر یہ سلسلہ شروع کیا۔ (ملاحظہ ہو: تذکرہ صفحہ 111 ' اور 373) پھر 1906ء مارچ میں انہوں نے ڈاکٹر عبدالحکیم کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ وحی کردی ہے کہ جس کسی کو بھی میرا پیغام پہنچے اور وہ مجھے تسلیم نہ کرے' وہ مسلمان نہیں ہے۔ (تذکرہ صفحہ 600) ''آئینہ صداقت'' میں مرزا صاحب کی ایک وحی بیان کی گئی ہے کہ جو کوئی بھی مجھ مسیح موعود کیلئے ایک لفظ بھی انکار کا بولے گا وہ مردود ہو جائے گا۔ پھر انہوں نے احمدیوں کو تاکید کی کہ وہ اپنے امتیازی نشانات کبھی بھی ترک نہ کریں کیونکہ ''تم لوگ تو سچے نبی کے پیروکار ہو جبکہ دوسرے مجھ پر ایمان ہی نہیں لائے ہیں''۔ جب مرزا صاحب کے سامنے ایک تجویز پیش کی گئی کہ اسلام کی تبلیغ کے دوران کیوں نہ غیر احمدیوں کو بھی شامل کرلیا جائے تو مرزا صاحب نے پوچھا: ''کس اسلام کی تم لوگ تبلیغ کرو گے؟ کیا تم ان نشانیوں اور انعامات کو چھپاؤ گے جو اللہ نے تمہیں دیئے ہیں؟'' مرزا صاحب نے احمدیوں کو مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے (ضمیمہ تحفۂ گولڑویہ صفحہ 26) اور ان سے اپنی لڑکیوں کی شادی کرنے سے بھی منع کیا' اپنی نبوت کے اعلان سے بھی بہت پہلے مرزا صاحب نے لکھا: ''جو میری اتباع نہ کرے اور میری بیعت میں نہ آئے یا میری مخالفت کرے' وہ خدا کی نافرمانی کرے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا''۔

Marfat.com

(تذکرہ صفحہ 242 'مرزا صاحب کا 16 جون 1899ء کو بابو الٰہی بخش کو لکھا گیا خط)

اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں مرزا صاحب نے لکھا کہ کفر کی دو اقسام ہیں' ایک یہ کہ کوئی شخص اسلام کی سچائی کا انکار کرے اور حضور اکرم ﷺ کو نبی نہ مانے۔ دوسرا یہ کہ وہ (مجھ) مسیح موعود پر ایمان نہ لائے اور تمام دلائل و براہین کے باوجود مسیح موعود کو جھوٹا سمجھے جبکہ یہ تو خدا اور رسول صلعم کا واضح حکم ہے کہ اس پر ضرور ایمان لاؤ۔ اگر دونوں قسم کے کفر پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی' دونوں قسم کے کفر ایک جیسے ہیں کیونکہ جو خدا اور رسول ﷺ کے حکم کو نہ مانے' وہ خدا اور رسول پر ایمان بھی نہیں رکھتا حتیٰ کہ جو شخص بے علمی کی وجہ سے ایمان نہ لائے' اسے بھی کافر کہا جاتا ہے اور ہم بھی اس کی نافرمانی کی وجہ سے اُسے کافر کہتے ہیں۔۔(حقیقۃ الوحی صفحہ 179)

ایک سوال کے جواب میں مرزا صاحب نے جواب دیا: اگر کسی منکر کی رائے میں میں نے اللہ پر کچھ جھوٹ گھڑ لیے ہیں' پھر تو میں نہ صرف کافر ہوا بلکہ پکا کافر ہوا اور اگر میں نے جھوٹ نہیں گھڑا تو یہ کفر بلاشبہ اُس پر پلٹے گا جو میرا انکار کرے گا۔ جو بھی مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ خدا پر بھی اور اس کے پیغمبر پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 163)

ایک بار شیخ نور محمد احمدی نے درخواست کی کہ جماعت احمدیہ سے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا جائے' اس پر مرزا صاحب نے جواب دیا کہ شیخ نور محمد کو بتا دو کہ وہ نہ صرف جماعت سے علیحدہ ہو جائے گا بلکہ اسلام سے بھی۔ (سیرتِ مہدی جلد 3 صفحہ 49)

مرزا غلام احمد کے بعد ان کے صاحبزادوں مرزا بشیر احمد اور مرزا بشیر الدین محمود نے غیر احمدیوں کو کافر قرار دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اپنی کتاب ''انوارِ خلافت'' میں انہوں نے اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی کہ ایک غیر احمدی امام کے پیچھے احمدی نماز کیوں نہیں پڑھ سکتا۔ ایک غیر احمدی کے جنازے کی نماز کیوں ادا نہیں کر سکتا اور اپنی

Marfat.com

عورتوں کو غیر احمدی سے کیوں نہیں بیاہ سکتا' وغیرہ۔ انہوں نے اس کی بنیادی وجہ یہ بتائی کہ ''کیونکہ غیر احمدی کافر ہیں''۔ انہوں نے ایک قصہ بھی سنایا کہ لکھنؤ کے ایک مشہور عالم نے اپنے ایک ہمراہی شیخ یعقوب علی کو بتایا کہ اُس کی رائے میں احمدی تو بہت فراخ ذہن کے مالک ہیں جبکہ ان کے مخالفین خواہ مخواہ پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں' انہوں نے کہا: ہاں! ہم ایسا ہی سمجھتے ہیں' انہوں نے احمدیوں کو تلقین کرتے ہوئے کہا کہ دین و دنیا میں فرق ہے' جہاں کہیں بھی مذہب کا معاملہ آ جائے تو احمدیوں کو چاہیے کہ وہ غیر احمدیوں سے اپنے آپ کو الگ کر لیں۔

(انوارِ خلافت صفحہ 93-90)

کلمۃ الفصل میں مرزا بشیر احمد نے کہا کہ غیر احمدیوں سے وہی سلوک کیا جائے جو حضور اکرم ﷺ نے عیسائیوں سے روا رکھا تھا۔ ہماری تو غیر احمدیوں سے نمازیں علیحدہ کر دی گئیں' اپنی لڑکیاں ان سے بیاہنا ممنوع قرار دیا گیا' ہمیں ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے روکا گیا۔ کچھ باقی رہا ہی نہیں' جس سے ہمارا ان سے کوئی تعلق رہ سکے۔ تعلقات بھی دو طرح کے ہوتے ہیں' ایک مذہبی دوسرے دنیوی۔ مذہبی تعلق نماز اکٹھے پڑھنے سے برقرار رہتا ہے اور دنیوی تعلق باہمی شادیوں سے قائم رہتا ہے' ہمارے لیے تو یہ دونوں ہی قطعی ممنوع کر دیئے گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: کلمۃ الفصل صفحہ 169) قادیان میں انہوں نے مسلمانوں کو اپنی قادیانی مساجد میں اذان دینے سے روک دیا۔ (شورش کاشمیری: تحریک ختم نبوت بحوالہ شریعت کورٹ کا فیصلہ صفحہ 131) اور قادیانیت کو ترک کرنے والے کو ''مرتد'' قرار دیا۔ (حوالۂ مذکور صفحہ 135)

پاکستان کے سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے قائداعظم کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی۔ اخبار ''زمیندار'' 8 فروری 1950ء میں مولانا محمد اسحاق' خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد نے سر ظفر اللہ خاں سے اس بارے میں استفسار کیا کہ آپ نے قائداعظم کی نمازِ جنازہ کیوں

Marfat.com

نہیں پڑھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو قائداعظم کو صرف سیاسی لیڈر مانتا ہوں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ بھی مرزا صاحب پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر سمجھتے ہیں جبکہ آپ تو حکومت کے وزیر ہیں؟ تو سر ظفر اللہ خاں نے جواب دیا کہ "مجھے کافر حکومت کا مسلم اہلکار سمجھ لیں یا مسلمانوں کی حکومت کا کافر اہلکار"۔

فیڈرل شریعت کورٹ میں احمدیوں کی طرف سے دائرشدہ پٹیشن (17/1, 1984) کی سماعت کے دوران احمدیوں نے یہ سارے حوالے صحیح تسلیم کیے لیکن ان کے احمدی وکیل مسٹر مجیب الرحمٰن نے نکتہ اُٹھایا کہ یہ تمام حوالے 1923ء تک کے ہیں اور احمدیوں کی طرف سے غیر احمدیوں کو کافر سمجھنے کا نظریہ 1923ء تک رہا تھا جو بعد میں ترک کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مرزا بشیر احمد نہ تو احمدیوں کے امام تھے اور نہ خلیفہ چنانچہ وہ احمدیوں کے ترجمان بھی تسلیم نہیں کیے جانے چاہئیں۔ انہوں نے ثابت کیا کہ منیر انکوائری رپورٹ کے سامنے مرزا بشیرالدین محمود نے پیش ہو کر جو بیان دیا تھا' اس میں انہوں نے کہا تھا کہ میں نے غیر احمدیوں کو اس معنی میں کافر نہیں کہا تھا کہ وہ اُمت مسلمہ سے بالکل ہی خارج ہو گئے ہیں' میری مراد کچھ اور تھی کہ یہ اتنا بڑا کفر نہیں ہے' وغیرہ۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلہ میں لکھا:

"The explanation of Mirza Bashirddin Mahmood in times of distress when the agitation of the Muslim Ummah in Pakistan had reached its peak was no more than retracing of steps as was done by Mirza Sahib himself several times as already explained. Mirza Sahib himself said such a person is a Kafir because he will be taken not to believe in God and His Messenger. There can

Marfat.com

be no better proof of such a person being outside the Muslim Ummah...... Mr. Mujeebur Rehman could not contradict the position taken by Sir Zafarullah. It is, therefore, established beyond any shadow of doubt that as Sir Zafarullah Khan put it, either the majority of people living in Pakistan are unbelievers (Kafir) or the Qadianis are unbelievers which means that the twain shall never meet and be the members of the same Ummah. There is no meeting point because of the belief of the Muslims in the finality of prophethood and the contrary belief of the Qadianis who believe in Mirza Sahib as a new Prophet".

(Judgement of the Federal Shariat Court in Shariat Petitions No: 17/1 of 1984. 2/L of 1984 dated the 28th October 1984)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

9: اکیلا

مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صرف وہی اکیلا نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں انہوں نے لکھا کہ ''قصہ مختصر اس اُمت میں اکیلا میں ہی ہوں جس کے پاس اس کثرت سے عالمِ غیب کے الہامات کا نزول ہو رہا ہے، چنانچہ میں ہی وہ مخصوص شخص ہوں۔ اس اُمت کے ولیوں میں سے خواہ وہ قطب اور ابدال ہی کیوں نہ ہو، کسی کو بھی ربانی عنایت کا اتنا حصہ نہیں ملا۔ صرف مجھے ہی نبی کے نام سے نوازا گیا ہے۔ دوسرے اس نام کے حق دار نہیں ہیں......حضور محمد صلعم کی پیشین گوئی صرف اسی طرح پوری ہو سکتی تھی۔ اگر اور نیکوکار لوگوں کو بھی ربانی الہامات کا وہ حصہ ملتا جو مجھے ملا ہے تب ہی وہ نبی کہلاتے۔ پھر اس طرح تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی پر حرف آتا......جیسا کہ احادیث میں بیان کیا گیا ہے: ''ایسا شخص ایک ہی ہوگا''۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 391)

''میں نے بارہا کہا ہے کہ قرآن مجید کی آیت کریمہ (62/3) ''وآخرین منھم یلحقوا بھم'' کے مطابق میں ہی وہ خاتم الانبیاء بروز کی شکل میں آیا ہوں''۔

(ملاحظہ ہو: ''ایک غلطی کا ازالہ'' صفحہ 5)

''خدا تک پہنچنے کا میں آخری ذریعہ ہوں۔ میں اس کے انوار میں سے آخری نور ہوں''۔ (ملاحظہ ہو: کشتی نوح صفحہ 56)

Marfat.com

''ولکن رسول اللّٰہ خاتم النبیین ''اس آیت میں ایک خفیہ اشارہ ہے کہ قیامت تک رسالت پر مہر لگا دی گئی سوائے ایک بروزی شخصیت کے جو کہ محمد ﷺ کی ہی شخصیت ہے۔کوئی اور اُمورِ غیبیہ کو وصول کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا' کیونکہ میں ہی بروز محمد ﷺ ہوں تو نبوت بروزی رنگ میں مجھے عطا کر دی گئی ہے۔اب پوری دنیا میری رسالت کے آگے بے بس ہے کیونکہ اس پر مہر ہے'ایک بروز محمد ﷺ' محمد ﷺ کی پوری اکملیت کے ساتھ بالآخر ظہور میں آنا تھا' سوآ گیا ہے''۔

(ملاحظہ ہو:ایک غلطی کا ازالہ)

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ محمد ﷺ کو خاتمیت دی گئی تھی' پھر یہ صرف ایک کو عطا کی گئی جسے ان کی روح نے اپنا ظل بنا کر علم بھی منتقل کر دیا۔''ھل فرقوفی آدم والمسیح الموعود''۔(ملاحظہ ہو:ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ ب)

''مجھے ہی براہین احمدیہ میں آدم' ابراہیم' موسیٰ' نوح' داوٗد' سلیمان' یوسف' یحییٰ اور عیسیٰ کہا گیا' اس طرح کہ تمام پیغمبر اس اُمت میں دوبارہ پیدا کر دیئے گئے حتیٰ کہ (میں) آخری مسیح پیدا ہوا''۔(ملاحظہ ہو:نزول المسیح صفحہ 4)

ان تصریحات سے واضح ہے کہ مرزا صاحب کا مؤقف تھا کہ وہ اکیلے ہی آئے ہیں اور ان کے بعد اور کوئی نبی آ سکتا ہے نہ آئے گا۔ان کے صاحبزادوں اور جماعت احمدیہ کا بھی شروع میں یہی مؤقف تھا اور یہی مؤقف دیر تک قائم رہا۔ملاحظہ ہو:

''اگر آنحضرت ﷺ کے بعد بہت سے نبی آ جائیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ خدانخواستہ آنحضرت صلعم اتنے معمولی تھے کہ بہت سے لوگ اللہ کے پیغمبر محمد بن سکتے ہیں کیونکہ جو کوئی بھی ظلی نبوت رکھے گا وہ آنحضرت صلعم کی اکملیت رکھنے کی وجہ سے محمد رسول اللہ ہی سمجھا جائے گا۔یہی وجہ تھی کہ صرف ایک شخص (میرے والد مرزا غلام احمد) نے ہی نبوت کا مقام حاصل

Marfat.com

کیا"۔ (ملاحظہ ہو! مرزا بشیر احمد: کلمۃ الفصل صفحہ 116)

"آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کی اصل شان اسے ہی سمجھ آ سکتی ہے جو خاتم الانبیاء کی طرح کا ہو کیونکہ شان کا اصل ادراک اسے ہی ہو سکتا ہے جو شان رکھتا ہو۔ یہ بات تو طے شدہ حقیقت ہے کہ خاتمیت کی شان یا تو آنحضرت صلعم کے پاس ہے یا مسیح موعود کے پاس"۔

(ملاحظہ ہو: تشحیذ الاذہان قادیان نمبر 8' جلد 12' طبع اگست 1917ء)

"اعجاز المسیح میں واضح کیا گیا تھا کہ آنحضرت صلعم کے دو بعث ہیں' پہلا بعث محمد ﷺ کے طور پر ظہور میں آیا اور دوسرا بعث احمد کے لفظ کے اظہار کیلئے (میرے والد غلام احمد آئے' چنانچہ تیسرے کی تو گنجائش ہی نہیں)"۔

(ملاحظہ ہو: کلمۃ الفصل صفحہ 140)

"آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک کو نبی کہا گیا اور بہت سے نبیوں کا ظہور خدائی نظامِ ربوبیت میں چھید ڈالنے والی بات ہے"۔

(ملاحظہ ہو: تشحیذ الاذہان نمبر 8 جلد 12 صفحہ 11' طبع اگست 1917ء)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

10: اقبال

علامہ اقبال نے اپنی کتاب "Islam and Ahmadism" بنیادی طور پر نہرو کے ایک سوال کے جواب میں لکھی تھی کہ احمدیوں کو کیوں دائرۂ اسلام میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ نہرو نے کھل کر احمدیوں کی حمایت کی تھی کہ انہیں دائرۂ اسلام میں شامل و تسلیم کیا جانا چاہیے۔ نہرو کے انگریزی زبان میں استدلال کا جواب علامہ اقبال نے بھی انگریزی میں دیا۔ اقبال کے بہت سے فلسفیانہ دلائل میں سے ایک درج ذیل ہے:

"The founder's own argument, quite worthy of a mediaeval theologian, is that the spirituality of the Holy Prophet of Islam must be regarded as imperfect if it is not creative of another Prophet. He (Mirza Sahib) calims his own prophethood to be an evidence of the Prophet-rearing power of the spirituality of the Holy Prophet of Islam. But if you further ask him whether the spiritualiy of Muhammad (P.B.U.H.) is capable of rearing more Prophets than one, his answer is "No". This

Marfat.com

virtually amounts to saying: Muhammad is not the last Prophet, I am the last". Far from understanding the cultural value of the Islamic idea of Finality in the history of mankind generally and of Asia especially, he thinks that finality in the sense that no follower of Muhammad can ever reach the status of prophethood is a mark of imperfection in Muhammad's Prophethood. As I read the psychology of this mind he, in the interest of his own claim to prophethood, avails himself of what he describes as the creative spirituality of the Holy Prophet of Islam and at the same time deprives the Holy Prophet of the finality by limiting the creative capacity of his spirituality to the rearing of only one prophet i.e. the founder of the Ahmadiyya mmovement. In this way does the new prophet quietly steal away the finality of one whom he claims to be his spiritual progenitor.

He claims to be buruz of the Holy Prophet of Islam, insinuating thereby that being a buruz of

Marfat.com

his, does not violate the finality of the Holy Prophet. In identifying the two finalities, his own and that of the Holy Prophet, he conveniently loses sight of the temporal meaning of the idea of finality. It is, however, obvious that the word buruz in the sense even of complete likeness, can not help him at all; for the buruz becomes identical with the original. This if we take the argument remains ineffective: if, on the other hand, we take it to mean reincarnation of the original in the Aryan sense of the word, the argument becomes plausible; but its author turns out to be only a Magian in disguise".

(Allama Iqbal: "Islam & Ahmadism", "Thoughts and Reflections of Iqbal" by Abdul Waheed Pages: 266-268)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

11: مزید نبی

مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے رسالہ ''الفضل'' 27 فروری 1927ء نمبر 68 جلد 14 میں اپنا مسلک تبدیل کرتے ہوئے اور اسے اپنے خیال میں زیادہ منطقی بناتے ہوئے لکھا کہ ''نبی تو قیامت تک آتے رہیں گے''۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مسیح موعود کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسا نبی اور بھی آئے گا۔ جب وہ آئے گا تو احمدیوں کے لیے بھی اس پر ایمان لانا ضروری ہو گا۔

(ملاحظہ ہو: مکتوب بشیر الدین محمود' شائع شدہ ''الفضل'' قادیان' 29 اپریل 1927ء' نمبر 85 جلد 14)

ایک سوال کے جواب میں کہ اگر مسیح موعود کے بعد کوئی اور نبی آ گیا تو مسیح موعود کی دورِ آخر کے نبی والی حیثیت کو کیا کہا جائے گا' انہوں نے جواب دیا کہ ''دورِ آخر کا نبی'' کے الفاظ اصطلاحی ہیں' ان کا مطلب ہے کہ اب کوئی بھی مرزا صاحب کے وسیلے کے بغیر نبوت حاصل نہ کر سکے گا اور مرزا صاحب کے وسیلے سے نبی آتے رہیں گے۔

(ملاحظہ ہو: مرزا بشیر الدین محمود کا خطبہ جمعہ' شائع شدہ ''الفضل'' قادیان نمبر 120 ' جلد 2 ' بتاریخ 2 مئی 1931ء)

☆☆☆☆☆

12: آئینی ترامیم

The Constitution of 1973 was amended by the Constitution (Second Amendment) Act, 1974 (Act XLIX of 1974) to amend Article 106 and Article 260 thereof. Clause (3) was added to Article 260 to declare those persons as non-Muslims who do not believe in the "absolute and un-qualified finality of Prophet or claims to be a Prophet in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (P.B.H) or recognises such a claimant as a Prophet or a Religious Reformer". The Quadianis of the two groups are inter alia covered by this definition and they were thus declared non-Muslims.

Article 106 dealt with the constitution of Provincial Assemblies which specified the number of Members to be elected for the Assemblies, their qualifications and also

Marfat.com

the additional seats in those Assemblies reserved for non-Muslims, i.e. Christian, Hindu, Sikh, Budhist and Parsi Communities. To these communities were added by the second Constitutional Amendment of 1974 "persons of the Quadiani Group or the Lahori Group (who call themselves Ahmadis)".

Constitution of Pakistan, 1973

Art. 106

(3) In addition to the seats in the Provincial Assemblies for the Province of Balochistan, the Punjab, the North-West Frontier and Sindh specified in clause (1), there shall be in those Assemblies the number of seats hereinafter specified for non-Muslims.

Province	Christians	Hindus and Persons belonging the scheduled castes	Sikh, Budhist and Parsi communities and other non-Muslims	Persons belonging to the Quadiani group or the Lahori group (who) call themselves

Marfat.com

				Ahmadis)
Balochintan	1	1	1	--
The North-West Frontier Province	1	--	1	1
The Punjab	5	1	1	1
Sindh	2	5	1	1

Explanation--- Where no independent seat is allocated to a minority in a Province for being very small in number, the seat allocated jointly to all other non-Muslims in that Province shall be deemed to include that minority.

3. Substituted, ibid, for clause (3) which read as number (by P.O.No. 14 of 1985) "(3) In addition to the seats in the Provincial Assemblies for the Provinces of Balochistan, the Punjab, the North-West Frontier and Sindh specified in clause (1), there shall be in those Assemblies the number of additional seats hereinafter specified reserved for persons belonging to the Christian, Hindu, Sikh, Budhist and Parsi communities and persons of the Quadiani group or the Lahori group who call themselves

Marfat.com

Ahmadis and other non-Muslims and persons belonging to the scheduled castes:--

Balochistan	1
The North-West Frontier Province	1
The Punjab	5
Sindh	2

(5) The members to fill the seats referred to in clause (3) shall be elected, simultaneously with the members to fill the seats referred to in clause (1), on the basis of separate electoraates by direct and free vote in accordance with law.

5. Substituted by P.O.No.14 of 1985 for:

Thus effect of Article 106 was given by declaration made in Sub-Article 3 of Article 260 and Ahmadis of either persuasion were placed in jutaposition with other minorities.

Art. 260

(3) In the Constitution and all enactments and other legal instruments, unless there is anything repugnant in the subject or context,---

(a) "Muslim" means a person who believes in the unity and oneness of Almighty Allah, in the absolute and

Marfat.com

unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (Peace be upon Him), the last of the Prophets, and does not believe in, or recognize as a Prophet or religious reformer, any person who claimed or claims to be a Prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (Peace be upon Him); and

(b) "non-Muslim" means a person who is not a Muslim and includes a person belonging to the Christian, Hindu, Sikh, Budhist or Parsi community, a person of the Quadiani group or the Lahori group (who call themselves "Ahmadis" or by any other name), or a Bahai and a person belonging to any of the Scheduled castes.)

5. Substituled by the Constitution (This Amendment) Order, 1983 (P.O. No.24 or 1985) for clause (3), added by the Constitution (Second Amendment) Act, 1974 (49 of 1974), which read:

(3). A person who does nor believe in the absolute or unqualified finality of the Prophethood of Hazrat Muhammmad (Peace be upon Him) the last of the Prophets or claims to be a Prophet in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (Peace be upon Him), or recognizes such a claimant as a Prophet or a religious reformer, is not a Muslim for the purposes of the Constitution or law".

Marfat.com

13: دفعہ 295

295. Injuring or defiling place of worship, with intent to insult the religion of any class: Whoever destroys, damages or defiles any place of worship, or any object held sacred by any class of persons with the intention of thereby insulting the religion of any class of persons or with the knowledge that any class of persons is likely to consider such destruction, damage or defilement as an insult to their religion, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to two years, or with fine, or with both.

[295-A. Deliberate and malicious acts intended to outrage religious feelings of any class by insulting its religion or religious beliefs: Whoever, with deliberate and malicious intention of outraging the religious feelings of any class of the citizens of Pakistan, by words, either

Marfat.com

spoken or written, or by visible representations insults the religion or the religious beliefs of that class, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to ten years, or with fine, or with both.]

[295-B. Defiling, etc., of Holy Qur'an: Whoever wilfully defiles, damages or desecrates a copy of the Holy Qur'an or of an extract therefrom or uses it in any derogatory manner or for any unlawful purpose shall be punishable with imprisonment for life].

[295-C. Use of derogatory remarks, etc., in respect of the Holy Prophet: Whoever by words, either spoken or written, or by visible representation, or by any imputation, innuendo, or insinuation, directly or indirectly, defiles the sacred name of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) shall be punished with deaath, or imprisonment for life, and shall also be liable to fine.

☆ Sec.295-A ins, by the Criminal Law (Amendment) Act. XXV of 1927.

☆☆ Sec. 295-B added by the P.P.C. (Amendment) Ordiance, 1 of 1982.

☆☆☆ Sec. 295-C ins. by the Criminal Law (Amendment) Act. III of 1986.

1. Substituted vide Notification No. F.2 (1) 91-Pub. Gazette of Pakistan. Extd. Part 1 July7, 1991.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

14: دفعہ 298

298. Uttering words, etc, with deliberate intent to wound religious fellings. Whoever, with the deliberate intention of wounding the religious feelings of any person utters any word or makes any sound in the hearing of that person or makes any gesture in the sight of that person or places any object in the sight of that person, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to one year, or with fine, or with both.

298-A Use of derogatory remarks, etc. in respect of holy personages. Whoever by words,either spoken or written, or by visible representation or by any imputation,innuendo or insinuation, directly or indirectly, defiles the sacred name of any wife (Ummul Mumineen), or members of the family (Ahle-bait), of the Holy Prophet

(peace be upon him), or any of the righteous Caliphs (Khulafa-e-Rashideen) or companions (Sahaaba) of the Holy Prophet (peace be upon him) shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years, or with fine, or with both".

10. This Section was couched in general terms and was not made applicable to Ahmadis only. On account of the agitation of the Muslims over the persistence of the Ahmadis, the impugned Ordinance was promulgated. It added Section 298-B and 298-C to the Pakistan Penal Code (Act XLV of 1860) and made consequential amendments in the Code of Criminal Procedure, 1898 (Act V of 1898) and West Pakistan Press and Publications Ordinance, 1963. Sections 298-B and 298-C are as follows:---

298-B: "Misuse of epithets, descriptions and titles, etc. reserved for certain holy personages or placed.

(1) Any person of the Quadiani group or the Lahori group (who call themselves 'Ahmadis' or by any other name) who by words either spoken or written or by visible representation:

Marfat.com

(a) refers to or addresses, any person, other than a Caliph or companion of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him), as 'Ameerul Mumineen', 'Khalifat-ul-Mumineen', 'Khalifat-ul-Muslimeen', 'Sahaabi' or 'Razi-Allah-Anho'"

(b) refers to, or addresses, any person, other than a wife of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him), as 'Ummul-Mumineen'.

(c) refers to, or addresses, any person, other than a member of the family (Ahle-bait) of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him), as Ahle-bait; or:

(d) refers to, or names, or calls, his place of worhip as 'Masjid':

shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years, and shall also be liable to fine.

(2) Any person of the Quadiani group, Lahori group (who call themselves "Ahmadis" or by any other name) who by words, either spoken or written, or by visible representation, refers to the mode or form of call to prayers followed by his faith as 'Azan', or recites Azan as

Marfat.com

used by the Muslims, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years, and shall also be liable to fine".

298-C

"Any person of Quadiani group etc., calling himself a Muslim or preaching or propagating his faith. Any person of the Quadiani group or the Lahori group (who call themselves 'Ahmadis' or by any other name), who, directly or indirectly, poses himself as a Muslim, or calls, or refers to, his faith as Islam, or preaches or propagates his faith, or invites others to accept his faith, by words either spoken or written, or by visible representations, or in any manner whatsoever outrages the religious feelings of Muslims, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years and shall also be liable to fine".

11. These sections made it a criminal offence for an Ahmadi.---

(a) to call or pose himself directly or indirectly as a Muslim or refer to his faith as Islam:

(b) to preach or propagate his faith or to invite others

Marfat.com

to accept his faith or in any manner whatsoever to outrage the religious feelings of Muslims.

(c) to call people to prayer by reciting Azan or to refer to his mode or form to call to prayer as Azan.

(d) to refer or call his place of worship as Masjid.

(e) to refer any person other than a Caliph or companion of the Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H) as Ammeerul Mumineen, Khalifat-ul-Mumineen, Khalifat-ul-Muslimeen, Sahaabi or Razi-Allah-Anho, any person other than the wife of the Holy Prophet (P.B.H) as Ummul Mumineen and any person other than a member of the family of the Holy Prophet (P.B.H) as Ahle-bait".

☆☆☆☆☆

Marfat.com

15: عدالتوں کے ذریعے

اس سلسلے میں سب سے پہلا مقدمہ ماریشس کی عدالت میں 25 فروری 1919ء کو دائر کیا گیا۔ ماریشس میں ''روزہل'' ایک مسجد پر قادیانیوں نے قبضہ کر کے مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روک دیا۔ آبادی میں تقریباً 500 مسلمان اور 12 قادیانی آباد تھے۔ روزہل کی مسجد مسلمانوں نے تعمیر کی تھی اور سنی حنفی مسلک کے لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے۔ قادیانیوں نے اس پر قبضہ کر کے اپنے مذہب کے امام کے پیچھے نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ مسلمانوں نے 26 فروری 1919ء کو ماریشس کی عدالت سے مقدمہ دائر کیا جو اعلیٰ عدالت تک پہنچا۔ مسلمانوں کا مؤقف تھا کہ مسجد انہوں نے تعمیر کی تھی اور وہی اس میں مسلسل نماز پڑھتے رہے تھے' اب اس پر قادیانیوں نے ناجائز قبضہ جما لیا ہے' جن کا تعلق ملت اسلامیہ سے نہیں ہے' انہیں مسجد سے نکالا جائے۔ تفصیلی بحث جاری رہی اور 8 سال تک دونوں فریق اپنا اپنا مؤقف پیش کرتے رہے۔ قادیانی یہی کہتے رہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ 19 نومبر 1927ء کو چیف جج سرائے ہرچیز ووڈ نے فیصلہ دیا:

''عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ مدعا علیہ (قادیانی) کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ''روزہل'' مسجد میں اپنی پسند کے امام کے پیچھے نماز ادا کریں۔ اس مسجد میں صرف مدعی (مسلمان) نماز ادا کر سکیں گے کیونکہ اپنے اعتقادات کی روشنی میں مسلمان الگ اُمت ہیں اور قادیانی الگ۔ عدالت کے دوسرے جج ٹی۔اے روزبی نے بھی اس فیصلے سے

Marfat.com

اتفاق کیا۔

برصغیر میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سلسلہ میں پہلا مقدمہ 1925ء میں ڈسٹرکٹ جج بہاول نگر' ریاست بہاولپور میں غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش کا تنسیخ نکاح کا مقدمہ تھا۔ غلام عائشہ کا نکاح لاعلمی میں ایک قادیانی عبدالرزاق سے ہو گیا۔ غلام عائشہ کا مؤقف تھا کہ اس کا نکاح فسخ قرار دیا جائے کیونکہ عبدالرزاق مرتد غیر مسلم ہے۔ یہ مقدمہ بھی چلتا رہا۔ 1932ء میں مولانا انور شاہ کشمیری نے بھی اپنا بیان عدالت میں ریکارڈ کرایا۔ 7 فروری 1935ء کو عدالت نے فیصلہ دیا:

''چوں کہ مدعا علیہ (عبدالرزاق قادیانی) مرتد ہو چکا ہے' اس لیے ارتداد کی وجہ سے نکاح فسخ قرار دیا جاتا ہے''۔

قیامِ پاکستان کے بعد مختلف ماتحت عدالتوں کی جانب سے بھی متعدد مقدمات میں قادیانیوں کو مسلم اُمہ سے خارج ایک الگ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاتا رہا۔ بعد ازاں بلوچستان ہائی کورٹ' لاہور ہائی کورٹ' سندھ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں مختلف مقدمات میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ جنوبی افریقہ کی عدالت نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کی اپیل خارج کی۔

پاکستان میں 26 اپریل 1984ء کو ایک آرڈی نینس:

"Ordinance No. XX of 1984 called the Anti Islamic activities of Quadiani group, Lahori group and Ahmadis (Prohibition and Punishment) Ordinance (Gazette of Pakistan (Extraordinary Issue) dated the 26th April, 1984)".

نافذ کیا گیا' جس سے تعزیرات پاکستان کی متعدد دفعات میں ترامیم کر دی گئیں:

Marfat.com

"Pakistan Penal Code (Act XLV of 1980) The Code of Criminal Procedure 1898, (Act V of 1898) and the Press & Publications Ordinance, 1963".

اس پر قادیانیوں نے اور ان کے لاہوری گروپ نے بھی فیڈرل شریعت کورٹ میں پٹیشنز داخل کیں کہ مذکورہ آرڈیننس کی دفعات قرآن وسنت کے خلاف ہیں' اس لیے آرڈیننس منسوخ کیا جائے۔ پٹیشن نمبر 17/1, 1984 کے لیے قادیانیوں کی طرف سے مسٹر مجیب الرحمٰن قادیانی وغیرہ پیش ہوئے اور پٹیشن نمبر 2/L of 1984 میں کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالواجد قادیانی لاہوری گروپ وغیرہ پیش ہوئے۔

حکومت پاکستان کی طرف سے شیخ غیاث محمد ایڈووکیٹ اور ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی نے مقدمہ کی پیروی کی۔ مختلف مکاتب فکر کے سات علماء کو بھی عدالت کی معاونت کیلئے بلوایا گیا۔ یہ حضرات درج ذیل تھے:

(1) قاضی مجیب الرحمٰن

(2) پروفیسر محمد احمد غازی

(3) مولانا صدرالدین الرفاعی

(4) علامہ تاج الدین حیدری

(5) پروفیسر محمد اشرف

(6) علامہ مرزا محمد یوسف

(7) پروفیسر مولانا طاہر القادری

مقدمہ کی سماعت روزانہ چار ہفتوں سے بھی زیادہ دنوں تک جاری رہی' فیڈرل شریعت کورٹ نے 12 اگست 1984ء کو اپنا فیصلہ دیا: 142 صفحات پر مشتمل فیصلہ کے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں:

Despite these provisions of the Constitution, the Ahmadis persisted in calling themselves Muslims and their faith as Islam. They remained impetuously apathetic and insensitive to the perturbation of the Muslims of Pakistan. However, their violation of the above Constitutional provisions and of continuing to defile the epithets, descriptions and titles like Ummul Momineen (Mother of the Muslims), Ahle-Bait (Members of the Family of the Holy Prophet (P.B.H) Sahaaba (Companions) Khulafa-e-Rashideen (the rightful Caliphs) Ameerul Momineen, Khalifat-ul-Momineen, Khalifat-ul-Muslimeen (epithets used generally for the Muslim Rulers and for the rightful Caliphs) which are exclusive for the Muslims and had never been used by the non-Muslims, for the wife, members of the family, companions and successors respectively of Mirza Sahib. For this reason use of derogatory remarks in respect of the Holy personages was made a criminal offence punishable under Section 298-A of the Pakistan Penal Code (Act XLV of 1860) (recently added by Ordinance No. XLIV of 1980).

It was argued that to restrain the Ahmadis from

Marfat.com

calling themselves Muslims or posing as such amounts to turning them out of their religion which according to them is Islam. We have already considered this question and have reached the conclusion that the Quadianis of either persuasion are not Muslims but are non-Muslims. The Ordinance, therefore, restrains them from calling themselves what they are not, since they cannot be allowed to decieve anybody specially the Muslim Ummah by passing off as Muslims. It has already been noticed that Mirza Sahib and the Quadianis other than belonging to the Lahori group have turned the table upon the Muslims by calling them non-Muslims and beyond the pale of Islam and by substituting them as the Muslim Ummah for a community in which love and reverence of the Quran is supreme. This cannot be tolerated and non- Muslims cannot be allowed to encroach upon the rights and privileges of the Muslim community to the utter disintegration of the Ummah. Moreover this does not affect the rights of the Quadianis to profess their faith in Mirza Sahib whether as a Prophet or as a Mujadid, Promised Mehdi or Promised Messiah nor does it interfere

with their right to practise their religion or to worship in their place of worship according to its dictates.

In order to understand the necessity for the enforcement of this Ordinance it would be necessary to consider the effect of the Constitutional amendment of 1974 by which the Quadianis were declared non-Muslims. The view put forth with vehemence by Mr. Mujibur Rehman was that the Constitution merely declared the Quadianis as non-Muslims but did not impose any liability upon them to treat themselves as non-Muslims. We posed a question to him whether the Constitution was binding upon the Quadiani citizens of Pakistan or not. He agreed that it was binding on them. It would follow from this concession that the Quadianis are bound by the declaration that according to the Constitution and the law they are non-Muslims. They can be candidaates in elections to the National and the Provincial Assemblies for seats reserved for non-Muslims. In suits involving question of their faith they must call themselves non-Muslims. No legal right can be claimed by them on the assumption of their being Muslims. Their insistence on

calling themselves Muslims while arguing this petition is clearly unconstitutional.

Article 260 (3) declares the Quadianis as non-Muslims for the purpose of the Constitution and the law. Article 20 guarantees to the citizens of Pakistan the right inter-alia to profess their religion. This Article is no doubt subject to the other provisions of the Constitution. This point was in fact conceded by Mr. Mujibur Rehman. Read with A ticle 260(3) of the Constitution, the above provision of Article 20 will mean that the Quadianis can profess that they believe in the unity of Allah and/or the prophethood of Mirza Sahib, but they cannot profess themselves to be Muslims or their faith to be Islam. Inadvertently in the short order certain observations have crept in, but the position has been fully explained in this comprehensive judgment. It is not, therefore, correct to urge that the Constitution does not oblige them to call themselves non- Muslims.

The whole difficulty in this case arose because of the conduct of the Quadianis that despite their obligation not to call themselves Muslims or their faith as Islam, they

persisted in calling themselves Muslims and carrying on their propaganda and preaching in the name of Islam. They should have refrained from directly or indirectly posing as Muslims but they obstinately persevered in trying the patience of the Muslim Ummah by acting contrarily.

One of the reasons for banning the use of epithets which are exclusive for the companions of the Prophet (P.B.H) his wives and the members of his family is that by their use the Quadianis indirectly pose as Muslims. The expressions Ummul Mumineen (mother of the Muslims) Ameer ul Momineem, Khalifatul Muslimeen, Khalifat ul Momineem (all denoting Head or Cheif of the Muslim Ummah) include the words Momineen (Muslims) or Muslimeen which may deceive the people that the bearers of such names are or call themselves Muslims. The expression 'Razi allah anho' is used in the Quran as a form of blessing for the companions of the Holy Prophet (P.B.H) or at most for the Muslims. The words 'Sahabi' and ahl-e-bait' are used by the Muslims for the companions and members of the family of the Holy

Marfat.com

Prophert respectively all of whom were the best of Muslims. The use of such terms in respect of the companions or members of the family of Mirza Sahib means that the Quadianis are posing as Muslims. The other point no doubt is that in the view of the Muslims the use of such sacred expressions by the Quadianis in respect of the wife, members of the family, companions and successors of Mirza Sahib amounts to defiling them.

Similarly calling of Azan and the naming of Masjid for the place of worship is considered as sure sign of the person calling 'Azan' or of the persons calling 'Azan' or of the persons congregating or praying in the mosque (Masjid) is being Muslims.

The provisions banning the use of these epithets and expressions is in implementation of the Constitutional provision and a consequence of the reiteration in this Ordinande of the principle that Quadianis cannot call themselves or pose to be Muslims in any manner directly or indirectly.

The ban on preaching or religion is motivated by similar considerations.

Marfat.com

The Quadianis achieved some little success among members of the Muslim Ummah mainly in the Punjab because of their strategy of calling themselves Muslims and assuring them that acceptance of Ahmadism did not mean relinquishment of Islam or conversion from belief to unbelief but gave them an option to become better Muslims. For this purpose they touch the usual chord of the educated Muslims' distaste for the intense sectarianism and persistent rigidity of the Ulema and tend to draw them towards what they preach to be liberalism in Islam. This strategy which paid some little bonus bears strong resumbalence to the passing off by a trader of his inferior goods as the superior well known good of a reputed firm. Let the Quadianis accept that their preaching is for conversion to a religion other than Islam even the unwary among the Muslims may be loathe to change his belief for unbelief. On the other hand Quadianis may have feeling of disenchantment about Ahmadism.

Mr. Majibur Rehman formulated the following points in this respects:

(1) If Azan is one of the Islamic Shia'ar (distingushing

Marfat.com

feature) and the same Shia'ar be found common among the non-Muslims, whether the non- Muslims can be stopped from it?

(2) Whether in view of the Injunction regarding Kalimatin Sawain (کلمۃ سواء) it is not esstential that the Muslims and non-Muslims should join in it?

(3) Whether saying of what is "احسن قول" (most pleasant utterance can be made a punishable offence?

The answers to these questions have already been given and may be summed up now. In view of verse 9:28 and the rule emanating from it non-Muslims can be stopped from persuing a Shia'ar which is common among Muslims and non-Muslims. Kalimatin Sawain (کلمۃ سواء) has been used in respect of different matters but in view of the answer to the first question the second question becomes redundant. However, it may be emphasized that though the non-believers used to perform Tawaf but they were not permitted to do so after the Muslims took control of the Khana Kaaba. It has been held that the Azan by a non-Muslims is not covered by the expression "احسن قول" (best of utterance) and if under the answer the first

Marfat.com

question a person can be restrained from that Shia'ar he can also be directed to be punished for violation of the restrained order.

The conduct of the Quadianis when they were in Quadian and held a majority and considerable influence there is relevant. The Quadianis had stopped the Muslims from calling Azan in their own mosques. The Ahrar sent some volunteers to call Azan in mosques of Muslims in Quadian but the Quadianis attacked them with sticks and caused a large number of injuries to each of them. They had to remain bed ridden in hospitals. (Tehrik-i-Khatam-e-Nubuwwat 1891 - 1974 by Shorish Kashmiri, page 78) This could have been by brute force only during the British rule. This is an example that what they considered to be their Shia'ar (distinctive feature) was made by them practically unlawful for the Muslims. It follows that in their view also such restraint by the majority in power is legal.

The argument of Mr. Mujeebur Rehman against the prohibition of naming their place of worship as masjid was that according to the Quran the word masjid is not

Marfat.com

exclusice for the Muslims but has been used for the mosque of those who are non-Muslims now. When asked whether during the last 1400 years places of worship of persons other than Muslims have ever been known by the name of Masjid he answered in negative.

This agitation reached its peak by the distinct claim of Mirza Sahib to prophethood made in 1901.

After the establishment of Pakistan, there was such an agitation on this point that the Martial Law of 1953 had to be enforced to curb it. This, however did not succeed in quietening the Muslims' demand as voiced by the Ulema in their 22 points programme for incorporating in the Constitution the non-Muslim and minority status of the Quadianis.

The agitation continued despite the imposition of Martial Law till the representatives of the Muslim public in the Parliament and the National Assembly had to pass the Constitution (Second Amendment) Act 1974 after giving a full hearing to the Quadianis through Mirza Nasir Ahmad, Cheif of the Quadiani Sect, and to add a definition to Article 260 of the Constitution of 1973

Marfat.com

declaring the Quadianis of the two well-known groups as non-Muslims and placing them through an amendment in Article 106, in juxtaposition with other minorities in Pakistan like Christians, Parsis and Hindus, etc.

As a result of the declaration which was the result of a unanimous demand of the Muslims it was not possible for the Quadianis to call themselves Muslims or to propagate Islam of their concept as true Islam but they showed the least respect for the Constitutional Amendment and continued as before to call their faith as Islam. They continued to propagate their religion freely by publication of books, journals, etc as well as among individual Muslim to create resentment which obviously was likely to create law and order situation and all this continued till the present Ordinance was passed and promulgated. In these circumstances the Ordinance appeaars to be covered by the exception in Article 20 about its being subject to maintenance of law and order.

For the above reasons the two petitions are without force and are dismissed.

☆☆☆☆☆

16: اسمبلی کے ذریعے

پاکستان کی قومی اسمبلی میں 30 جون 1974ء کو حزبِ اختلاف کی طرف سے ایک قرارداد پیش کی گئی:

''جناب اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان! محترمی! ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں! ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا' نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان' بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں' اسلام کے بڑے بڑے احکامات کے خلاف غداری تھی۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری اُمت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں' دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ نیز ہرگاہ اس کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام 6 اور 10 اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس

Marfat.com

میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی' متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت' اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کاروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار' انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں:

محرکین قرارداد: (1) مولانا مفتی محمود (2) مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری (3) مولانا شاہ احمد نورانی (4) پروفیسر عبدالغفور (5) مولانا سید محمد علی رضوی (6) مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک (7) چوہدری ظہور الٰہی (8) سردار شیر باز خاں مزاری (9) مولانا محمد ظفر احمد انصاری (10) جناب عبدالحمید جتوئی (11) صاحب زادہ احمد رضا قصوری (12) جناب محمود اعظم فاروقی (13) مولانا صدر الشہید (14) مولانا نعمت اللہ (15) جناب عمر خان (16) مخدوم نور محمد (17) جناب غلام فاروق (18) سردار مولا بخش سومرو (19) سردار شوکت حیات خاں (20) حاجی علی احمد تالپور (21) جناب راؤ خورشید علی خاں (22) جناب رئیس عطا محمد خاں مری۔

بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے:

(23) نواب زادہ میاں محمد ذاکر قریشی (24) جناب غلام حسن خان ڈھانڈلا (25) جناب کرم بخش اعوان (26) صاحب زادہ محمد نذیر سلطان (27) مہر غلام حیدر بھروانہ (28) میاں محمد ابراہیم برق (29) صاحب زادہ صفی اللہ (30) صاحب زادہ نعمت اللہ خان شنواری (31) ملک جہانگیر خاں (32) جناب عبدالسبحان خاں (33)

Marfat.com

جناب اکبر خان مہمند (34) میجر جنرل جمال دار (35) حاجی صالح محمد (36) جناب عبدالمالک خاں (37) خواجہ جمال محمد کوریجہ۔

حزبِ اختلاف کے قائد مولانا مفتی محمود کی طرف سے اس بل پر قائد ایوان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانی مسئلہ پر سفارشات مرتب کرنے کے لیے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دیا' اب سرکاری طور پر بل وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کیا۔ اسپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خاں کی صدارت میں ایوانِ اسمبلی میں بحث شروع ہوئی۔ قادیانیوں کے دونوں قادیانی اور لاہوری گروپوں نے اپنے اپنے محضر نامے پیش کیے۔ ان کے جواب میں ''ملت اسلامیہ کا مؤقف'' نامی محضر نامہ تیار کیا گیا۔ مولانا محمد یوسف بنوری کی قیادت میں مولانا محمد شریف جالندھری' مولانا محمد حیات' مولانا تاج محمود اور مولانا عبدالرحیم اشعر نے حوالہ جات کی تدوین کا کام کیا۔ مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے ان حوالہ جات کو ترتیب دیا۔ سید انور حسین نفیس رقم نے اسے پریس کیلئے لکھنا شروع کیا۔ جتنا حصہ لکھا جاتا تھا وہ مولانا مفتی محمود' چوہدری ظہور الٰہی اور مولانا شاہ احمد نورانی کو سنایا جاتا پھر مناسب ترمیم و اضافہ کے بعد اسے پریس بھیجا جاتا۔ محضر نامہ کتابی شکل میں شائع کروانے کے بعد مولانا مفتی محمود نے اسے قومی اسمبلی میں سب کے سامنے پڑھ کر سنایا' لاہوری گروپ کے محضر نامے کا جواب بھی اس میں شامل تھا۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر کو قومی اسمبلی میں اپنا مؤقف پیش کرنے کے لیے بلایا گیا۔ 5 اگست سے 10 اگست اور پھر 20 اگست سے 24 اگست کل گیارہ روز مرزا ناصر احمد قادیانی نے اپنا مؤقف بصراحت پیش کیا اور اس پر سوالات و جوابات کے ساتھ جرح ہوئی۔ 27 اگست کو لاہوری گروپ کے صدر الدین' عبدالمنان عمر اور مسعود بیگ نے اپنا مؤقف پیش کیا۔ 27 اور 28 اگست دو روز ان پر جرح ہوئی۔ 5 اور 6 ستمبر 1974ء کو اٹارنی جنرل آف پاکستان جناب یحییٰ بختیار نے بحث کو سمیٹا اور وہ دو روز

اسمبلی کے اراکین کے سامنے اپنا مفصل بیان پیش کرتے رہے۔ 7 ستمبر شام چار بجے اسمبلی کا فیصلہ کن اجلاس ہوا' جس میں وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کی منظوری سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ترمیمی بل کی منظوری کا اعلان کیا۔

آئین پاکستان میں ترمیم کیلئے ایک بل:

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعدازیں درج اغراض کیلئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے' لہٰذا بذریعہ ہٰذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

(1) مختصر عنوان اور آغازِ نفاذ:

(1) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ 1974ء کہلائے گا۔

(2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

(2) آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم: -

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازاں آئین کہا جائے گا' دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ 'فرقوں' کے بعد الفاظ اور قوسین میں 'قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں)' درج کیے جائیں گے۔

(3) آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم:

آئین کی دفعہ 260 میں شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی' یعنی (3) جو شخص حضرت محمد ﷺ جو آخری نبی ہیں' کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا' یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے' وہ آئین اور قانون کی رُو سے مسلمان نہیں ہے۔ (اصل الفاظ کیلئے ملاحظہ ہو: حاشیہ نمبر 12 'آئینی ترامیم)

Marfat.com

بیان اغراض و وجوہ:

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے، اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تا کہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا، یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

یاد رہے کہ آزاد کشمیر اسمبلی پہلے ہی ایک متفقہ قرارداد کو منظور کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

17: علماء و فضلاء کے ذریعے

سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی جنہوں نے خود شروع میں مرزا صاحب کو ''براہین احمدیہ'' کے کچھ حصے لکھنے کی فرمائش کی تھی' مرزا صاحب کے دعووں پر اتنے بدظن ہوئے کہ انہوں نے مرزا صاحب کے کفر کا فتویٰ دیا۔ مرزا صاحب کی ہٹ دھرمی پر وہ ان کے سخت مخالف ہو گئے اور انہوں نے پاک و ہند کے مختلف حصوں کے علماء سے مرزا صاحب کے کافر ہونے کے فتویٰ پر دستخط کروائے۔

(ملاحظہ ہو: عبدالقادر: حیاتِ طیبہ صفحہ 132)

1896ء بمطابق 1315ھ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مستند افتاء سے قادیانیت کے ردّ میں پہلا رسالہ شائع ہوا۔ وہ ان کے صاحبزادے [illegible] مفتی حامد رضا خاں بریلوی نے ''الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی'' کے نام سے تحریر کیا تھا۔ اس میں مرزا غلام احمد کو کذاب ثابت کر کے ان کے مثیلِ مسیح ہونے کو قطعی طور پر ردّ کر دیا گیا تھا۔

1898ء بمطابق 1317ھ میں احمد رضا خاں بریلوی کے زیرِ نگرانی ایک رسالہ ''جزاء اللہ عدوہ بآباۂ ختم نبوت'' تصنیف کیا گیا۔ اس میں عقیدۂ ختم نبوت پر ایک سو بیس حدیثیں اور منکرین کی تکفیر پر جلیل القدر ائمہ کی تیس تصریحات پیش کی گئی تھیں۔

1901ء کے قریب 1320ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی نے ایک رسالہ ''السوء والعقاب علی المسیح الکذاب'' تحریر کیا' یہ ایک سوال کے جواب میں تھا کہ ایک مسلمان اگر

Marfat.com

مرزائی ہو جائے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی؟ امام احمد رضا خاں بریلوی نے دس وجوہات سے مرزا غلام احمد کا کفر ثابت کر کے احادیث کے نصوص اور دلائل شرعیہ سے ثابت کیا کہ سنی مسلمہ عورت کا نکاح باطل ہو گیا۔ وہ اپنے کافر مرتد شوہر سے فوراً علیحدہ ہو جائے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی نے مرزا غلام احمد کو صرف کافر قرار دینے پر ہی اکتفاء نہ کیا بلکہ انہیں ''مرتد منافق'' بھی کہا۔ اپنے فتوؤں میں ان کا اصل نام لینے کے بجائے ہمیشہ غلام قادیانی کے نام سے یاد کیا۔

1901ء میں جب مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو کھل کر ظلی اور بروزی نبی قرار دے لیا تو پاک و ہند کے تمام علمائے کرام میں سخت تشویش پیدا ہو گئی۔ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظرہ کرنے کا اعلان کیا۔ اس سلسلہ میں لدھیانہ میں مرزا غلام احمد کی آمد پر ان سے بات چیت کی کوشش کی گئی مگر مرزا صاحب کنی کترا گئے اور علمائے لدھیانہ کو تنگ نظر قرار دے کر راہِ فرار اختیار کی۔ علمائے لدھیانہ نے مرزا صاحب کے کفریہ عقائد پر مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ عائد کیا اور دیگر علمائے کرام کی تصدیق کے لیے ان فتاویٰ کو دار العلوم دیوبند' گولڑہ شریف اور دیگر اداروں کو روانہ کیا۔ ابتداء میں مولانا رشید احمد گنگوہی نے بعض اشکالات کے ساتھ اس فتویٰ کو علمائے لدھیانہ کو واپس کیا اور ان اشکالات کی وضاحت کے بعد دار العلوم دیوبند سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتویٰ صادر کر دیا گیا۔ اسی طرح گولڑہ شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے بھی اس کفر کے فتویٰ کی تصدیق کی۔ بعد ازاں وہ ہجرت کے ارادہ سے مدینہ منورہ چلے گئے' وہاں حضرت حاجی امداد اللہ مکی نے آپ کو حکم دیا کہ آپ واپس پاک و ہند جائیں۔ آپ سے اللہ تعالیٰ ایک بڑے فتنے کی سرکوبی کا کام لے گا۔ واپس آنے کے بعد پیر صاحب نے مرزا غلام احمد سے تحریری و تقریری مناظرے کیے اور مرزا صاحب کے کفریہ عقائد کے خلاف کتابیں تحریر کیں۔ مولانا محمد حسین بٹالوی' مولانا احمد رضا خاں

Marfat.com

بریلوی اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے علاوہ جو علماء اور فضلاء کرام مرزا صاحب کی زندگی میں ہی ان کے کافرانہ عقائد کے خلاف سینہ تان کر اُٹھ کھڑے ہوئے' ان میں چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ ان میں سے بیشتر کے نام مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں خود درج کیے ہیں اور شکایت کی ہے کہ ان لوگوں نے مجھے کافر کہا ہے:

مولوی نذیر حسین دہلوی' مولوی محمد بشیر بھوپالوی' مولوی حافظ محمد یوسف بھوپالوی' مولوی تلطف حسین دہلوی' مولوی عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی' مولوی رشید احمد گنگوہی' مولوی محمد صدیق دیوبندی مدرس بچھرایوں ضلع مراد آباد' شیخ خلیل الرحمٰن جمالی سرساوہ سہارنپور' مولوی عبدالعزیز لدھیانہ' مولوی محمد حسن لدھیانہ' مولوی احمد اللہ امرتسری' مولوی عبدالجبار غزنوی ثم امرتسری' مولوی غلام رسول عرف رسل بابا' مولوی عبداللہ ٹونکی لاہور' مولوی عبداللہ چکڑالوی لاہور' ڈپٹی فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹر نہر لاہور' منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور' منشی عبدالحق اکاؤنٹنٹ پنشنر' مولوی محمد حسن ابوالفیض ساکن بھین' مولوی سید عمر واعظ حیدرآباد' مولوی محمد علی سیکرٹری ندوۃ العلماء' مولوی سلطان الدین جے پور' مولوی مسیح الزماں استاد نظام حیدرآباد دکن' مولوی عبدالواحد خاں شاہجہانپور' مولوی اعزاز حسین خاں شاہجہانپور' مولوی ریاست علی خاں شاہجہانپور' سید صوفی جان شاہ میرٹھ' مولوی اسحاق پٹیالہ' حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر' مولوی محمد علی بوپڑی' مولوی محمد' مولوی واعظ محمود شاہ' مولوی عبدالمنان وزیرآبادی وغیرہ۔

(ملاحظہ ہو! مرزا غلام احمد: اشتہار انعامی پانسو روپیہ' تحفۂ گولڑویہ' طبع ستمبر 1902ء' صفحہ 1-2)

اس طرح پاک و ہند کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک کے تمام علمائے کرام نے مرزا صاحب کی زندگی میں ہی ان کے عقائد کو کافرانہ قرار دیا اور مرزا صاحب پر بالاجماع کافر ہونے کا فتویٰ صادر کر کے انہیں دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔ خود مرزا صاحب معترف ہیں کہ ساری اُمت نے انہیں کافر قرار دیا ہے۔

Marfat.com

''بلکہ اُمت کا اجماع بھی ہو گیا اور اجماع کے یہ معنے کیے گئے ہیں کہ گولڑہ سے دلی تک جس قدر مولوی اور سجادہ نشین تھے' سب نے کفر کی گواہی دے دی' اب شک کیا رہا۔ بلکہ اب تو کافر کہنا اور لعنت بھیجنا موجب درجات ہے اور بعض نفلی عبادتوں سے بہتر''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 88)

شاید مرزا صاحب کو قوم کے علماء وفضلاء سے اتنے شدید ردِ عمل کی توقع نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے پینترے بدلنے شروع کیے' مختلف مقامات پر مختلف متضاد اور متناقض دعوے کیے' کبھی دعوے واپس لیے کہ نہیں میری مراد یہ نہ تھی وہ تھی' وہ نہ تھی یہ تھی وغیرہ۔ کئی بار انہوں نے سب دعووں سے دستبرداری اختیار کر کے اور توبہ تائب ہو کر طلیحہ بن خویلد اور سجاح بنت حارث کی طرح (جھوٹے دعوے دارانِ نبوت جو توبہ کر کے پھر سے مسلمان ہوئے) پھر سے مسلمان بننے کا بھی سوچا ہوگا۔ خود لکھتے ہیں:

''بعض دفعہ میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ میں درخواست کروں کہ خدا مجھے اس عہدہ سے علیحدہ کرے''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 12)

لیکن وہ اپنے دعووں میں اتنے آگے نکل چکے تھے کہ اب واپسی ناممکن تھی۔ وہ شاید اب کمبل چھوڑنا بھی چاہتے تو کمبل انہیں چھوڑنے والا نہ تھا۔

مرزا صاحب کئی بار مباہلہ کی خود دعوت دے کر راہِ فرار اختیار کرتے رہے۔ وہ علمائے لدھیانہ کو تنگ نظر قرار دے کر لدھیانہ میں مناظرہ سے بھاگے' پھر پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو مباہلہ کی دعوت دے کر عین وقت پر پلٹ گئے اور مباہلہ کی بجائے اسے ''قرآن کی تفسیر'' کے مقابلے کا چیلنج بنا دیا۔ جب پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے اسے بھی قبول کر لیا تو وہ اس سے بھی بھاگ گئے۔ خود معترف ہیں کہ پیر صاحب ''سرخرو'' ہو گئے۔

''وہ اس اعجازی مقابلہ کے وقت جو عربی میں تفسیر لکھنے کا مقابلہ تھا' اپنی نسبت یقین رکھتے تھے' گویا عوام کے خیالات کو اور طرف اُلٹا کر سرخرو ہو

گئے اور پردہ بنا رہا''۔ (حوالہ مذکور صفحہ: ٹائٹل پیج' طبع اوّل (بیک))

جب پیر صاحب نے انہیں پھر بحث کی دعوت دی تو اب انہوں نے ایک اشتہار شائع کیا کہ وہ زبانی بحث نہیں کر سکتے' البتہ ان کی لکھی گئی کتاب کے جواب میں کوئی کتاب لکھ کر ان کے دلائل توڑ دیں تو وہ پیر صاحب کو پچاس روپے انعام دیں گے:

''اشتہار انعامی پچاس روپیہ:

..........پیر مہر علی شاہ صاحب کی درخواست زبانی بحث کی جو میرے پاس پہنچی' میں کسی طرح اس کو منظور نہیں کر سکتا..........میں یہ رسالہ لکھ کر اس وقت اقرارِ صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کے مقابل پر کوئی رسالہ لکھ کر میرے ان تمام دلائل اوّل سے آخر تک توڑ دیں اور پھر مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایک مجمع بٹالہ میں مقرر کر کے ہم دونوں کی حاضری مں میرے تمام دلائل ایک ایک کر کے حاضرین کے سامنے ذکر کریں اور پھر ہر ایک دلیل کے مقابل پر جس کو وہ بغیر کسی کی بیشی اور تصرف کے حاضرین کو سنا دیں گے' پیر صاحب کے جوابات سنا دیں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ یہ جوابات صحیح ہیں اور دلیل پیش کردہ کی قلع قمع کرتے ہیں تو میں مبلغ پچاس روپیہ انعام بطور فتحیابی پیر صاحب کو اسی مجلس میں دے دوں گا۔ اور اگر پیر صاحب تحریر فرما دیں تو میں یہ مبلغ پچاس روپیہ پہلے سے مولوی محمد حسین صاحب کے پاس جمع کرا دوں گا' مگر یہ پیر صاحب کا ذمہ ہو گا کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب کو ہدایت کریں کہ تا وہ مبلغ پچاس روپیہ اپنے پاس بطور امانت جمع کر کے باضابطہ رسید دے دیں اور مندرجہ بالا طریق کی پابندی سے قسم کھا کر اُن کو اختیار ہو گا کہ وہ بغیر میری اجازت کے پچاس روپیہ پیر صاحب کے حوالہ کر دیں..........پیر صاحب کا یہ

Marfat.com

اختیار نہیں ہو گا کہ یہ فضول عذرات پیش کریں کہ میں نے پہلے سے ردّ کرنے کے لیے کتاب لکھی ہے کیونکہ اگر انعامی رسالہ کا انہوں نے جواب نہ دیا تو بلاشبہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ وہ سیدھے طریق سے مباحثات پر بھی قادر نہیں ہیں''۔

(المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان یکم ستمبر 1902ء حوالۂ مذکور ٹائٹل پیج بیک)

پیر مہر علی شاہ صاحب نے مرزا صاحب کا یہ چیلنج بھی قبول کیا اور مرزا صاحب کے دلائل کے ردّ میں ایک نہیں کئی رسالے لکھ دیئے لیکن مرزا صاحب نے پچاس روپیہ انعام تو کیا دینا تھا' مجلس منعقد کرنے سے ہی بھاگ گئے حالانکہ خود انہوں نے ''مجمع بٹالہ میں ہم دونوں کی حاضری میں'' دلائل سنائے جانے کی شرط رکھی تھی اور وہ خود ایسے مقابلے کو ''اعجازی مقابلہ'' اور نرم طور پر ''مباہلہ'' قرار دے چکے تھے۔

''میں نے اپنے اشتہار میں......... پیر مہر علی صاحب گولڑوی کو اس بناء پر ایک اعجازی مقابلہ کی دعوت کی تھی...... اس قسم' کا مقابلہ گو حقیقی طور پر مباہلہ نہیں کیونکہ اس میں لعنت نہیں اور کسی کے لیے عذاب کی درخواست نہیں' اسی لیے ہم نے اس کا نام اعجازی مقابلہ رکھا' تاہم مباہلہ کے اغراض نرم طور پر اس میں موجود ہیں' جو خدا کے فیصلہ کے لیے کافی ہیں''۔ (حوالۂ مذکور صفحہ 1 (ضمیمہ کے بعد صفحہ 47))

مرزا صاحب نے میدان میں نکل آنے سے بلکہ کسی بھی میدان میں نکلنے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ خود میدان میں نہ نکلنے والے کو ''مخنث'' اور ''بے شرم'' وغیرہ قرار دے چکے تھے۔

''میں ہر روز اس بات کے لیے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاجِ نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے' مگر میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں''۔ (حوالۂ مذکور صفحہ 13)

Marfat.com

''تو کیوں وہ میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا' عورتوں کی طرح باتیں بنانا' یہ طریق کس کو نہیں آتا۔ ہمیشہ بے شرم منکر ایسا ہی کرتے رہے ہیں''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 90)

1904ء کے لگ بھگ 1323ھ میں احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی طرف سے ایک رسالہ ''قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان'' کے نام سے تصنیف ہوا۔ اس میں جھوٹے مسیح قادیان کے شیطانی الہامات کے زیرِ عنوان مرزا صاحب کے الہاموں اور ان کی کتابوں کے کفریہ اقوال پیش کر کے ان کا ردّ کیا گیا تھا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ سیّدنا مریم رضی اللہ عنہا کی پاکی و طہارت بیان کر کے اُن کی عظمت کو اجاگر کیا گیا تھا۔

1907ء کے لگ بھگ 1326ھ یعنی مرزا صاحب کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ان کی زندگی کے آخری ایام میں امام احمد رضا خاں صاحب ریلوی نے ایک اور رسالہ تصنیف کیا۔ اس کا عنوان ''المبین ختم النبیین''۔ تھا۔ یہ اس سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا ''خاتم النبیین'' میں لفظ ''النبیین'' پر جو الف لام ہے وہ استغراق کا ہے یا عہد خارجی کا۔ امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے دلائل کثیرہ واضحہ سے ثابت کیا کہ اس پر الف لام استغراق کا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

1921ء کے لگ بھگ 3 محرم 1340ھ میں ایک استفتاء کے جواب میں امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی وفات سے پہلے ایک اور رسالہ بعنوان ''الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی'' لکھا اور اس میں بدلائلِ صریح ثابت کیا کہ مرزا غلام احمد کافر اور مرتد ہے۔

اسی دور میں علامہ اقبال نے کتاب ''اسلام اور احمدیت'' انگریزی زبان میں لکھی۔ انہوں نے منطقی طور پر قادیانیوں کو اسلام کا باغی گروپ قرار دے کر انہیں اسلام سے خارج کیا اور مرزا غلام احمد کو مجوسی قرار دیا:

Marfat.com

"It (the Muslim Community or Ummah) is secured by the idea of the finality of prophethood alone".

"After all, if th integrityy of a community is threatened, the only course open to that community is to defend itself against the forces of disintegration".

"And what are the ways of self-defence? Contraversial writings and refutation of the claims of the man who is regarded by the parent community as a religious adventurer. Is it then fair to preach toleration to the parent community whose integrity is threatened and to allow the rebillious group to carry on its propaganda with impunity; even when the propaganda is highly abusive?"

"He (Mirza Ghulam Ahmad) claims to be buruz of the Holy Prophet of Islam, insinuating thereby...... This if we take, the argument remains ineffective, if on the other hand, we take it to mean reincarnation of the original in the Aryan sense of the word, the argument becomes plausible; but its authoer turns out to be only a Magian in disguise". (Allama Iqbal: Islam and Ahmadism)

(مزید تفصیل اور حوالہ کیلئے دیکھئے: حاشیہ نمبر10 'اقبال)

ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا ایک مقدمہ دائر ہوا کہ غلام عائشہ

بنت مولوی الٰہی بخش کا نکاح عبدالرزاق قادیانی کے ساتھ لاعلمی میں ہو گیا ہے' اسے منسوخ کیا جائے۔ عبدالرزاق قادیانی کے بارے میں طے ہونا تھا کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ اس مقدمے میں مولانا انور شاہ کشمیری شدید علالت اور ضعف کے باوجود آئے اور عدالت میں ثابت کیا کہ عبدالرزاق قادیانی مرتد ہو چکا ہے اور وہ اب مسلمان نہیں ہے۔ عدالت نے 7 فروری 1935ء کو ان کا مؤقف تسلیم کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ چونکہ مدعا علیہ مرتد ہو چکا ہے' اس لیے ارتداد کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جاتا ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری نے تمام قادیانیوں کو کافر' مرتد قرار دیا اور اپنے مؤقف کو کتاب ''خاتم النبیین'' میں بدلائل ثابت کیا۔ (مقدمات کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: حاشیہ نمبر 15 'عدالتوں کے ذریعہ)

مولانا انور شاہ کشمیری کی تجویز پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ''مجلس احرار اسلام'' میں ایک شعبہ ختم نبوت قائم کیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اس پلیٹ فارم پر تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام کو جمع کیا۔ جگہ جگہ جلسوں اور مناظروں کا آغاز کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ یہ جدوجہد قیام پاکستان تک جاری رہی۔ قیامِ پاکستان کے بعد ایک مرحلے پر ایک لاکھ سے زائد علمائے کرام اور رضا کارانِ ختم نبوت پس دیوار زنداں کر دیئے گئے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا عبدالستار نیازی کو سزائے موت دی گئی۔ مولانا ابوالحسنات' سید عطاء اللہ شاہ بخاری سمیت شعبہ ختم نبوت کے تمام مرکزی اور صوبائی رہنما گرفتار کر لیے گئے' دیگر تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام بھی گرفتار کر لیے گئے اور ان پر مقدمات چلا کر انہیں دیگر سزائیں سنائیں گی۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے رسالہ ''ختم نبوت'' لکھا جو آج کل ان کی ''تفہیم القرآن'' جلد چہارم میں شامل ہے۔ الیاس برنی نے کتاب ''قادیانی مذہب'' لکھی۔ مفتی محمد شفیع نے ''ختم نبوت کامل'' لکھی اور اسی طرح دیگر تمام مکتب فکر کی طرف سے بہت سی کتابیں منصۂ شہود پر آئیں جن میں دلائل واضحہ اور قاطعہ سے ثابت کیا گیا کہ

Marfat.com

قادیانی دائرۂ اسلام سے قطعاً خارج ہیں۔

1974ء میں 6 اپریل سے 10 اپریل کے درمیان مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیرِ انتظام ایک عالمی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں دنیا بھر کے تمام حصوں کے تمام مسلم ممالک سے 140 مسلمان تنظیموں' اداروں اور سکالروں کے وفود نے شرکت کی۔ عالم اسلام میں موجود تمام فرقوں کو نمائندگی حاصل تھی۔ تمام نے متفقہ طور پر طے کیا کہ قادیانی عقائد کو واضح کر کے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے کہ ان کے ساتھ غیر مسلموں والا معاملہ کیا جائے۔ سب نے طے کیا کہ قادیانی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے بھرپور اقدامات کیے جائیں کیونکہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے' جو اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ کہہ کر دھوکہ دیتی ہے۔ سب نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔

27 مئی 1974ء کو چناب نگر (ربوہ) ریلوے سٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج' ملتان کے طلباء پر قادیانیوں کی ''الفرقان فورس'' نے اس وقت حملہ کر دیا جب ان کی گاڑی سٹیشن پر آ کر رکی اور انہوں نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ اس جھڑپ میں بہت سے طلبا زخمی ہو گئے۔ جب زخمیوں کی گاڑی فیصل آباد پہنچی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا تاج محمد' مفتی زین العابدین' حکیم اشرف وغیرہ نے ان زخمی طلبا کو ابتدائی طبی امداد دی اور اسپتال پہنچایا۔ انہوں نے اس ظلم کے خلاف ایک احتجاجی تحریک کا آغاز کیا۔ انہوں نے واقعہ کی تحقیقات کے مطالبے کے ساتھ ساتھ یہ مطالبہ بھی کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ یہ تحریک زور پکڑ گئی۔ بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد یوسف بنوری نے مولانا مفتی محمود کی مشاورت سے 9 جون 1974ء کو ''مجلس عمل تحفظِ ختم نبوت'' تشکیل دی جس میں پاکستان کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں بھی شامل ہوئیں۔ اس مجلس عمل میں عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت' جمعیت

Marfat.com

علمائے اسلام' جمعیت علمائے پاکستان' جماعت اسلامی' جمعیت اہل حدیث' ادارہ تحفظِ حقوقِ شیعہ' جماعت اہل حدیث' نیشنل عوامی پارٹی' خاکسار تنظیم' پاکستان جمہوری پارٹی' مجلس احرارِ اسلام' تحریک استقلال' تنظیم اہل سنت والجماعت' اشاعت التوحید والسنۃ' مرکزی جماعت اہل سنت' قادیانی محاسبہ کمیٹی اور تبلیغی جماعت شامل تھیں۔ مولانا سید محمد یوسف بنوری صدر اور رفیق احمد باجوہ سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے۔ ہر جماعت کے دو دونمائندوں پر مشتمل مجلس شوریٰ تشکیل دی گئی۔ 14 جون 1974ء کو ملک گیر ہڑتال کا اعلان ہوا' یہ پرامن ہڑتال اتنی بھرپور اور موثر تھی کہ وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کا مسئلہ اسمبلی میں پیش کرنے کا اعلان کیا۔ اس کے نتیجے میں 7 ستمبر 1974ء کو آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا (آئینی ترامیم کی تفصیل کیلئے' ملاحظہ ہو: حاشیہ نمبر 12) ضیاء الحق کے دورِ صدارت میں حکومت پاکستان نے ایک قرطاس ابیض شائع کیا۔ اردو میں اس کا عنوان تھا: ''قادیانیت اسلام کیلئے سنگین خطرہ اور خلافِ اسلام سرگرمیاں روکنے کیلئے حکومت کے اقدامات''۔ قادیانیوں نے اسے خرید خرید کر جلا دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مختلف علماء وفضلاء کے لکھے ہوئے ہزاروں رسالے اور کتابیں شائع کیں اور کی جارہی ہیں۔ ماہانہ رسالہ بھی شائع ہو رہا ہے اور قادیانیت کے ایک ایک پہلو اور ایک ایک گوشے پر روشنی ڈال کر اس کا کفر اور ارتداد واضح کیا جاتا ہے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نے اسی ادارے کے زیر اہتمام شاندار خدمات سرانجام دیتے ہوئے اَن گنت رسالے' کتابیں اور لیکچر شائع کیے ہیں۔ ''عقیدۂ ختم نبوت'' ''قادیانیوں اور غیر مسلمانوں میں فرق'' اور کئی جلدوں میں ان کی کتاب قادیانیت کو دائرۂ اسلام سے خارج ثابت کرنے میں حرفِ آخر کا درجہ رکھتی ہیں۔

اسی طرح ہر فرقہ' ہر جماعت اور ہر مکتب فکر کے ہر قسم کے تمام علماء وفضلاء کے ذریعے بھی بالاجماع قادیانیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔

Marfat.com

18: کثرتِ رائے کے ذریعے

مرزا غلام احمد نے اپنا ایک الہام پیش کرتے ہوئے لکھا:

''ایک زبردست الہام اور کشف''

آج 2 جون 1900ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا' دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا: 'اقبال'۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخری سطر میں یہ لفظ لکھنے سے (میرے) انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام بااقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا: ''قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے' کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے''۔ اس کے یہ معنی مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے' الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لیے باقی نہ رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے' ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔

اس کے بعد 3 جون 1900ء کو بوقت ساڑھے گیاہ بجے یہ الہام ہوا...... یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہو گئی کہ ان کے لیے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہو گا اور کوئی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائے گی کہ فیصلہ کر دے گی''۔ (مرزا غلام احمد: تحفۂ گولڑویہ صفحہ 39)

مرزا صاحب نے مزید پیش گوئی کرتے ہوئے لکھا کہ انہیں یہ وحی آئی ہے:

Marfat.com

عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم مودۃ ۔

اس کا اُردو ترجمہ انہوں نے خود کیا کہ اس کا مطلب ہے:

''عنقریب ہے کہ خدا تم میں اور تمہارے دشمنوں میں دوستی کر دے گا''۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے مرزا صاحب فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں:

''یہ تو غیر ممکن ہے کہ تمام لوگ مان لیں کیونکہ بموجب آیت ''ولذلك خلقهم ''اور بموجب آیت کریمہ ''وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الی یوم القیامه ''سب کا ایمان لانا خلاف نصِ صریح ہے' پس اس جگہ سعید لوگ مراد ہیں (جو سارے مجھ پر ایمان لے آئیں گے)''۔

مرزا صاحب نے اپنا ایک اور الہام پیش کرتے ہوئے لکھا:

''ایک عزت کا خطاب' ایک عزت کا خطاب' اک خطاب العزۃ' ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہو گا' عزت کے خطاب سے مراد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ اکثر لوگ پہچان لیں گے اور عزت کا خطاب دیں گے (یعنی اکثریت مجھ پر ایمان لے آئے گی)''۔(حوالہ مذکور صفحہ 36-37)

''براہین احمدیہ'' میں مرزا صاحب نے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ:

اذ قال اللّٰہ یعیسٰی انی متوفیك ورافعك الی ومطهرك من الذین كفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الی یوم القیٰمه ۔

(القرآن:3/55)

کو اپنے اوپر اوڑھتے ہوئے دعویٰ کیا کہ اس آیت کریمہ میں عیسیٰ سے مراد میں ہوں اور اس آیت میں ان کے پیروکاروں سے مراد میری جماعت ہے۔قرآن مجید کی یہ پیش گوئی ثابت کر رہی ہے کہ جو لوگ بھی میری اطاعت سے باہر ہیں' وہ کم ہوتے چلے جائیں گے اور میری جماعت سے باہر مسلمانوں کے تمام فرقے ختم ہوتے جائیں گے

Marfat.com

کیونکہ وہ میری جماعت میں داخل ہوتے چلے جائیں گے' یا وہ سب تباہ ہو جائیں گے۔

(ملاحظہ ہو! مرزا غلام احمد: براہین احمدیہ جلد 5 صفحہ 73-74)

اس آیت کریمہ کا اصل ترجمہ بھی پیش خدمت ہے:

''اللہ نے کہا: اے عیسیٰ! اب میں تجھے واپس لے لوں گا اور تجھ کو اپنی طرف اُٹھا لوں گا اور جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے ان سے تجھے پاک کر دوں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک ان لوگوں پر بالا دست رکھوں گا جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے''۔

چنانچہ ان پیشین گوئیوں کو پورا کرنے کیلئے اب انہوں نے قادیانیوں کی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کرنا شروع کی۔

27 ستمبر 1899ء کو مرزا صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھا کہ میں نے کسی کتاب میں اپنے اوپر ایمان لانے والوں کی تعداد تین سو لکھی تھی' اب یہ تعداد دس ہزار تک پہنچ چکی ہے اور آئندہ تین سالوں کے اندر اندر ایک لاکھ سے بڑھ جائے گی۔

(تبلیغ رسالت جلد 8 صفحہ 54)

4 نومبر 1900ء کو انہوں نے دعویٰ کیا کہ اب تعداد تیس ہزار ہو چکی ہے۔

(حوالہ مذکور جلد 9 صفحہ 90)

پھر انہوں نے دعویٰ کیا کہ ''میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری جماعت میں کم از کم ایک لاکھ آدمی مجھ پر اخلاص کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں''۔ (سیرت مہدی جلد 1 صفحہ 146)

1902ء میں اپنی کتاب ''تحفۃ الندوہ'' میں بھی انہوں نے ایک لاکھ کی تعداد کی تصدیق کی اور بتایا کہ صرف طاعون کی وباء کے دوران ہی دس ہزار لوگ ان پر ایمان لے آئے تھے۔

1907ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ضمیمہ میں انہوں نے

Marfat.com

اپنے اوپر ایمان لانے والوں کی تعداد چار لاکھ بتائی۔ (صفحہ 117)

اپنی وفات سے پہلے انہوں نے یہ تعداد پانچ لاکھ بتائی۔

(انسائیکلو پیڈیا مذہب اور اخلاق جلد 10 صفحہ 530)

مرزا صاحب کے جانشینوں نے اپنی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کا کام جاری رکھا۔ ایک قادیانی مبارک احمد جو جامعہ احمدیہ قادیان میں استاد تھے' انہوں نے یہ تعداد پچاس لاکھ تک بڑھا دی۔ ایک اور قادیانی ترجمان عبدالرحمٰن درد نے دعویٰ کیا کہ پنجاب میں قادیانیوں کی تعداد مسلمانوں سے بڑھ گئی ہے۔ اس وقت پنجاب کی کل آبادی ڈیڑھ کروڑ تھی' چنانچہ ان کا دعویٰ تھا کہ قادیانی پچھتر لاکھ سے بھی زیادہ ہو چکے ہیں۔

قادیانیوں کے ان دعوؤں کے برعکس اصل صورتِ حال جاننے کے لیے ہم Encyclopaedia Religion and Ethics دیکھتے ہیں:

"The movement has grown steadily since its inception in 1889. In 1896 it claimed 313 members. In the 1901 Government census 1113 males were returned for the United Provinces, and 11087 for the Bombay Presidency. In 1904, Mirza Sahib claimed more than 100,000 followers and before his death he estimated the total number of his followrs at 500,000. Against this manifest exaggeration must be placed the returns of the census for the Punjab in 1911, viz 18,695 Ahmadis".

(Encyclopaedia of Religion and Ethics Vol:X, P:530 Q)

یعنی انسائیکلو پیڈیا کی بے لاگ تحقیق بھی کہہ رہی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے

Marfat.com

ماننے والوں کی تعداد پانچ لاکھ بتا کر "کھلم کھلا مبالغہ آرائی" "Manifest Exaggeration" کی اور 1911ء کی سرکاری مردم شماری کے مطابق احمدیوں کی تعداد اٹھارہ ہزار 6 سو پچانوے ہے۔

1911ء کی سرکاری مردم شماری نے جب قادیانیوں کی تعداد کا پول بیچ چوراہے میں کھول دیا تو اب جماعت احمدیہ کو سخت شرمندگی اُٹھانا پڑی' 1931ء کی مردم شماری ہوئی تو اس میں جماعت احمدیہ نے اپنا پورا اثر و رسوخ استعمال کیا اور "ہر قسم" کی کوششیں کی گئیں' اس کے باوجود یہ تعداد 55,000 ریکارڈ پر آئی۔ چنانچہ 1934ء میں مرزا محمود احمد نے اسے قابلِ قبول اور قابلِ یقین بناتے ہوئے اعتراف کیا کہ ان کی تعداد 75,000 ہے۔

(خطبہ میاں بشیر الدین محمود: الفضل قادیان' جلد 21 صفحہ 152' بتاریخ 1934-6-21)

قادیانیوں نے اپنا مرکز لندن میں بنایا تو اپنی تعداد کو مبالغہ آمیز حد تک بڑھا چڑھا کر دکھانے کا سلسلہ پھر سے شروع کیا گیا۔ "اکنامسٹ لنڈن" کی ایک اشاعت میں قادیانیوں نے اپنی تعداد "ایک کروڑ" بتائی اور یہ کہ ان میں سے دو تہائی پنجاب پاکستان میں ہیں کیونکہ ان کا پہلا مرکز "ربوہ" بھی وہیں ہے۔

لیکن!

پاکستان میں 1981ء کی مردم شماری میں قادیانیوں کی پورے ملک میں کل تعداد ایک لاکھ تین ہزار (103000) ریکارڈ کی گئی جبکہ صرف پنجاب میں مسلمانوں کی تعداد ساڑھے چار کروڑ سے متجاوز تھی۔ حال ہی میں 10 اکتوبر 2002ء کے الیکشن میں پورے ملک میں ووٹر لسٹیں تیار کر کے اپ ڈیٹ کی گئیں۔

روزنامہ "جنگ" 6 ستمبر 2002ء کا تراشہ پیشِ خدمت ہے:

لاہور (نامہ نگار) الیکشن 2002ء کیلئے پنجاب سے قومی اسمبلی کی 148 نشستوں اور صوبائی اسمبلی کی 297 نشستوں کیلئے چار کروڑ 12 لاکھ 64 ہزار 997 ووٹر اپنے حق رائے

Marfat.com

دہی کا استعمال کریں گے جن میں 29ہزار902 قادیانی ووٹر بھی شامل ہیں جبکہ اسلام آباد سے قومی اسمبلی کی دو نشستوں کیلئے 38لاکھ 3601ووٹر ہیں۔ پنجاب سے قومی اسمبلی کی حلقہ 50 سے لے کر 197 اور پنجاب اسمبلی کی 297 نشستوں کیلئے دو کروڑ 85لاکھ 76ہزار 62 مرد اور ایک کروڑ 93لاکھ 77ہزار 433 خواتین ووٹر ہیں' اسی طرح قومی اور صوبائی اسمبلی کیلئے قادیانی ووٹروں میں 15 ہزار 444 مرد اور 14 ہزار 458 خواتین شامل ہیں۔ اسلام آباد سے قومی اسمبلی کی دو نشستوں حلقہ 48 اور 49 میں 20لاکھ تین ہزار 394 مرد اور 18 لاکھ 207 خواتین ووٹر شامل ہیں جبکہ اسلام آباد میں ایک بھی قادیانی ووٹ نہیں ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور' جمعہ 27 جمادی الثانی 1423ھ' 6 ستمبر 2002ء)

یعنی صرف پنجاب میں جو قادیانیت کا گڑھ' اس کا مولد اور Cradle ہے' سوا چار کروڑ مسلمانوں کے مقابلہ میں صرف تیس ہزار کے قریب قادیانی ہیں۔ اس نسبت کو فی صد میں بیان تک نہیں کیا جا سکتا۔ ایک فی ہزار بھی نہیں' ایک ہزار مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک قادیانی بھی نہیں' بلکہ پون آدمی سے کچھ کم' یعنی پوری اُمت مسلمہ کو اگر 6 فٹ کا ایک جوان رعنا سمجھ لیا جائے تو قادیانی حضرات اس جسم میں پاؤں کی چھنگلی کے ایک سیاہ ناخن کے شاید برابر ہوں جسے کینسر زدہ سمجھ کر' کاٹ کر علیحدہ کیے جانے کے لیے آئین پاکستان 1973ء نے ڈاکٹری اپریشن کی اجازت دی ہو۔

(آئین 73 کی متعلقہ دفعات کے لیے ملاحظہ ہو: نمبر 12 آئینی ترامیم)

اس طرح اس دنیا میں کسی بھی مسئلہ کے فیصل کرنے کے تمام ممکنہ انسانی ذرائع جو اقوامِ متحدہ میں بھی رائج ہیں اور جنہیں اقوامِ متحدہ کا چارٹر بھی تسلیم کرتا ہے' یعنی عدالت کے ذریعے' اسمبلی کے ذریعے' علماء کے ذریعے یا اکثریتی رائے عامہ کے ذریعے' ان تمام ذرائع سے طے کر دیا گیا کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں' وہ اُمت مسلمہ کا حصہ نہیں۔ وہ اُمت مسلمہ کا ایک فرقہ بھی نہیں' بلکہ ایک نئی اُمت ہیں۔

Marfat.com

19: پیشین گوئیاں

مرزا صاحب کی اکثر پیشین گوئیاں غیر قادیانیوں کی اموات کے بارے میں ہیں۔اپنے اردگرد جب بھی کوئی غیر قادیانی فوت ہوتا تو وہ اوران کے پیروکار اسے مرزا صاحب کی حقانیت کی دلیل قرار دے دیتے۔غیر قادیانیوں میں سے اگر کوئی مشہور اور معروف شخصیت کا انتقال ہوتا تو مرزا صاحب کی خوب بن آتی اور وہ فوت شدہ شخصیت کا نہ صرف مذاق اُڑاتے بلکہ سخت توہین آمیز باتیں بھی کرتے جنہیں ان کے پیروکار نمک مرچ لگا کر مزید نکھارتے اور مرزا صاحب کی سچائی کی دلیل کے طور پر اس کا خوب پرچار کرتے۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے' ظاہر ہے ہر کسی نے کسی نہ کسی روز تو مرنا ہی ہےاور جب قادیانیوں کے مقابلہ میں غیر قادیانیوں کی اتنی بڑی اکثریت چاروں طرف موجود ہوتو اموات تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ مرزا صاحب کی ایسی بچگانہ حرکتیں جب ضرورت سے زیادہ بڑھیں تو گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے 23اگست 1897ء کو دفعہ C.P.C 107 کے تحت مرزا صاحب کو باز رہنے کا حکم جاری کیا۔ (ملاحظہ ہو: قادیانیوں کی اپنی کتاب البریہ صفحہ 261) مرزا صاحب کوعدالت میں ایک حلف نامہ جمع کرانا پڑا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ (ملاحظہ ہو: تبلیغ رسالت جلد6 صفحہ 166' اور صفحہ 168) پھر انہیں 25 فروری 1899ء کو گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایم ڈوئی کی عدالت میں ایسا ہی حلف نامہ دوبارہ داخل کرانا پڑا اور وعدہ کرنا پڑا کہ آئندہ اب وہ ایسا ہرگز نہ کریں

Marfat.com

گے۔(تبلیغ رسالت جلد 8 صفحہ 44)

ان تمام حلف ناموں کے باوجود انہوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا اور بالآخر مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں بھی ایسی ہی پیشین گوئی کر بیٹھے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری ایک مشہور عالمِ دین تھے' مرزا صاحب کے سخت مخالف تھے اور وہ اپنے دلائل سے مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کر رہے تھے اور اس وقت پوری غیر قادیانی دنیا کی نمائندگی کر رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سارے برصغیر نے مرزا صاحب کی اس پیشین گوئی پر توجہ دی کہ یہ واقعی پیشین گوئی کے زمرے میں آتی ہے اور اس کا نتیجہ حقیقتاً اہمیت کا حامل ہوگا۔

15 اپریل 1907ء کو مرزا صاحب نے ایک خط لکھا اور اس میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اس بات پر خوب لتے لئے کہ مرزا صاحب کے خلاف اتنا پروپیگنڈاء کیوں کیے جا رہے ہیں۔ پھر مرزا صاحب نے ببانگِ دہل اعلان کرتے ہوئے لکھا کہ ''اگر میں ایسا ہی جھوٹا اور ایسا ہی جعل ساز ہوں جیسا کہ تم نے مجھے اپنے اخبار میں پیش کیا ہے تو میں تمہاری زندگی میں ہی مر جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ایک جھوٹا اور جعل ساز زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا اور آخر اسے اپنے دشمنوں کی زندگی میں ہی لعنت کی موت آ جاتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ مر جائے تا وہ اللہ کی مخلوق کو خراب نہ کرے۔ اور اگر میں جھوٹا نہیں' جعل ساز نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ملہم اور اس کی طرف سے مسیح موعود ہوں تو پھر خدا تعالیٰ اپنے قانون کے مطابق تمہیں مجھے جھٹلانے کی سزا دے گا۔ یہ سزا بھی کسی انسانی ہاتھ سے نہیں ملے گی بلکہ ربانی ہاتھ سے ملے گی جیسے طاعون ہیضہ اور ایسی ہی مہلک بیماریاں۔ اگر ایسی سزا تم پر نازل نہ ہوئی تو میں خدا کی طرف سے نہیں بھیجا گیا''۔

(ملاحظہ ہو: قادیانیوں کی اپنی کتاب ''حیاتِ طیبہ'' صفحہ 423 تا 425)

یہ اتنی واضح پیشین گوئی تھی کہ ساری غیر قادیانی دنیا نے اس کا نوٹس لیا۔ سب چونک اُٹھے کہ دیکھئے کیا ظہور میں آتا ہے' کیا واقعی مرزا صاحب سچے ہیں یا جھوٹے۔ ہوا

Marfat.com

یہ کہ مرزا صاحب ایک سال کے اندر اندر 1908ء میں ہیضہ سے خود مر گئے اور مولوی ثناء اللہ امرتسری زندہ رہے۔ وہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد کئی سال تک زندہ رہے۔ مرزا صاحب کے پیروکار مرزا صاحب کی موت کا سبب ہیضہ کے بجائے دست (Diarrhoea) قرار دیتے ہیں جبکہ مرزا صاحب کے اپنے سسر اس بیماری کو ہیضہ (Cholera) ہی کہتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو! قادیانی مذہب: الیاس برنی صفحہ 137)

زندگی اور موت کے خدائی نظام میں ایسی بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ کون پہلے مرتا ہے اور کون بعد میں اور کیسے' لیکن مولوی ثناء اللہ امرتسری سے پہلے مرزا صاحب کی وفات اور وہ بھی ہیضہ یا دستوں سے خودبخود اہمیت اختیار کر گئی کیونکہ مرزا صاحب نے اپنی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پہلے موت کو اور وہ بھی ہیضہ وغیرہ سے اپنی سچائی اور جھوٹ کا خود معیار قرار دیا تھا اور زبان بھی بہت ہی سخت استعمال کر کے سب کو چونکا دیا تھا۔ بعد میں مرزا صاحب کے پیروکاروں نے حسب معمول اس واقعہ کی بھی تاویلیں شروع کر دیں کہ مرزا صاحب نے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کو صرف مباہلہ کا چیلنج دیا تھا جو مولوی صاحب نے قبول ہی نہیں کیا تھا' وغیرہ حالانکہ مرزا صاحب کے خط میں نہ مباہلہ کا لفظ ہے نہ ذکر اور نہ دوسرے فریق کی کسی آمادگی کا معاملہ۔

(ملاحظہ ہو! ''حیاتِ طیبہ'' صفحہ 423-425)

ایک عیسائی عالم آتھم سے مرزا صاحب نے مناظرے کیے تھے' یہ مناظرے 1893ء میں 22 مئی سے 5 جون تک جاری رہے۔ 5 جون 1893ء مناظرہ کے آخری روز مرزا صاحب نے ایک پیشین گوئی کر دی کہ ''پچھلی رات میں نے اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ دعا مانگی کہ اللہ اس معاملہ کو فیصل فرما دے کہ ہم تمام اس کے عاجز بندے ہیں اور اس کے فیصلہ کے بغیر لاچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نشانی دی ہے اور خوش خبری عطا کی ہے کہ مناظرہ میں شریک جو بھی جھوٹا ہے اور ایک عام انسان کو خدا بنا

Marfat.com

رہا ہے' وہ مناظرہ کے ہر دن کے بدلے میں ایک ماہ بعد کے حساب سے حاویہ (جہنم) میں ڈالا جائے گا اور سخت ذلیل کیا جائے گا۔ جو کوئی بھی راہِ راست پر ہے اور ایک اللہ پر ایمان رکھتا ہے' اس کی عزت افزائی ہوگی۔ جب یہ پیشین گوئی پوری ہوگی تو اندھے اپنی بینائی پا جائیں گے۔ جو لنگڑے ہوں گے' چلنے لگ جائیں گے اور جو بہرے ہیں' سننے لگ جائیں گے' وغیرہ......... میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر میری یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہو گئی اور جو سیدھے راستے پر نہیں ہے' اگر اسے پندرہ ماہ کے اندر اندر موت نہ آئی اور وہ جہنم رسید نہ ہوا تو میں ہر قسم کی سزا پانے کو تیار ہوں خواہ مجھے ذلیل کر دیا جائے' میرا منہ کالا کر دیا جائے اور میری گردن کے گرد رسّی ڈال کر پھانسی دے دی جائے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ ایسا ہی کرے گا' اللہ ایسا ہی کرے گا وہ یقیناً ایسا ہی کرے گا' وغیرہ۔ (ملاحظہ ہو! جنگِ مقدس صفحہ 183-184 'اور سلسلۂ تصنیفات جلد 5 صفحہ 2562)

واضح رہے کہ یہ مناظرہ مرزا صاحب کی اپنی حقانیت کا نہیں تھا بلکہ اسلام کی حقانیت کا تھا کہ آیا اسلام سچا دین ہے یا آتھم کا عیسائی عقیدہ' لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی مرزا صاحب کو رسوائی دی اور آتھم پندرہ ماہ کے دیئے گئے وقت میں فوت نہ ہوا۔

مرزا صاحب نے اپنی پیش گوئی پورا کرنے کے لیے ہر قسم کے حربے استعمال کیے' سفلی علوم' جھاڑ پھونک' چلہ کشی' جادو ٹونے سب کچھ کیا گیا' لیکن پیشین گوئی پھر بھی پوری نہ ہوسکی۔

22 اگست 1894ء کو جبکہ (15) پندرہ ماہ کا دیا گیا وقت قریب آتا جا رہا تھا' مرزا صاحب نے منشی رقم علی کو ایک خط لکھا کہ دیکھو آتھم تو ابھی تک ہٹا کٹا ہے' اللہ سے دعا ہے کہ وہ آزمائش سے بچالے۔ پھر انہوں نے میاں عبداللہ سنوری اور میاں احمد علی کو (15) پندرہ ماہ کے ختم ہونے سے ایک دن پہلے بلوایا اور ان سے ایک خاص مقدار میں چنے منگوائے' پھر ان پر مخصوص تعداد میں کچھ پڑھ کر پھونکتے رہے۔ (قادیانی مؤقف

Marfat.com

ہے کہ وہ قرآن مجید کی سورتیں تھیں، لیکن اگر قرآن مجید کی سورتیں پڑھی گئی تھیں تو وہ کون سی تھیں۔ نہ نام ہے نہ تعداد۔ ملاحظہ ہو: سیرتِ مہدی جلد 1 صفحہ 157 تا160) میاں عبداللہ سنوری اور میاں احمد علی بھی ساری رات جو کچھ بتایا گیا تھا وہ پڑھ پڑھ کر چنوں پر پھونکتے رہے۔ پھر چلہ کی تکمیل کے بعد وہ مرزا صاحب کے حکم کے مطابق ان کے پاس گئے۔ مرزا صاحب نے ان دونوں حضرات کو ساتھ لیا اور قادیان کے غالباً شمال کی جانب ایک اندھے کنویں پر پہنچے۔ مرزا صاحب نے انہیں حکم دیا کہ یہ چنے اس اندھے کنویں میں پھینک کر اپنے چہرے موڑ لینا اور پیچھے دیکھے بغیر جلدی سے لوٹ آنا۔ دونوں نے ایسا ہی کیا۔ (سیرتِ مہدی جلد 1 صفحہ 160-157) لیکن ہوا یہ کہ پندرہ ماہ کا دیا ہوا وقت پورا کا پورا ختم ہوگیا، لیکن آتھم نہ مرا۔ اب کسی کو اتنی جرأت نہ تھی کہ مرزا صاحب کو وہ سزائیں دیتا جو انہوں نے اپنے لیے خود تجویز کی تھیں۔

رہی مرزا صاحب میں اخلاقی جرأت تو وہ صرف اتنی تھی کہ انہوں نے حسبِ معمول آئیں بائیں شائیں والی تاویلیں پیش کرنا شروع کر دیں، پہلے انہوں نے کہا کہ ان کی پیشین گوئی مشروط تھی کہ ''اگر آتھم نے رجوع نہ کیا تو وہ مرے گا اور مناظرے کے دوران ہی اس نے تو پیغمبر کے لیے دجال کا لفظ بولنا چھوڑ دیا تھا اور اس بات کے گواہ ستر آدمی ہیں۔ مزید یہ کہ وہ پندرہ ماہ خاموش رہا اور یہ خاموشی اس کا رجوع ہی تو ہے۔ پھر انہوں نے ایک اور تاویل پیش کی کہ ان کی پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے کا اعتراض اس وقت ہوتا جب وہ خود آتھم سے پہلے مرجاتے۔

(ملاحظہ ہو! روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 451، طبع 1907ء صفحہ 185)

مرزا صاحب کی پیشین گوئی کے اصل الفاظ میں نہ تو یہ بات ہے کہ آتھم اس لیے مرجائے گا کہ وہ پیغمبر صلعم کو بُرے القابات سے یاد کرتا ہے نہ دجال کا ذکر ہے، نہ آتھم کے خاموش رہنے کا اور نہ مرزا صاحب کے پہلے فوت ہو جانے کا، بلکہ اس میں تو واضح

Marfat.com

طور پر یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ آتھم سچے خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا مانتا ہے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو) اس لیے وہ پندرہ ماہ کے اندر اندر جہنم رسید ہو جائے گا۔

(ملاحظہ ہو! جنگ مقدس صفحہ 183-184 'اور سلسلہ تصنیفات جلد 5 صفحہ 2562)

مرزا صاحب ایسی تاویلیں کر کے اپنے آپ کو بھی اور اپنے پیروکاروں کو بھی اپنے تئیں شاید مطمئن کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن پیشین گوئی کے آخری دن قادیانیوں کے چہرے فق تھے اور وہ انتہائی غمزدہ تھے۔ بعض نے تو آتھم کی موت پر شرطیں لگائی ہوئی تھی' ہر طرف اُداسی اور مایوسی تھی۔ قادیانی دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے کہ وہ انہیں کسی نہ کسی طرح اس رسوائی سے بچا لے۔

(ملاحظہ ہو: سیرتِ مسیح موعود. شیخ یعقوب علی بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ 325)

قادیانیوں کی اپنی کتاب ''سیرتِ مہدی'' میں اس بات کو زلزلہ قرار دیا گیا ہے کہ پانچ واقعات ایسے ہیں جنہوں نے خود مرزا صاحب کے پیروکاروں کو ہلا کر رکھ دیا' مرزا صاحب کا سب کے سامنے مضحکہ اُڑا' ان پر تنقید ہوئی' انہیں فحش مذاق کا نشانہ بنایا گیا اور اَن گنت قادیانی مرزا صاحب پر ایمان چھوڑ گئے' ان میں سے آتھم کی موت کی پیشین گوئی پوری نہ ہونے کو چوتھا زلزلہ قرار دیا گیا ہے۔

(ملاحظہ ہو! سیرتِ مہدی نمبر 113 'صفحہ 86 تا 90' جلد 2 صفحہ 44-64-87' جلد 3 صفحہ 94)

پندرہ ماہ کا دیا گیا وقت کب کا پورا ہو چکا تھا' قادیانی حضرات سخت رسوائی' شرمندگی اور سراسیمگی کا شکار تھے اور مرزا صاحب ابھی تاویلوں پر تاویلیں پیش کر رہے تھے کہ آتھم اپنی آئی پر مر گیا جیسا کہ سب نے مرنا ہے۔ مرزا صاحب نے سب تاویلیں چھوڑ چھاڑ کر بلکہ یہ سوچے بغیر کہ اب ان تاویلوں کا کیا کیا جائے' اچانک پھر کہنا شروع کر دیا کہ ان کی پیشین گوئی پوری ہو گئی ہے کیونکہ آتھم کی موت ان کی موت سے پہلے ہو گئی ہے۔ تمام قادیانیوں نے بھی اسے فوراً قبول کر لیا کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی تھا۔

Marfat.com

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کی اکثر پیشین گوئیاں غیر قادیانیوں کی موت کے بارے میں ہوا کرتی تھیں' بہتر تھا کہ وہ صرف ایک تیر بہدف پیشین گوئی فرما دیتے کہ "ہر ایک نے ایک نہ ایک دن مرنا ہے"۔ ان "اَمواتی پیشین گوئیوں" کے علاوہ مرزا صاحب نے 20 فروری 1886ء میں اپنا ایک الہام شائع کیا کہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا' جس کا نام بشیر ہوگا' وہ عظمت اور بزرگی والا ہوگا۔ وہ اپنے معجزات سے بے شمار بیماریوں کا علاج کرے گا کیونکہ وہ "کلمۃ اللہ" ہوگا وغیرہ' سب لوگ وحی کے پورا ہونے کا انتظار کرنے لگے' ہوا یہ کہ مئی 1886ء میں مرزا صاحب کے ہاں بیٹی پیدا ہو گئی۔ "سیرتِ مہدی" کے مصنف کے اپنے مطابق جو لوگ ایمان لا چکے ہوئے تھے' وہ بھی سخت مایوس ہو گئے' مضحکہ' استہزاء اور مذاق کا وہ طوفان اُٹھا کہ یوں سمجھئے جیسا زلزلہ آ گیا ہو۔ مرزا صاحب نے اپنے رسالے اور خطوط میں بتایا کہ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی حمل میں بیٹا ہوگا۔ (ملاحظہ ہو: سیرتِ مہدی جلد 1 صفحہ 88) بہر حال اگلے سال 1887ء اگست میں واقعی ایک بیٹا پیدا ہو گیا' خوشی و انبساط کی ایک لہر اُٹھی اور جن قادیانی حضرات کا ایمان ڈگمگا چکا تھا' وہ پھر پکے ہو گئے۔ سب نے ایک دوسرے کو مبارک بادیاں دیں کہ موعودہ بیٹا اب پیدا ہو گیا ہے۔ مرزا صاحب نے بھی اعلان کیا کہ "بشیر" پیدا ہو گیا ہے' لیکن ہوا یہ کہ ایک سال بعد ہی یہ بچہ فوت ہو گیا۔ اب پھر ایک ایسا زلزلہ آیا جو نہ کبھی پہلے آیا تھا نہ کبھی بعد میں۔ پورے ملک میں طوفان کھڑا ہو گیا۔ بہت سے ایمان لانے والوں کو وہ دھچکا لگا جس کے بعد وہ پھر کبھی واپس قادیانی مذہب میں نہ آ سکے۔ اب پھر مرزا صاحب نے رسالوں اور خطوط کے ذریعے کہنا شروع کر دیا کہ ان کی وحی میں "موعودہ بیٹا" کوئی اور نہیں وہ خود ہی ہیں اور وحی میں کسی اور بیٹے کا ذکر تھا ہی نہیں۔ ان کے اپنے پیروکار تو شاید ایسی تشریحات اور تاویلات کے پہلے ہی عادی تھے لیکن باقی تمام کو ہنسنے ہنسانے کا خوب موقع مل گیا۔ (ملاحظہ ہو! سیرتِ مہدی جلد 1 صفحہ 88)

Marfat.com

20 فروری 1886ء کو مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کے بارے میں پیشین گوئی پہلی بار شائع کی تھی۔ 8 اپریل 1886ء کو مرزا صاحب نے پھر یہ پیشین گوئی شائع کی اور بتایا کہ موعودہ بیٹا بہت جلد پیدا ہونے والا ہے اور اس کی پیدائش کا وقت حمل کے وقت سے نہیں بڑھے گا۔ (ملاحظہ ہو! تبلیغ رسالت جلد 1 صفحہ 86-87) مئی 1886ء میں جب لڑکی پیدا ہوگئی تو مرزا صاحب نے کہنا شروع کر دیا کہ میں نے یہ تو کہا تھا کہ ''حمل کی مدت'' لیکن ''اس حمل کی مدت'' تو نہیں کہا تھا۔ حمل کی مدت سے مراد یہ تھی کہ اڑھائی سال، تین سال کے اندر اندر بلکہ 9 سال کے اندر اندر بیٹا پیدا ہو جائے گا۔ پھر جب واقعی بیٹا پیدا ہو گیا تو مرزا صاحب بہت خوش ہوئے۔ 7 اگست 1887ء میں انہوں نے اپنے رسالہ میں انتہائی مسرت و انبساط سے اعلان کیا کہ لیجئے ان کی پیشین گوئی پوری ہوگئی اور صبح کاذب کے 1:30 بجے وہ موعودہ اور مبارک بیٹا پیدا ہو چکا اور یہی ''بشیر'' ہے۔ انہوں نے رسالہ کا عنوان ہی ''خوش خبری'' لکھا۔ (ملاحظہ ہو: تبلیغ رسالت جلد 1 صفحہ 99) وہ صاحبزادہ زندہ نہ رہا اور ایک سال بعد ہی فوت ہو گیا، لیکن ایسی واضح پیشین گوئیوں کے بعد اب مرزا صاحب کا یہ تاویل کرنا کہ وہ موعودہ بیٹا وہ خود ہی ہیں، لوگوں کے لیے واقعی ہنسنے ہنسانے کا سامان ہی تھا۔

رسالہ جس میں مرزا صاحب نے سب سے پہلے ایک بیٹا پیدا ہونے کی پیشین گوئی کی تھی، اُسی 20 فروری 1887ء کے رسالہ میں انہوں نے یہ پیشین گوئی بھی کی کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے انہیں بتایا ہے کہ ان کا اور نکاح بھی ہوگا۔ ان کا آخری نکاح 17 نومبر 1884ء کو ہوا تھا۔ (ملاحظہ ہو: حیاتِ طیبہ صفحہ 75) اس کے بعد ساری زندگی ان کا اور کوئی نکاح نہ ہو سکا۔ اپنی پیشین گوئی کی وضاحت کیلئے (جو واقعی ان کے اپنے بس میں تھی) انہوں نے کہنا شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ایک پاکباز اور باعصمت بیوی عطا کرنے والا ہے جس سے اولاد بھی ہوگی۔ انہوں نے دو

Marfat.com

ٹوک پیشگوئی کی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا ہے کہ اب ان کا نکاح مرزا احمد بیگ کی بڑی بیٹی ''محمدی بیگم'' سے ہو گا۔ (ملاحظہ ہو: ازالہ اوہام صفحہ 396 ' اور مکتوبات احمدیہ جلد 5 خط نمبر 2) 10 مئی 1888ء کو انہوں نے اخبار نورافشاں میں محمدی بیگم کا رشتہ مانگا۔ 19 جولائی 1888ء میں انہوں نے بااصرار اعلان کیا کہ انہوں نے مرزا احمد بیگ سے ان کی بڑی صاحبزادی محمدی بیگم کا رشتہ خدا تعالیٰ کے حکم سے مانگا ہے۔ مرزا احمد بیگ لڑکی کا والد اپنے رشتہ داروں سمیت مرزا صاحب کو کذاب سمجھتا تھا' اس نے یہ رشتہ دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اتفاق سے کسی جائیداد کے قانونی تقاضوں کے لیے اُسے مرزا صاحب کی گواہی کی ضرورت پڑی۔ مرزا صاحب نے شرط رکھ دی کہ میں اس وقت دستخط کروں گا جب تم اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کرو۔ انہوں نے مزید دھمکی دی کہ اگر تم نے محمدی بیگم کا نکاح کسی اور سے کر دیا تو اس کا خاوند اڑھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا اور تم (یعنی لڑکی کا والد) تین سال کے اندر اندر مر جاؤ گے۔ (ملاحظہ ہو: تبلیغ رسالت جلد 1 صفحہ 116) انہوں نے 15 جولائی 1888ء کے ضمیمہ اشتہار میں پھر اپنی پیشین گوئیوں کو دُہرایا اور مرزا احمد بیگ کو ان بدترین نتائج سے خوب خوب ڈرایا۔ (حوالہ مذکور صفحہ 119) لیکن جب وہ اس پر بھی اپنی بیٹی کا نکاح مرزا صاحب سے کرنے پر رضامند نہ ہوا تو مرزا صاحب منتیں کرنے پر اُتر آئے' انہوں نے پیشکش کی کہ اگر وہ اس نکاح پر راضی ہو جائے تو وہ اپنی ساری جائیداد اسے لکھ کر دینے کو تیار ہیں۔ (20 فروری 1888ء کا خط) انہوں نے کہا کہ میں تمہارے بیٹے کو محکمہ پولیس میں بھی ملازمت دلوا دوں گا اور اس کی شادی اپنے ایک امیر ترین مرید کے گھر کروا دوں گا۔ (نوشتۂ غائب' ایم۔ایس خالد' صفحہ 100) انہوں نے مرزا احمد بیگ کو ایک اور خط بھی لکھا۔ انہوں نے 17 جولائی 1892ء کو احمد بیگ کو لکھا کہ دیکھو! تم میرے رشتہ دار ہو۔ قرابت داری کا ہی کچھ خیال کرو' میں پیشین گوئی کر چکا ہوں اور سب کو اس کا علم ہے۔ مہربانی کر کے میری پیشین

Marfat.com

گوئی تو پورا ہونے دو۔ (ملاحظہ ہو: کلماتِ فضل رحمانی: قاضی فضل احمد صفحہ 123) مرزا احمد بیگ کی بہن مرزا شیر علی سے بیاہی ہوئی تھی اور اس کی بیٹی مرزا صاحب کے بیٹے کے نکاح میں تھی یعنی مرزا احمد بیگ کی بہن کی بیٹی مرزا صاحب کی بہو تھی' چنانچہ مرزا صاحب نے ہر طرف سے مایوس ہو کر اسے وٹہ بنا لیا۔ انہوں نے دھمکی دی کہ اگر مرزا احمد بیگ نے محمدی بیگم کا نکاح کسی اور سے کر دیا تو وہ اپنے بیٹے سے کہہ کر اپنی بہو کو طلاق دلوا دیں گے۔ اس کے باوجود سب رشتہ داروں نے مل کر فیصلہ کیا اور مرزا صاحب کو کہلا بھیجا کہ وہ ایک پچاس سال سے زائد العمر بوڑھے' بیمار' مالیخولیا کے مارے ہوئے مسیلمہ کذاب سے بڑھ کر کذاب کو کسی صورت میں بھی اپنی بیٹی ''محمدی بیگم'' کا ہاتھ نہیں دیں گے اور مرزا صاحب جو کرنا چاہتے ہیں' کر لیں۔ (ملاحظہ ہو: قادیانی مذہب صفحہ 381-382) اس پر مرزا صاحب نے اپنے بیٹے فضل احمد سے زبردستی اپنی بہو کو طلاق دلوا دی۔ مرزا صاحب کی پہلی بیوی اور اس سے ایک بیٹا سلطان احمد چونکہ محمدی بیگم اور اس کے خاندان کا ساتھ دے رہے تھے' اس لیے مرزا صاحب نے بھی اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی اور اپنے بیٹے سلطان احمد کو وراثت سے محروم کرتے ہوئے عاق کرنے کا اعلان کیا۔

(ملاحظہ ہو: تبلیغ رسالت جلد 2 صفحہ 9 تا 11)

مرزا احمد بیگ نے اپنی صاحبزادی محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کر دیا۔ سب لوگ اب مرزا صاحب کی پیشین گوئی کہ ''محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا'' کا پورا ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن وہ زندہ رہا' وہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد بھی بہت عرصہ زندہ رہا' اس نے ایک لمبی عمر پائی۔ پہلی جنگ عظیم میں بھی شریک ہوا۔ اس میں زخمی بھی ہوا لیکن بچ گیا۔

(ملاحظہ ہو: قادیانیت' سید حسن علی ندوی' صفحہ 165)

محمدی بیگم کا بوڑھا بیمار والد مرزا احمد بیگ اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد زیادہ دیر زندہ

Marfat.com

نہ رہا اور جلد ہی فوت ہو گیا۔ قادیانیوں نے اسے ہی پیشین گوئی کی تکمیل قرار دے لیا' حالانکہ اگر مرزا صاحب کی اس پیشین گوئی کو مان بھی لیا جائے تو کیا یہ ایک بزرگ بوڑھے بیمار شخص کے بارے میں نہ تھی؟ جو پہلے ہی قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا۔ اگر ایسا تھا تو اس کے لیے تو تین سال کا عرصہ بھی زیادہ دیا گیا تھا۔ یہ بات تو اس بیچارے بیمار باپ کو بھی معلوم تھی کہ وہ زیادہ [illegible] گا۔ جبھی تو وہ اپنی بیٹی کے ہاتھ جلد پیلے کر کے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا [illegible] ین گوئی تھی بھی تو اُس نوجوان کیلئے ہی ہو سکتی تھی جو محمدی بیگم کا شوہر بنا تھا اور وہ ایک بھرپور لمبی زندگی پا گیا۔ پھر مرزا صاحب نے جس طرح اپنی بہو کو طلاق دلوائی' جس طرح اپنی پہلی بیوی کو طلاق دی' جس طرح اپنے پہلے بیٹے کو عاق کیا اور محمدی بیگم سے نکاح کرنے کے لیے جو جو ہتھکنڈے استعمال کیے' کیا وہ کسی نبی کے' نبی تو خیر بہت بڑی بات ہے' کسی مہذب شریف آدمی کے بھی شایانِ شان ہیں؟

مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے اپنے نکاح کے بارے میں بہت بڑی بڑی باتیں کی تھیں' حتیٰ کہ قرآن مجید کی آیت کریمہ بھی پیش کر دی کہ مجھے دوبارہ وحی ہوئی کہ ''لا تبدیل لی کلمة اللّٰه'' کہ اللہ کے الفاظ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی اور محمدی بیگم سے ان کا نکاح ایک اٹل حقیقت ہے۔ (ملاحظہ ہو: 6 ستمبر 1894ء کا اشتہار) لیکن یہ نکاح نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ اس ناکامی کے بعد انہوں نے مزید ڈھٹائی سے دعویٰ کیا کہ ''احمد بیگ کا داماد جس سے محمدی بیگم کا نکاح کر دیا گیا ہے' اڑھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا اور یہ اٹل حقیقت ہے' انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی''۔

(ملاحظہ ہو: انجام آتھم' سلسلہ تصنیفات جلد 8 صفحہ 4773' فٹ نوٹ)

اور یہ پیشین گوئی بھی پوری نہیں ہوئی:

مرزا صاحب نے 1891ء میں پیشین گوئی کی کہ برصغیر میں ''سلطنت برطانیہ ہفت

سال' سلطنت برطانیہ ہشت سال'' (سیرتِ مہدی: جلد2 صفحہ 7' نمبر314) 1891ء میں آٹھ سال شامل کر لیں' 1899 بنتا ہے۔ اگر مرزا صاحب کی وفات کے سال 1908ء سے بھی اس کا حساب کر لیں تو یہ پیشین گوئی بھی کسی صورت پوری نہ ہوئی اور سلطنت برطانیہ 1947ء تک قائم رہی' البتہ ڈھٹائی سے تاویل بازی کی نہ تو کوئی حد ہے اور نہ ہو سکتی ہے' قادیانیوں نے ان تمام ناکامیوں کو خود ''زلزلے'' قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: سیرتِ مہدی نمبر 113' صفحہ 86 تا 90)

خود مرزا صاحب بھی اپنی ناکامیوں کے معترف ہیں۔ وہ جھنجھلا کر لکھتے ہیں:

''اور جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے' تو کیا ان نشانوں کو بھلا دینا اور دو تین پیشگوئیوں کی نسبت بے ہودہ نکتہ چینیاں کرنا جائز تھا؟''

(مرزا غلام احمد: تحفۂ گولڑویہ صفحہ 61)

''پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا' کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا ہے''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 63)

''پھر احمد بیگ کے داماد کا اعتراض کرنا اور احمد بیگ کی وفات کو بھول جانا کیا یہی ایمانداری ہے۔ اس جگہ تو (میری) پیشگوئی کی دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 64)

پیش گوئی کس معیار کی ہونی چاہیے۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

''پیشگوئی میں تو کوئی کھلا کھلا تاریخی واقعہ ہونا چاہیے جو موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے مشابہ ہو نہ کہ اعتقادی امر کہ جو خود ثبوت طلب ہے۔ ظاہر ہے کہ پیشگوئی سے صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لیے بطور دلیل کام آ سکے' لیکن جب ایک پیشگوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی ہے؟ مماثلت ایسے اُمور میں چاہیے کہ جو واقعات مشہورہ میں داخل ہوں نہ یہ کہ

صرف اپنے اعتقادیات ہوں' جو خود ثبوت طلب ہیں۔ بھلا انصافاً تم آپ ہی سوچو کہ موسیٰ نے تو فرعون کو مع اس کے لشکر کے ہلاک کر کے جہان کو دکھلا دیا کہ اس نے یہودیوں کو اس عذاب اور شکنجہ سے نجات دے دی...... مگر حضرت مسیح نے اس نجات کے یہودیوں کو کیا آثار دکھلائے اور کون سا ملک ان کے حوالہ کیا اور کب یہودی ان پر ایمان لائے اور کب انہوں نے مان لیا کہ اس شخص نے موسیٰ کی طرح ہمیں نجات دے دی۔ اور داؤد کا تخت دوبارہ قائم کیا...... پیش گوئی میں تو وہ اُمور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے اور پہچان سکے''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 201)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

20: تحریف

پہلی بات تو یہ کہ مرزا صاحب قرآن مجید کی آیاتِ کریمہ کو اپنے ذاتی ''الہامات'' کے ساتھ اس طرح ملا جلا کر پیش کرتے ہیں کہ تفریق ختم کر دیتے ہیں۔ ایک غیر حافظ شخص تو قطعاً محسوس نہیں کر سکتا کہ کہاں سے قرآن مجید کی آیتِ مبارکہ شروع ہو رہی ہے' کہاں مرزا صاحب کے اپنے الفاظ آ گئے ہیں اور مرزا صاحب قاری کو بتاتے بھی نہیں۔ مثال کے طور پر تحفہ گولڑویہ میں وہ کہتے ہیں:

''اسی مناسبت سے خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام ابراہیم رکھا جیسا کہ فرمایا: ''سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من انعم واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی قل رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین'' یعنی سلام ہے ابراہیم پر (یعنی اس عاجز پر) ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دے دی اور تم جو پیروی کرتے ہو' تم اپنی نماز گاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ' یعنی کامل پیروی کرو' تا نجات پاؤ اور پھر فرمایا: کہہ اے میرے خدا! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو بہتر وارث ہے۔ اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ خدا اکیلا نہیں چھوڑے گا اور ابراہیم کی طرح کثرتِ نسل کرے گا اور بہتیرے اس نسل سے برکت پائیں گے۔ اور یہ جو فرمایا کہ ''واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی'' یہ قرآن شریف کی آیت

ہے''۔(مرزا غلام احمد: ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 30)

مرزا صاحب نے قرآن مجید کی آیت کریمہ اپنے ذاتی ''الہام'' کے الفاظ میں ملائی اور اپنی بات جاری رکھی۔ یہاں انہوں نے کمال مہربانی کرتے ہوئے تقریباً 103 الفاظ کے بعد جا کر بتایا کہ ''واتخذوا'' والی آیت قرآن مجید کی آیت ہے' یعنی باقی تمام الفاظ قرآن مجید کے نہیں بلکہ ان کے اپنے ہیں' حالانکہ ''سلام علی ابراھیم'' بھی قرآن مجید کی آیت ہے۔ انہوں نے اسے قرآن کی آیت نہیں بتائی اور اسے اپنا ذاتی ''الہام'' ظاہر کیا' دراصل یہ سورۂ انبیاء کی آیت توڑ کر لکھی گئی ہے:

قلنا ینار کونی بردًا وسلمًا علی ابراھیم ۔(القرآن:21/69)

''رب لا تذرنی'' والی آیت کریمہ بھی قرآن مجید کی ہے۔ سورۂ انبیاء میں ہے:

وذکریا اذ نادیٰ ربہ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین ۔

(القرآن:21/89)

اس آیت کو بھی توڑا اور پھر مرزا صاحب نے اپنی طرف سے ''قـــــل'' کے لفظ کا اضافہ کیا اور اسے اپنا ''الہام'' ظاہر کیا۔ اس طرح یہاں انہوں نے قرآن مجید کے الفاظ سے اپنی بات شروع کر کے اپنے ذاتی الفاظ درمیان میں ڈالے اور پھر قرآن مجید کے الفاظ پر ہی اپنی بات کا اختتام کیا۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

ینصرك رجال نوحی الیھم من السماء ...... یاتون من کل فج عمیق ...... والسلوك یتبر کون بثیابك ...... اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وانتھیٰ امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق ۔ (حوالہ مذکور صفحہ 26)

یہاں انہوں نے قرآن مجید کی آیت کریمہ ''اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح'' کو اپنے ذاتی عربی الفاظ کے درمیان میں استعمال کیا اور بتایا بھی نہیں کہ یہ الفاظ ان کے اپنے

نہیں، قرآن مجید کے ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''انی مهین من اراد هانتك وما كان الله ليتركك حتّٰى يميزا الخبيث من الطيب سبحان الله انت وقارهٔ فكيف يتركك' انی انا الله فاخترنی' قل رب انی اخترتك علٰی كل شیء''(ترجمہ:) میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت چاہتا ہے اور میں اس کو مدد دوں گا جو تیری مدد کرتا ہے اور خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے اور تُو اس کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے کیونکر چھوڑ دے' میں ہی خدا ہوا سراسر میرے لیے ہو جا۔ تو کہہ: اے میرے رب! میں نے تجھے ہر چیز پر اختیار کیا اور پھر فرمایا:''سيقول العدو لست مرسلًا سناخذه من مارن او خرطوم وانا من الظالمين منتقمون انی مع الافواج اتيك بغتة' يوم يعض الظالم علٰی يديه ياليتنی اتخذت مع الرسول سبيلا' وقالوا سيقلب الامر وما كانوا علی الغيب مطلعين......انا ارسلنا احمد الٰی قومه......''(حوالہ مذکور صفحہ 32)

یہاں بھی انہوں نے قرآن مجید کی آیاتِ کریمہ میں اپنی ذاتی ''آیات'' ملا جلا کر لکھیں اور بتانا بھی گوارا نہ کیا کہ کون سی آیت قرآنی ہے اور کون سی ان کی اپنی۔ مرزا صاحب نے آیاتِ قرآنی میں اپنے ذاتی الفاظ سے بھی تبدیلی کی۔ انہوں نے بریکٹ لگا کر یا کوئی اور نشان وغیرہ دے کر بھی فرق واضح نہیں کیا اور نہ وہ فرق واضح کرنا چاہتے ہیں۔ متعدد مقامات پر وہ قرآن مجید اور اپنی ذات آیات کے درمیان فل سٹاپ اور قومہ بھی نہیں لگاتے تاکہ کہیں علیحدگی کا تصور نہ آ جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب قرآنی آیات میں اپنے ذاتی الفاظ ملا کر آیات میں اضافہ بھی کرتے ہیں۔ مثال کے طور

پر دیکھئے:

”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق وتھذیب الاخلاق...... وقالوا ان ھذا الا اختلاق ان ھذا الرجل یجوح الدین......قل جاء الحق وزھق الباطل قل لو کان الامر من عند غیر اللّٰہ لوجدتم فیہ...... لا تثریب علیکم الیوم......ولا تنسی واجتھد ان تصلنی...... اللّٰہ ولی حنان علم القرآن......وانی رافعك الی ویاتیك نصرتی“۔ (حوالہ مذکور صفحہ 35)

مرزا صاحب نے یہ سب کچھ اپنی تمام کتابوں میں اس تواتر اور اس کثرت سے کیا ہے کہ کسی خاص حوالے کی ضرورت نہیں، صرف ایک کتاب کے ایک صفحہ کی فوٹو کاپی پیش خدمت ہے:

”ضمیمہ تحفہ گولڑویہ“ صفحہ 21 اور 22 ہے۔

”سو براہین احمدیہ میں یہ کلمات اللہ درج ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوئے اور میں صرف نمونہ کے طور پر اختصار کر کے لکھتا ہوں۔ مفصل دیکھنے کے لئے براہین موجود ہیں:

وہ مکالماتِ الٰہیہ جن سے مجھے مشرف کیا گیا اور براہین احمدیہ میں درج ہیں:

”بشری لك احمدی ۔ انت مرادی ومعی ۔ غرست لك قدرتی بیدی ۔ سرك سری انت وجیہ فی حضرتی ۔ اخترتك لنفسی ۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی ۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس ۔ یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیك ۔ بورکت یا احمد وکان ما بارك اللّٰہ فیك حقا فیك الرحمٰن علّم القرآن لتنذر قوما ما انذر آباء ھم ولتستبین سبیل المجرمین ۔ قل انّی امرت وانا اوّل

المؤمنین ۔ قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ۔ ویمکرون ویمکر اللّٰہ ۔ واللّٰہ خیر الماکرین ۔ وما کان اللّٰہ یسترکك حتی یمیز الخبیث من الطیب ۔ وان علیك رحمتی فی الدنیا والدین ۔ وانك الیوم لدینا مکین امین وانك من المنصورین ۔ وانت منّی بمنزلة لا یعلمها الخلق ۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمین ۔ یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة ۔ یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة ۔ ھذا من رحمة ربك ۔ لیکون ایة للمؤمنین ۔ اردت ان ستخلف فخلقت آدم ۔ لیقیم الشریعة ومحیی الدین جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء وجیه فی الدنیا والأخرة ومن المقربین ۔ کنت کنزا مخفیا فاحببت انا اعرف ۔ ولنجعله ایة للناس ورحمة منا وکان امرا مقضیا ۔ یا عیسٰی انی متوفیك ورافعك الی ومطھرك من الذین کفروا ۔ وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامة ۔ ثلة من الاوّلین وثلة من الاخرین ۔ یخفو فونك من دونه ۔ یعصمك اللّٰہ من عندہ ولو لم یعصمك الناس وکان ربك قدیرا ۔ یحمدك اللّٰہ من عرشه نحمدك ونصلی وانا کفیناك المستھزئین ۔ وقالوا ان ھو الا افك افترٰی ۔ وما سمعنا بھذا فی اباء نا الاوّلین ۔ ولقد کرّمنا بنی آدم و فضلنا بعضھم علی بعض''۔

مرزا صاحب قرآن مجید کی آیت لکھ کر اس کا ترجمہ اپنی مرضی سے کرتے رہتے ہیں' وہ قرآنی آیات کے من چاہے مطالب تو خیر نکالتے ہی ہیں' مزید یہ کرتے ہیں کہ جہاں چاہے ترجمہ میں الفاظ بڑھاتے اور گھٹاتے رہتے ہیں اور قاری کو بتاتے بھی نہیں کہ فلاں الفاظ قرآن مجید میں نہیں ان کے اپنے ہیں' حتیٰ کہ وہ کوئی نشانی اور علامت بھی

Marfat.com

نہیں ڈالتے اور ''ترجمہ'' کہہ کر فقروں کے فقرے بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی تمام کتابوں میں اس کثرت اور اس تواتر سے موجود ہے کہ کسی خاص حوالے کی ضرورت نہیں، پھر بھی مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:

''قرآن شریف کی یہ آیت ہے: ''کنتم خیر امة اخرجت للناس'' اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم بہترین اُمت ہو جو اس لیے نکالی گئی ہو کہ تا تم دجالوں اور دجال معہود کا فتنہ فرو کر کے اور ان کے شر کو دفع کر کے مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچاؤ...... ''کنتم خیر الناس اخرجت لشر الناس''......اور (ہم) اس کے یہی معنی کرتے ہیں کہ ''کنتم خیر امة اخرجت لشر الناس الذی هو الدجال المعهود''...... چنانچہ قرآن شریف کے ایک اور مقام میں ''الناس'' کے معنی دجال ہی لکھا ہے اور وہ یہ ہے: ''لخلق السمٰوٰت والارض اکبر من خلق الناس'' یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اسرار اور عجائبات پُر ہیں، دجال معہود کی طبائع کی بناوٹ اس کے برابر نہیں''۔ (تحفۂ گولڑویہ صفحہ 33-34-35)

پورے قرآن مجید میں کہیں دجال کا لفظ موجود نہیں اور لیکن مرزا صاحب نے نہ صرف مختلف لفظوں کے ترجمے میں دجال کا لفظ شامل کیا بلکہ یہ بھی لکھا کہ ''قرآن شریف کے ایک اور مقام میں ''الناس'' کے معنی دجال ہی لکھا ہے''۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''یہ آیت کہ ''وجمع الشمس والقمر'' جو پیشگوئی کے طور پر بتلا رہی ہے کہ قیامت کے قریب جو مہدی آخرالزمان کے ظہور کا وقت ہے، چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 47)

قرآن مجید میں شمس وقمر کے جمع کیے جانے کے الفاظ ہیں جو قیامت کے ذکر کے

طور پر پیش کیے گئے ہیں' لیکن مرزا صاحب نے مختلف انداز میں متعدد جگہ پر بار بار ترجمہ میں گرہن لگنا اور ایک ہی مہینہ میں گرہن لگنا کے الفاظ شامل کیے ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''آیت ''انا نحن نزلنا الذکر وانّا له لحافظون'' صاف بتلا رہی ہے کہ جب ایک قوم پیدا ہوگی کہ اس ذکر کو دنیا سے مٹانا چاہے گی تو اس وقت خدا آسمان سے اپنے کسی فرستادہ کے ذریعے اس کی حفاظت کرے گا''۔

(حوالہ مذکور صفحہ 169)

اب یہ مرزا صاحب سے ہی پوچھا جانا چاہیے کہ اس آیت کریمہ میں قوم کہاں ہے' اس کا پیدا ہونا کہاں ہے' اُس کا ذکر مٹانے کی کوشش کرنا کہاں ہے' خدا کا فرستادہ بھیجنا کہاں ہے؟

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''اور اس پر دلیل یہ ہے کہ سورۂ حٰم السجدہ جزو چوبیس میں اس بات کی تصریح ہے کہ خدا نے جمعرات اور جمعہ کے دن سات آسمان بنائے''۔

(حوالہ مذکور صفحہ 178)

اب یہ مرزا صاحب سے ہی پوچھا جانا چاہیے کہ آیت کریمہ میں بلکہ پوری سورت میں جمعرات اور جمعہ کے دن کا کہاں ذکر ہے۔ آیت کریمہ پیش خدمت ہے:

فقضٰهن سبع سمٰوٰت فی یومین واوحٰی فی کل سمآءٍ امرها وزیّنا السمآء الدنیا بمصابیح وحفظا ذٰلك تقدیر العزیز العلیم O

(سورۂ حٰم السجدہ الجزو نمبر 24)

اس آیت کریمہ میں ''یومین'' دو دن کا ذکر ہے' مرزا صاحب نے اپنی طرف سے انہیں جمعرات اور جمعہ قرار دے لیا۔ وہ اسی طرح اپنے ذاتی خیالات کو بطور ''ترجمہ

Marfat.com

قرآن" پیش کرتے رہتے ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"چنانچہ وہ سورتیں یہ ہیں (1- سورۃ) "قل هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد" (2- سورۃ) "قل اعوذ برب الفلق ۔ من شر ما خلق ۔ ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النّفّٰثٰت فی العقد ومن شر حاسدٍ اذا حسد" (3- سورۃ) "قل اعوذ برب الناس ملك الناس اله الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس" (ترجمہ:) تم اے مسلمانو! نصاریٰ سے کہو کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے اور تم جو نصاریٰ کا فتنہ دیکھو گے اور مسیح موعود کے دشمنوں کا نشانہ بنو گے، یوں دعا مانگا کرو کہ میں تمام مخلوق کے شر سے جو اندرونی اور بیرونی دشمن ہیں، اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو صبح کا مالک ہے، یعنی روشنی کا ظاہر کرنا اس کے اختیار میں ہے اور میں اس اندھیری رات کے شر سے جو عیسائیت کے فتنہ اور انکارِ مسیح موعود کے فتنہ کی رات ہے، خدا کی پناہ مانگتا ہوں"۔ (حوالہ مذکور صفحہ 126)

مرزا صاحب نے یہاں سورتیں لکھ کر پھر ان کا "ترجمہ" کہہ کر اپنے ذاتی خیالات اور ذاتی مذاہب کے نہ صرف الفاظ بلکہ فقروں کے فقرے لکھ دیئے اور ان زوائد اور الحاقات پر بریکٹ لگانے کی زحمت بھی گوارہ نہ کی۔

مرزا صاحب نہ صرف "ترجمہ" کہہ کر قرآن مجید کے الفاظ تبدیل کر دیتے ہیں بلکہ جہاں چاہے اصل قرآنی الفاظ اور اعراب بھی تبدیل کر کے اپنے مطلب کے معنی اخذ کر لیتے ہیں:

''وحرام علی قریة اهلکناها انهم لا یرجعون حتی فتحت یاجوج وماجوج وهم من کل حدب ینسلون واقترب الوعد الحق ط''۔

(حوالہ مذکور صفحہ 214)

یہاں انہوں نے قرآن مجید کے اصل الفاظ ''حتی اذا فتحت'' میں تبدیلی کرتے ہوئے ''اذا'' کا لفظ اُڑا دیا پھر انہوں نے ''لا یرجعون'' اور ''حتی'' کے درمیان اور ''ینسلون'' اور ''اقترب'' کے درمیان آیات کے نشانات چھوڑے اور تین آیات کو ایک آیت کے طور پر پیش کیا اور پھر انہوں نے ''الحق'' کے قرآنی لفظ کے اوپر ''ط'' کا اضافہ کر کے اسے وقف مطلق بنا دیا حالانکہ یہاں آیت کریمہ جاری ہے اور یہاں یہ علامت موجود نہیں۔ (ملاحظہ ہو: سورۃ الانبیاء:95-96-97)

مرزا صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرآ''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 225)

قرآن مجید کے اصل الفاظ ہیں: ''فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًاO اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًاO''

مرزا صاحب نے اس آیت کریمہ میں ''فَاِنَّ'' کے قرآنی لفظ کو تبدیل کرتے ہوئے ''اِنَّ'' لکھا اور دو آیات کو ایک آیت کے طور پر پیش کیا۔ ملاحظہ ہو: سورۂ الم نشرح:5-6۔

مرزا صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''جیسا کہ سورۂ تبت کی پہلی آیت یعنی ''تبت یدا ابی لهب وتب'' اس موذی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو مظہر جمال احمدی یعنی احمد مہدی (یعنی میں مرزا) کا مکفر اور مکذب اور مہین ہوگا''۔ (حوالہ مذکور صفحہ 120)

یہاں مرزا صاحب نے قرآن مجید کے اعراب میں تبدیلی کرتے ہوئے ''یَدَآ''

Marfat.com

کے الف پر ''مد'' اُڑا دی ہے' ملاحظہ ہو قرآن مجید' سورۂ لہب' آیت:1۔

مرزا صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''جب تم دجال کو دیکھو تو سورۂ کہف کی پہلی آیتیں پڑھو اور وہ یہ ہیں:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا O قَیِّمًا لِیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِنْ لَّدُنْهُ......''(حوالہ مذکور صفحہ 117)

مرزا صاحب نے اس آیت قرآن میں ''عِوَجًا'' اور ''قَیِّمًا'' کے درمیان ''لا'' کا اضافہ کیا تا کہ ''عِوَجًا'' اور ''قَیِّمًا'' کو اکٹھا پڑھا جائے حالانکہ قرآن مجید کے اصل الفاظ میں ان دونوں لفظوں کے درمیان ''ط'' یعنی وقف مطلق ہے تا کہ یہ الفاظ علیحدہ علیحدہ پڑھے جائیں۔ اسی طرح ''قَیِّمًا'' اور ''لِیُنْذِرَ'' کے درمیان مرزا صاحب نے علیحدگی پیدا کرتے ہوئے ''لِیُنْذِرَ'' کے ''ل'' پر شد کو اُڑا دیا تا کہ یہ الفاظ علیحدہ علیحدہ پڑھے جائیں حالانکہ قرآن مجید کے اصل الفاظ میں ''ل'' پر شد ہے اور یہ الفاظ اکٹھے پڑھے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: قرآن مجید: سورۃ الکہف' آیت:1 اور 2۔

ایسا سب کچھ مرزا صاحب کی تمام تحریروں میں اس کثرت اور اس تواتر سے موجود ہے کہ حوالوں کی ضرورت ہی نہیں' ان ہی کی بناء پر علمائے کرام نے مرزا صاحب کو تحریف قرآن کا مرتکب قرار دیا ہے۔

رہا احادیث کا معاملہ تو مرزا صاحب نے احادیث میں اس کثرت اور اس شدت سے تحریف کی ہے جس کی کوئی مثال نہیں' صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔

''بخاری اور مسلم میں یہ حدیث متفق علیہ ہے جو جابر بن سمرہ سے ہے اور وہ یہ ہے: ''لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفة کلهم من قریش ''یعنی بارہ خلیفوں کے ہونے تک اسلام خوب قوت اور زور میں رہے گا مگر تیرھواں خلیفہ جو مسیح موعود ہے اس وقت آئے گا جبکہ اسلام غلبہ

Marfat.com

صلیب اور غلبہ دجالیت سے کمزور ہو جائے گا اور وہ بارہ خلیفہ جو غلبہ اسلام کے وقت آتے رہیں گے' وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے''۔

(مرزا غلام احمد: تحفۂ گولڑویہ صفحہ 38)

اصل احادیث شریف میں نہ تو کسی تیرھویں خلیفہ کا ذکر ہے نہ مسیح موعود نہ غلبہ دجالیت' نہ غلبہ صلیب' نہ اسلام کی کمزوری وغیرہ۔ یہ سب ذاتی تمنائیں اور فالتو الفاظ مرزا صاحب کے اپنے ہیں۔

اگر اب قادیانی دنیا مرزا صاحب کو تحریف کے الزام سے بچانے کے لیے حسب معمول تاویلیں کر کر کے کبھی اسے جزوی تحریف' کبھی مرزا صاحب کی واعظانہ اور کبھی تقریرانہ مجبوری والی تحریف اور کبھی اسے ملک شیکانہ تحریف کہہ لے' لیکن ہے تو یہ بہرحال تحریف' قرآنی بھی اور احادیثی بھی۔

وما علینا الا البلاغ ۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com